مختصر حالات
رئیس المحدثین و رأس المجتھدین نعمان بن ثابت ابی حنیفۃ الصوفی الکوفی التابعی رحمہ اللہ تعالیٰ و اوصلہ الیٰ مرتبۃ تلیق بشانہ الاعلیٰ

نام مبارک

نعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نسب مبارک

ایک قول ہے کہ آپ عربی ہیں اور دوسرا قول ہے کہ آپ عجمی ہیں۔

عربی نسب نامہ یوں ہے:

”نعمان بن ثابت بن زوطی بن یحییٰ بن زید بن اسد بن راشد انصاری“

اور عجمی نسب نامہ یوں ہے کہ:

”سراج الامۃ کاشف الامۃ اعظم الائمۃ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں عادل بادشاہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ۸۰ھ متوفی ۱۵۰ھ“۔

آپ فارسی النسب (نسبًا فارسی) ہیں۔

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا بیان ہے:

ان ثابت بن النعمان بن المرزبان من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط" اخرجہ الخطیب فی تاریخہ قال السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ۔

(ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے اور خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی واقع نہیں ہوئی)۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورۃ الجمعہ آپ پر نازل ہوئی۔ جب آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ آخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ (الجمعۃ۳) ایک شخص نے عرض کی: من ھم یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فلم یراجعھم حتی سئل ثلاثا و فینا سلمان الفارسی فوضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال و رجل من ھؤلاء۔ یعنی وہ کون لوگ ہیں، آپ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا حتیٰ کہ اس نے دو یا تین مرتبہ پوچھا اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا تو فرزندانِ فارس اس کو حاصل کر لیں گے۔[2]

---

[1] تبییض الصحیفۃ بمناقب ابی حنیفۃ امام جلال الملۃ والدین سیوطی متوفیٰ ۹۱۱ھ، ص ۳۱، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

[2] صحیح بخاری، رقم الحدیث:۴۸۹۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۵۴۶، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۱۰، ۳۹۳۳، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۷۱۲۳، دلائل النبوۃ، ج۶، ص ۳۳۴، مسند احمد، ج۲، ص ۴۱۷

حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرزندانِ فارس سے ہیں اور علم و فقہ میں کمال حاصل کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ سلم کی اس پیشن گوئی کے مطابق علم کی بلندیوں پر پہنچے۔

بعض نے آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے:

"نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ"[3]

مگر علامہ شبلی نے دونوں اقوال کو یوں جمع کیا ہے کہ:

"نعمان اسلامی نام ہے اور زوطی اسلام سے قبل کا اور مرزبان لقب ہے"۔

راجح قول عجمی ہونے کا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے امام اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں نسب نقل کیا ہے:

"اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان"[4]

حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"صحیح روایات کی بناء پر یہ طے شدہ بات ہے کہ امام صاحب کے والد محترم کی ولادت اسلام پر ہوئی ہے"۔

---

[3] تبیض الصحیفہ

[4] تبیض الصحیفہ

اور فرماتے ہیں:

"ہمارے نزدیک نام ونسب کے فیصلہ کے لئے سب سے زیادہ معتبر شہادت خود اہل خاندان ہی کی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا یہاں اسماعیل کے بیان کے خلاف جو بیانات بھی ہیں وہ سب مرجوح یا قابل توجیہ ہیں"۔[5]

کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا غلام تھے؟

کچھ غلط قسم کے لوگوں نے جو یہ مشہور کر دیا کہ امام صاحب کے دادا بنی تیم اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس کے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے امام اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے آزاد لوگوں میں سے تھے قسم بخدا ہم غلامی کی زنجیر میں کبھی بھی نہیں جکڑے گئے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

"ابوثابت نعمان بن مرزبان وہی ہیں جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نوروز کے دن فالودہ ہدیہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمارا ہر دن نوروز ہے"۔ نوروز شمسی سال کے پہلے دن کو کہتے ہیں۔[6]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں ایک لشکر کا جھنڈا امام صاحب کے دادا کے پاس تھا۔

---

[5] ترجمان السنۃ

[6] آئمہ اربعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا

ثابت صغر سنی میں باب علم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عالی میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے امام اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی وہ ایسی قبول ہوئی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جیسی شخصیت ان کے ہاں پیدا ہوئی"۔

دو باتیں

اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ:

"حضرت امام صاحب کا خاندان کبھی غلامی کے بندھن میں نہیں بندھا"۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ:

"امام صاحب کے خاندان والے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو چوتھے خلیفہ راشد ہیں) کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے تھے اور ان کی خدمت میں ہدایا بھی پیش کرتے تھے اور ان کی دعائیں بھی لیتے تھے"۔[7]

تذکرۂ اجداد

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرافتِ نسبتی کا کیا کہنا وہ بہت بلند و بالا ہے۔ شرافتِ دینی کے علاوہ دنیاوی شرافت میں بھی آپ اعلیٰ مقام پر تھے آپ کے اجداد میں آٹھ انبیائے کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی آتے ہیں اور سولہ بادشاہوں کے نام آتے ہیں۔

---

[7] امام ابو حنیفہ کی زندگی

انبیاء علیہم السلام کے نام

(۱)حضرت آدم علیہ السلام (۲)حضرت شیث علیہ السلام
(۳)حضرت نوح علیہ السلام (۴)حضرت ادریس علیہ السلام
(۵)حضرت ہود علیہ السلام (۶)حضرت ابراہیم علیہ السلام
(۷)حضرت اسحاق علیہ السلام (۸)حضرت یعقوب علیہ السلام[8]

بادشاہوں کے نام

(۱)ساماں (۲)بابک (۳)حاز
(۴)مھروس (۵)ساسان دوم (۶)اسفندیار
(۷)گشتاسپ (۸)ھراس (۹)کتمش
(۱۰)کیاسین (۱۱)کیابود (۱۲)کیقیاد
(۱۳)دار (۱۴)مرحام (۱۵)مرمان شو
(۱٦)منوچھر الکیان[9]

پیدائش

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ذوالحجہ ۸۰ھ بمطابق ۲۹۹ء میں کوفی میں ہوئی۔

---

[8] امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محدثانہ جلالت شان
[9] امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محدثانہ جلالت شان

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش

مفتاح السعادہ میں منقول ہے کہ: ”امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد جب فوت ہو گئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نکاح کیا۔ اس وقت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معصوم بچے تھے۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں پرورش پائی اور یہ آپ کے لئے منقبت عظیمہ ہے“[10]۔

نعمان نام کے لطائف واسرار

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نعمان میں علمائے کرام نے چند نکات بیان کئے ہیں:

- نعمان بمعنی خون جس طرح خون سے جسم میں قوام ہوتا ہے، اس طرح آپ کے ذریعے ملت اسلامیہ کا قوام ہے۔
- نعمان بمعنی گل لالہ حضرت امام صاحب کے فضائل و مناقب اور کمالات ایسے خوشبودار ہیں جیسے گل لالہ (پاک صاف کردار کے مالک ہیں فضائل اس طرح مہک رہے ہیں جیسے گل لالہ کی خوشبو مہکتی ہے)۔
- نعمان بمعنی نعمت کے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک نعمت ہیں کہ آپ کے ذریعے امت محمدیہ صلی

---

[10] بتیس الصحیفہ / جہان دیدہ

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن و حدیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات کی فہم نصیب فرمائی۔[11]

ابو حنیفہ کنیت کے لطائف واسرار

- بعض کہتے ہیں کہ حنیفہ آپ کی صاحبزادی کا نام تھا اس سے آپ ابو حنیفہ مشہور ہوئے، لیکن یہ راجح قول نہیں کیونکہ اولاد میں صرف "حماد" مشہور ہوئے اور کوئی بھی مشہور نہ ہوا۔
- یہ کنیت آپ کی وصفی معنون کے اعتبار سے ہے۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "حنیف" کہا گیا ہے، یعنی "یکسو" ایسا شخص جو ہر طرف سے کٹ کر اللہ کا ہو جائے۔ اس کو حنیف کہتے ہیں اور امام صاحب بھی ہر طرف سے کٹ کر اللہ کے ہو رہے تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ابو حنیفہ کہا جاتا ہے۔
- عراق میں "حنیف" دوات کو کہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آخری عمر تک دوات اور قلم کو نہ چھوڑا اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہتے ہیں۔[12]

---

[11] الخیرات الحسان

[12] سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ائمہ شریعت کے امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امام اعظم کا لقب عطا ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام بڑے بڑے ائمہ امام صاحب کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ مثلاً امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ تمام حضرات شاگرد تھے اور آگے ان کے ہزاروں شاگرد تھے، مثلاً:

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عجیب بات ہے کہ تمام محدثین کا سلسلہ امام اعظم ابو حنیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔

چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

(۱) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ یحییٰ بن معین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ یحییٰ بن معین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ یحییٰ بن معین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۴) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ یحییٰ بن معین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صاحب مسند)

(۵)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، محدث عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، محدث یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۶)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۷)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ مسعر بن کدام محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۸)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ مسعر بن کدام محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۹)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ مکی بن ابراہیم محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ ابو عوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۰)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ مکی بن ابراہیم محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ ابو عوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۱)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ فضل بن رکین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ فضل بن رکین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ فضل بن رکین محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [13]

ائمہ طریقت کے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جس طرح اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علمِ ظاہر میں امامِ اعظم بنایا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علمِ باطن یعنی طریقت میں بھی "امام اعظم" بنایا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باطن کی اس نسبت کو امام جعفر صادق سے حاصل کیا پھر بہت سے معروف اولیاء اللہ اور وقت کے شیخ المشائخ نے امام صاحب کے متبع ہوئے مثلاً:

(۱) حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مشہور شیخ المشائخ)

(۲) حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے)

(۳) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کی قبر پر دعا مانگنے سے بارش طلب کی جاتی تھی اور جو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے)۔

(۴) حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو شہزادے تھے پھر ایک غیبی آواز پر صوفی ہو گئے)

(۵) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد اور بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے راوی)

(۶) حضرت داؤد طائی (تقویٰ کے پہاڑ تھے)۔

(۷) حضرت ابو حامد اللفاف (خراسان کے مشائخ میں سے تھے)

---

[13] خطباتِ فقیر، جلد دوم

(۸)حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (فقیہہ اور محدث تھے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے)

(۹)حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ہر رات ایک قرآن ختم کرنے والے)

(۱۰)حضرت ابو بکر الوراق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (شارح مختصر الطحاوی)

(۱۱)حضرت حاتم الاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲)حضرت محمد شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳)حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [14]

جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں
نفیس کیسا یہ وقت آیا، سلوک واحساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی روشنی تھی، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیشہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذریعہ معاش

ائمہ میں کسبِ معاش اور اشاعتِ دین دو متضاد راہوں پر بیک وقت گامزن ہونے کی سب سے پہلی مثال امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور یہ آپ کا خاندانی پیشہ تھا۔ عربی میں ریشمی کپڑے کے تاجر کو "الخزاز" کہتے

[14] امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات، کمالات، ملفوظات

ہیں۔ آپ کی تجارت بہت وسیع تھی۔ لاکھوں کا لین دین تھا۔ اکثر شہروں میں کارندے مقرر تھے۔ بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ریشم بنانے اور ریشمی کپڑا تیار کرنے کا بہت بڑا کارخانہ تھا۔ جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذہین ترین انسانوں میں سے تھے۔ انہوں نے فقہ، عبادت، پرہیز گاری اور سخاوت کو اپنی ذات میں جمع کیا تھا اور حکومت کے عطیے قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ خود اپنی کمائی سے دوسروں پر خرچ کرتے تھے اور اپنی ضرورتوں پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کے یہاں ریشم بنانے کا بہت بڑا کارخانہ تھا جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے"۔

امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کپڑا اعراق، شام، ایران اور عرب وغیرہ کو بھی سپلائی کیا جاتا تھا۔ اتنے وسیع کاروبار کے باوجود دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ناجائز طور پر ایک آنہ بھی آپ کی آمدنی میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔[15]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحیثیت ایک ماہر تاجر

امام ابوحنیفہ اپنی چار صفات کی بنا پر ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے۔

۱۔ آپ کا نفس غنی تھا۔ (یعنی لالچ کا اثر کسی بھی وقت آپ پر ظاہر نہ ہوا)

۲۔ آپ نہایت درجہ امانت دار تھے۔

---

[15] امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۔ آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے۔

۴۔ آپ شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا اس کی وجہ سے آپ تاجروں کے طبقہ میں انوکھے تاجر ہوئے یہی وجہ تھی کہ بیشتر حضرات نے آپ کی تجارت کو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں۔ اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالحین کا عمل تھا۔

آپ مال خریدتے وقت بھی اس طرح امانت داری کے طریقے پر عامل رہتے تھے جس طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ اس امت کو تجارت یا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرکے دکھائی یا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کرکے دکھائی۔[16]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دکان کی جگہ اور اس کی فضیلت

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک دکان تھی جہاں پر کارخانے کے تیار شدہ ریشمی کپڑے فروخت ہوا کرتے تھے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دکان بیچ شہر میں جامع مسجد اور دارالامارات کے پاس حضرت عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان اور بابرکت مکان میں تھی۔ جس کی شہرت عام تھی۔

---

[16] سیرت آئمہ اربعہ / امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ / سیدنا امام اعظم

خطیب بغدادی نے لکھاہے کہ:

وَكَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ خَزَّازًا وَدُكَانُهٗ مَعْرُوْفٌ فِي دَارِ عَمْرِو بْنِ حَرِيْثٍ بِالْكُوْفَه۔

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزاز تھے اور کوفہ میں ان کی دکان حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں مشہور تھی"۔

اس مکان اور دکان کی اہمیت کے لئے جاننا ضروری ہے کہ حضرت عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت ۱۲ سال کے تھے۔

ان کا بیان یہ ہے کہ:

"ایک مرتبہ میرے بھائی سعید بن حریث مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونا تقسیم فرمارہے تھے۔ تو مجھے بھی ایک ٹکڑا عنایت فرمایا میں نے دل میں کہا اس کو جس چیز میں لگاؤں گا برکت ہو گی۔ اور اس کا آخری حصہ اس مکان میں لگایا"۔ (جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دکان تھی)

حضرت عمرو بن حریث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ جب کوفہ آباد ہوا تو آپ وہیں چلے آئے ابن سعد کا بیان ہے کہ:

"عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ آکر جامع مسجد کے پہلو میں ایک بڑا مکان تعمیر کیا"۔

وَهِيَ كَبِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ فِيْهَا اَصْحَابُ الْخَزِّ الْيَوْمَ۔

"یہ بہت بڑا اور مشہور مکان تھا۔ آج کل تیسری صدی میں اس میں ریشم کا کاروبار کرنے والے رہتے ہیں"۔

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔ آپ کے اس بابرکت مکان میں دکان حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کی جاتی تھی کیونکہ اس کی ہر دکان میں خیر و برکت ہوتی تھی کہ معمولی معمولی دکاندار بھی چند دنوں میں اچھے خاصے مالدار ہو جاتے تھے۔ اس دارِ کبیر میں بہت سی دکانیں تھیں جن میں ریشمی کپڑے کے تاجر رہا کرتے تھے اور روایتی طور پر بہت بعد تک یہاں ریشمی کپڑے فروخت ہوتے رہے۔ [17]

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلیہ مبارک

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت وجیہہ و شکیل اور خوبصورت آدمی تھے۔ قد درمیانی اور رنگ گندمی تھا۔ بہترین عطر استعمال کرتے تھے۔ خوشبو کی وجہ سے آپ کی آمد کا آپ کے آنے سے پہلے ہی پتہ چل جایا کرتا تھا۔

گفتگو نہایت شیریں، آواز نہایت سریلی تھی۔ ان کو دیکھنے والوں کے آپ کو حسن الوجہ، حسن الثیاب، طیب الریح، حسن المجلس شدید الکرم، حسن المواساۃ لاخوانہٖ بتایا ہے۔

جوتے نہایت نفیس پہنتے تھے گھر سے نکلتے تو تسمہ وغیرہ درست کر لیتے تھے۔ موزے بھی استعمال فرماتے تھے۔ کئی ٹوپیاں تھیں۔ جامع مسجد کے حلقہ درس میں لمبی سیاہ ٹوپی پہنتے تھے جو کوفہ کے تاجروں میں رائج تھی بوقت ضرورت اونی کپڑے اور سنجاف و سمور بھی استعمال کرتے تھے۔ جمعہ کے دن رداء اور قمیص (تہبند اور کرتا) پہنتے تھے۔ ایک شاگرد ابو مطیع کے اندازہ کے مطابق ان دونوں کی قیمت ۴ درہم تھی گھر میں عام طور سے چٹائی بچھی رہتی تھی۔ [18]

---

[17] سیرت آئمہ اربعہ

[18] سیرت آئمہ اربعہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلیہ مبارک اکابرین کی نظر میں

یہاں پر چند اقوال نقل کیے جاتے ہیں جو اکابرین امت نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں کہے۔

ا۔ امام نضر بن مضم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں نے فجر کی نماز امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ پڑھی اس وقت میرے بدن پر قوسی کمبل تھا۔ امام صاحب کہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے مجھ سے کمبل مانگا واپسی پر فرمایا کہ:

"تمہارے اس کمبل کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہوئی"۔

میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا وہ موٹا ہے، حالانکہ وہ کمبل مجھے بہت پسند تھا، میں نے پانچ دینار میں خریدا تھا۔ اس کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بدن پر میں نے قوسی کمبل دیکھا جس کی قیمت میرے اندازے کے مطابق ۳۰ دینار تھی۔[19]

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان خوش نصیب انسانوں میں سے ہیں جن کو ظاہری و باطنی ہر قسم کی دل ربائی حاصل ہے، آپ کا حلیہ بیان کرنے والے حضرات بیان کرتے ہیں:

۲۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"امام صاحب میانہ قد تھے۔ یعنی نہ بہت پست قد اور نہ بہت زیادہ دراز تھے، حسین صورت اور شیریں کلام تھے"۔[20]

---

[19] سیرت آئمہ اربعہ

[20] سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۔ امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"امام صاحب نہایت خوش لباس تھے اور اس قدر خوشبو استعمال کیا کرتے تھے کہ ہم لوگ محض خوشبو سے پتہ لگالیا کرتے تھے"۔[21]

۴۔ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"امام صاحب نہایت خوبصورت اور خوش لباس تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ریش مبارک نہایت خوبصورت تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جوتا اور کپڑا نہایت عمدہ پہنتے تھے"۔

۵۔ امام ابو مطیع بخطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے امام صاحب کو نہایت قیمتی چادر پہنے دیکھا، جس کی قیمت کم از کم چار سو درہم (۴۰۰ درہم) ہو گی۔

۶۔ امام صاحب گو درباریوں سے بہت دور رہتے تھے لیکن خلیفہ منصور نے درباریوں کے لئے جو ٹوپی مقرر کی تھی (جس کا رنگ سیاہ تھا) یہ بھی امام صاحب کے پاس بیک وقت سات سات ہوا کرتی تھیں۔

امام صاحب کی یہ ظاہری نظافت اور طہارت ان کی نظافت طبع پر دلالت کرتی ہے۔

---

[21] سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۷۔ حضرت اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی قدر دراز قامت تھے، آپ کے رنگ پر گندم گونی غالب تھی۔ اچھا لباس پہنتے تھے، عام طور پر اچھی حالت میں رہتے تھے اور خوشبو کا اتنا استعمال کرتے تھے کہ آپ کی نقل و حرکت کا اندازہ خوشبو کی مہک سے ہو جاتا تھا"۔[22]

۸۔ ابن خلکان اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میانہ قد، گندم گوں، خوش تقریر اور شیریں زبان تھے"۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مولد و مسکن

کوفہ کی تعمیر اور آبادی

کوفہ شہر عراق میں واقع ہے اور بغداد سے ۳۰ فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ یہ تکوف الرمل سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ریت کا تہہ در تہہ ہونا چونکہ کوفہ میں لوگوں کی کثرت تھی، اس لئے اس کا نام کوفہ رکھ دیا گیا۔[23]

صفر ۱۶ھ سے محرم ۱۷ھ مدائن عراق کی اسلامی فوجوں کا صدر مقام رہا لیکن یہاں کی آب و ہوا عربوں کو سازگار نہ آئی۔ ان کے جسم میں توانائی نہ آئی اور ان کے رنگ متغیر ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ:

"ایسی جگہ تلاش کرو جو بری اور بحری دونوں حیثیتیں رکھتی ہو اور وہاں سے مدینہ تک بیچ میں کوئی دریا نہ پڑتا ہو"۔

---

[22] ترجمان السنہ

[23] درس مقامات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام پر مامور کیا تو ان دونوں حضرات نے کوفہ کی زمین کو پسند کیا۔

یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اور دریائے فرات یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا اور نعمان بن منذر کے مشہور محلات خورنق اور سدیر بھی اسی نواح میں واقع تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق گھاس پھوس کے مکانات بنائے گئے۔ لیکن جب آگ لگنے کے حادثات پیش آئے تو پختہ عمارتیں تعمیر کی گئیں۔

کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چھاؤنی کے طور پر بسایا تھا، اس سے قبل یہ علاقہ سورستان کہلاتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کے مطابق "ابولہیاج بن مالک اسدی" نے کوفہ کا نقشہ بنایا۔ پہلے درمیان میں ایک مربع چبوترے پر جامع مسجد تعمیر کی گئی۔ جس میں ۶۰ ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے تھے۔ جامع مسجد کے آگے سنگ مرمر کے ستونوں پر دوسو ہاتھ لمبا ایک برآمدہ قائم کیا گیا۔ جس کی چھت رومی عمارتوں کی چھت کی طرز پر تھی۔ مسجد کے سامنے عراق کے لئے "قصر حکومت" تیار کیا گیا۔ مسجد اور قصر حکومت کے درمیان تہ خانہ کے طور پر ۲۰۰ گز طویل بیت المال کی عمارت بنائی گئی۔

مسجد اور قصر حکومت کے چاروں طرف کچھ فاصلہ چھوڑ کر مختلف قبائل کے لئے الگ الگ محلے بسائے گئے۔ ان محلوں میں ۴۰ ہزار کی آبادی کے لائق مکانات تعمیر کئے گئے اور ہر ہر محلہ میں ایک ایک مسجد تعمیر کی گئی۔

شہر کی تمام سڑکیں جامع مسجد کے سامنے سے نکلتی تھیں۔ شاہراہیں ۴۰ گز چوڑی رکھی گئیں معمولی سڑکیں ۳۰ گز اور ۲۰ گز چوڑی اور گلیاں ۷ گز چوڑی۔

شہر کی تعمیر میں اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا تھا کہ چوک اور سڑکیں اس کثرت سے ہوں کہ اہل عرب صحرا کی تازہ ہوا کے لطف سے محروم نہ ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم ۱۷ھ (جنوری ۲۳۸) میں مدائن سے کوفہ منتقل ہوگئے کوفہ کی تعمیر سے دو سال قبل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر ایک شہر بصرہ کے نام سے بسایا گیا تھا پھر کوفہ اور بصرہ کی آبادی کے بعد یہ دونوں شہر اسلامی فوج کے مرکز قرار پائے۔

کوفہ اپنے عہد عروج میں ۱۶ میل کے اندر پھیلا ہوا تھا اور ۷۰ ہزار مکانات پر مشتمل تھا۔[24]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا

بالائی عراق

بالائی عراق جس کا صدر مقام کوفہ اور والی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ایرانی فتوحات کے بعد "باب" آذربائیجان، ہمدان، رے، اصفہان، ماہ، موصل، قرقیسیاء وغیرہ کا تعلق کوفہ سے قرار پایا۔[25]

---

[24] تاریخ ملت

[25] تاریخ ملت

زیریں عراق

زیریں عراق جس کا صدر مقام بصرہ اور والی حضرت عتبہ بن غزوان تھے۔ اور ایرانی فتوحات کے بعد خراسان، سجستان، مکران، کرمان، فارس اور اہواز وغیرہ کا تعلق بصرہ سے قرار پایا۔[26]

کوفہ اور بصرہ حجاج بن یوسف کی نظر میں

ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف سے پوچھا کہ ٹھیک بتاؤ کے بصرہ اور کوفہ میں کیا فرق ہے؟ تو حجاج نے جواب میں کہا:

"اَمَّا الْکُوْفَۃُ فَبِکْرٌ عَاطِلٌ لاَ حُلِیَّ لَھَا وَ لاَ زِیْنَۃٌ وَ اَمَّا الْبَصْرَۃُ فَعَجُوْزٌ شمطاء بَخْدَاءُ ذَفْدَاءُ اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ حُلِیٍّ وَ زِیْنَۃٍ"۔

"یعنی کوفہ تو ایک ایسی دوشیزہ ہے جس پر نہ کوئی زیور ہے اور نہ سنگھار، لیکن بصرہ ایسی بڑھیا ہے جس کے بال کھچڑی ہیں، منہ اور بغلوں سے بو آتی ہے، مگر ہر طرح کے زیور سے آراستہ ہے"۔

کوفہ بحیثیت علم اور علماء کا شہر

کوفہ والوں کی تعلیم نظم و نسق کے لئے سرکاری طور پر امام الفقہاء حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا گیا۔ ان کی علمی منزلت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ امیر المؤمنین خلیفۂ ثانی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ:

"ابن مسعود کی مجھے یہاں خود بھی ضرورت تھی مگر تہماری ضرورت کو مقدم سمجھ کر تمہاری تعلیم کے لئے ان کو بھیج رہا ہوں"۔

[26] تاریخ ملت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد عثمانی کے آخری دور تک لوگوں کو قرآن پاک اور دین کے مسائل کی تعلیم دی۔ ان کی تعلیمی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض محدثین کے بیان کے مطابق اس نو آباد شہر میں چار ہزار علماء و محدثین پیدا ہو گئے۔

حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

"یہ شہر اللہ کا علم ہے، ایمان کا خزانہ ہے اور عرب کا سرمایہ ہے"۔

اس شہر میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آکر آباد ہوئے۔ ان میں سے ۲۴ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے تھے جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں حصہ لیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ۷۰ بدری صحابہ یہاں پر مرجع و مسکن تھے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور میں اس کو دارالخلافہ بنایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر میں داخل ہوئے تو علم کی یہ شان دیکھ کر بے ساختہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھلا کرے کہ انہوں نے تو اس بستی کو علم سے بھر دیا"۔

پھر لوگوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی خوب علمی فائدہ حاصل کیا۔ مسروق (جو کہ کبائر تابعین میں سے ہیں) نے فرمایا:

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا خلاصہ میں نے ان چھ اشخاص میں دیکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر نظر ڈالی تو ان سب کے علم کا خلاصہ دو شخصوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پایا"۔

اسی شہر سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت کا فیض آگے پھیلا۔

حضرت امام سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"مناسک کے لئے مکہ مکرمہ، قرأت کے لئے مدینہ منورہ اور حلال و حرام اور فقہ کے لئے کوفہ ہے"۔

راہر مزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انس بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

"جب میں کوفہ پہنچا تو اس وقت وہاں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے"۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"کوفہ فضیلت کا گھر اور فضلاء کا عمل ہے"۔

حافظ ابو القاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"تم نماز کے مسائل اہل مدینہ سے، مناسک حج اہل مکہ سے، ملاحم و غزوات کے حالات ابن ہشام سے اور رائے فقہ اہل کوفہ سے حاصل کرو"۔

اگر آج بھی رجال کی کتابیں کھولیں تو ہزاروں نام آپ کو کوفہ کے نظر آئیں گے۔ جن کی روایات سے صحیحین اور غیر صحیحین بھری پڑی ہیں۔ حتیٰ کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ حدیث حاصل کرنے کے لئے کتنی بار کوفہ گیا ہوں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مولد اور ان کا علمی مسکن جس کی آغوش میں رہ کر ان کی علمی پرورش ہوئی ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ جو فقہ اس سرزمین میں مدون کیا گیا ہو وہ سر مو بھی کتاب وسنت سے تجاوز نہ کر سکتا ہے۔[27]

وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کوفہ میں مقیم تھے

شہر کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقیم ہوئے، ان میں سے ۷۰ بدری صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ایک روایت کے مطابق ۲۴ بدری تھے، ان میں سے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کوفہ کے بانی تھے

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص قرشی الزہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوفہ میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو بدری تھے

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[27] تاریخ الفقہ والفقہاء / سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ / ائمہ اربعہ قدم بقدم

۶۔ حضرت زاہر بن حرام الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت زیاد بن لبید بن ثعبلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت سہل بن حنیف الانصاری الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت عقبہ بن عمرو بن ثعبلہ ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ حضرت سعد بن عبید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ حضرت خذیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔ حضرت مالک بن ربیعہ السلولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ حضرت کعب بن عمرو ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ حضرت ابو منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کوفہ کے امیر، حاکم، قاضی یا عامل تھے

۱۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کوفہ کے پہلے حاکم)

۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حاکم)

۳۔ حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حاکم)

۴۔ حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امیر)

۵۔ حضرت زیاد بن سمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امیر)

۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نائب امیر)

۷۔ حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کوفہ کے پہلے قاضی)

۸۔ حضرت سعید بن نمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قاضی)

۹۔ حضرت شریح بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قاضی)

۱۰۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عامل)

۱۱۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عامل)

۱۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عامل)

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کوفہ میں مقیم تھے یا وہاں پر سکونت اختیار کی تھی

۱۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت اغر بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت سلیمان بن مرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت اغلب بن راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت اوس بن ضمعج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت سیابہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ حضرت ایمن بن یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ حضرت مطر بن عکاس السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ حضرت سبرہ بن فاکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ حضرت سماک بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ حضرت قیس بن منتفق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔ حضرت عقیل بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔ حضرت رفاعہ بن یثربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ حضرت ابوسنابل بعلک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰۔ حضرت نوفل بن فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ حضرت عمیر بن نویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ حضرت ہزیل بن شر جیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ حضرت معضد بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔ حضرت عبد الرحمٰن بن مل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷۔ حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ حضرت عبید بن خالد محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ حضرت عبید بن عازب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵۔ حضرت مسور بن یزید الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۔ حضرت ابو لیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۷۔ حضرت عابس بن عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۸۔ حضرت اسود بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۹۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۰۔ حضرت اسود بن ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱۔ حضرت رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۲۔ حضرت جاریہ بن ظفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۳۔ حضرت ثعلبہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۴۔ حضرت زبیر بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۵۔ حضرت حارث بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۶۔ حضرت عبد اللہ بن منتفق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۷۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۸۔ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۹۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۰۔ حضرت غرفہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۱۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۲۔ حضرت فجیع بن عبد اللہ بکائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۳۔ حضرت عبد اللہ بن جبر خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۴۔ حضرت عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۵۔ حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۶۔ حضرت جودان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۷۔ حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۸۔ حضرت جندب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۹۔ حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۰۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۱۔ حضرت سعید بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۲۔ حضرت جند بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۳۔ حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۴۔ حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۵۔ حضرت زیاد بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۶۔ حضرت عبد اللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۷۔ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۸۔ حضرت عدی بن فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۹۔ حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۰۔ حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۱۔ حضرت ابو کاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۲۔ حضرت اخرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۳۔ حضرت ابو المنذر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۴۔ حضرت احمر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۵۔ حضرت مخارق بن عبد اللہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۶۔ حضرت احمر بن سواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۷۔ حضرت جابر بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۸۔ حضرت حبہ بن جوین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۹۔ حضرت ثمانہ بن بجاد عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۰۔ حضرت حجر بن عنبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۲۔ حضرت ثابت بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۳۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سبرہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۴۔ حضرت ثابت بن یزید بن ودیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۵۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۶۔ حضرت ثعلبہ بن زہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۷۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۸۔ حضرت اوس بن اعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۹۔ حضرت عمرو بن حارث بن مصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۰۔ حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۱۔ حضرت عمرو بن حارث بن مصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۲۔ حضرت امرؤ القیس بن عابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۳۔ حضرت شریط بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۴۔ حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۵۔ حضرت شریک بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۶۔ حضرت عمار بن اوس بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۷۔ حضرت مالک بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۸۔ حضرت مالک بن عامر ابو عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۹۔ حضرت عامر بن شہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۰۔ حضرت عبد خیر بن یزید ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۱۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۲۔ حضرت عمرو بن حریث قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۳۔ حضرت عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۴۔ حضرت وہب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۵۔ حضرت عباد عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۶۔ حضرت عباد بن عمرو دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۷۔ حضرت عباد ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۸۔ حضرت سلمہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۹۔ حضرت زاہر بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۰۔ حضرت حبہ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۱۔ حضرت طارق بن شہاب بجلی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[28]

کوفہ کے وہ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے

۱۔ حضرت اویس بن عامر قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت قاضی شریح بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت ابووائل بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت مالک بن عامر ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[28] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، سیرت الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کاتبین وحی، اصحاب بدر، آفتاب ہدایت کے ۳۱۳ روشن ستارے، صفہ اور اصحاب صفہ، تاریخ اسلام (شاہ معین الدین ندوی)، تاریخ اسلام (شاہ نجیب آبادی)

چند مشہور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کوفہ شہر سے وابستہ تھے

جو تابعین کوفہ شہر سے وابستہ تھے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، مگر یہاں پر ان میں سے چند ایک کے نام پیش خدمت ہیں:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت سلیمان بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام اعمش)

۵۔ حضرت حکم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت عامر بن شراحیل شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت عبد اللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۔ حضرت محمد بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔ حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔ حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰۔ حضرت ابو اسماعیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ حضرت ابو بکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔ حضرت ابوعمرو بن العلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔ حضرت مسروق بن اجدع ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔ حضرت عمر بن شرجیل ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔ حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷۔ حضرت زید بن صوحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔ حضرت حیثمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ حضرت سلمہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ حضرت حارث بن قیس جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ حضرت عبداللہ بن سجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔ حضرت زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵۔ حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۔ حضرت فلاس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۷۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۸۔ حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۹۔ حضرت حارث بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۰۔ حضرت یزید بن معاویہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱۔ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۲۔ حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۳۔ حضرت شریک بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۴۔ حضرت عبید بن نفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۵۔ حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۶۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۷۔ حضرت ابو بکر بن ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۸۔ حضرت محارب بن دثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۹۔ حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۰۔ حضرت سعید بن اشوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۱۔ حضرت عبد اللہ بن شبرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۲۔ حضرت قاسم بن معن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۳۔ حضرت قاضی شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۴۔ حضرت حسن بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۵۔ حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۶۔ حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۷۔ حضرت امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوفہ کے ان مجتہدین و مفتین کا شمار اکابر تابعین میں ہے۔ یہ حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگردوں میں ہیں، اہل علم حضرات ان سے استفادہ کرتے تھے۔ اور یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے، ان میں سے کئی حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کیا تھا۔[29]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک

تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قاضی القضاء کا عہدہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے دو مرتبہ ظلم و ستم ہوا، پہلی مرتبہ تو کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ نے ۱۳۰ھ میں ظلم و ستم ڈھایا تھا، مگر دوسری مرتبہ خلیفہ منصور نے ۱۵۰ھ میں ظلم کیا امام ابو حنیفہ کی وفات ہو گئی۔

یہاں اب آپ کی خدمت میں پہلے ابن ہبیرہ کا ظلم بیان کیا جاتا ہے، پھر خلیفہ منصور کا ظلم بیان کیا جاتا ہے۔

[29] تابعین کے درخشاں پہلو، تابعین کے سبق آموز واقعات، تابعین کے واقعات، ۲۱ جلیل القدر تابعین

چنانچہ ابن ہبیرہ کو غصہ آیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کے سر پر روزانہ ۱۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ ان کوڑوں کی وجہ سے ضرب شدید سے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ، سر اور جسم پر سوجن آگئی، مگر اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بات پر اٹل رہا۔[30]

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

میں درد کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ۔۔۔۔

ایک دن جلاد آپ کو کوڑے مار رہا تھا کہ سر پر کوڑا لگنے کی وجہ سے آپ کا چہرہ متورم ہو گیا، یہ دیکھ کر آپ رو دیئے، جلاد نے کہا "قضا قبول کر لو روتے کیوں ہو؟ تو امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں مار کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ میری والدہ اس چوٹ کا نشان دیکھیں گی تو ان کو صدمہ ہو گا"۔

---

[30] سیرت النعمان / تعارف فقہ و تصوف

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والدہ کا مشورہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حالات کی سنگینی کے پیش نظر بامر مجبوری امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی القضاء کا عہدہ قبول کرنے کا مشورہ دیا مگر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اماں جان جس بات کو میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتی اور ابن ہبیرہ کی یہ دنیوی سزا مجھ پر آخرت کے ہتھوڑوں اور گرزوں کی مار سے بہت آسان ہے، بخدا میں یہ عہدہ ہرگز قبول نہیں کروں گا اگرچہ ابن ہبیرہ مجھے قتل ہی کیوں نہ کر ڈالے"۔[31]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علماء کا مشورہ

جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کا مشورہ قبول نہ کیا تو اس کے بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابن شبرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اور ابی ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور حکومت کے عزائم اور ارادوں سے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگاہ کیا اور حالات کی انتہائی نزاکت سے باخبر کیا اور سب نے یک زبان ہو کر مخلصانہ اور ناصحانہ انداز میں کہا کہ:

"ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ آپ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ ہم سب آپ کے بھائی اور ہم خیال ہیں اور ہم سب اس عہدے کو پسند نہیں کرتے مگر کیا کریں ہم مجبور ہیں"۔

[31] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عادلانہ دفاع

مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ:

"اگر ابن ہبیرہ مجھے واسط کی مسجد کے دروازے گننے کا حکم دے تو میں اس پر بھی آمادہ نہیں ہوں"۔[32]

سزا کی مدت

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سزا کتنے دن پائی؟ بعض روایات میں ۴۰ دن اور بعض روایات میں ۱۰ دن مذکور ہے۔[33]

مصیبت سے نجات کا سبب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مصیبت سے نجات کس طرح پائی اس کے بارے میں علامہ کردری فرماتے ہیں کہ:

"ایک دن صبح کو ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا جو میری امت کے ایک آدمی کو بلا قصور کے مارتا ہے اور اسے دھمکی دیتا ہے"۔

اس کے بعد ابن ہبیرہ نے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہا کر دیا اور ان سے معافی مانگی۔[34]

---

[32] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عادلانہ دفاع

[33] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

[34] تعارف فقہ و تصوف / امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکہ معظمہ کا سفر

ابن ہبیرہ کے آزاد کرنے کے بعد امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی سکونت کو ترک کر دیا اور مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا اور ۱۳۰ھ سے لے کر ۱۳۶ھ تک آپ وہیں مقیم رہے، جب بنو عباس کا پہلا خلیفہ ابو العباس السفاح خلیفہ بنا تب آپ دوبارہ کوفہ تشریف لائے۔ مکہ معظمہ کا یہ قیام عارضی تھا اس لئے ۱۳۲ھ میں امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ آمد و رفت شروع کر دی تھی پھر ۱۳۶ھ میں مستقل طور پر کوفہ آ گئے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومیت پر اکابر کے آنسو

خدا کی قسم یاد آیا کروں گا
کہا کروگے وہ جانِ محفل کہاں ہے

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رونا

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۱۱۰ کوڑے مروائے اور روزانہ ۱۰ کوڑے لگوانے کا معمول تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مظلومانہ حالت کو یاد کرتے تو بے اختیار ہو کر رونے لگتے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر دعائیں کرتے۔[35]

---

[35] وفیات الاعیان لابن خلکان

امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رونا

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ "میں کوفہ میں اپنے والد امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک مرتبہ کناسہ کے مقام سے گزر رہا تھا کہ میرے والد امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بے اختیار رو رہے تھے۔ مجھے حیرت ہوئی تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا:"

"یَااَبَ مَایُبْکِیْکَ"۔

"ابا جان! کون سی چیز آپ کو اس طرح زار و قطار رلاتی ہے؟"۔

فرمانے لگے:

یَابُنَیَّ! فِیْ ھَذَا الْمَوْضِعِ ضَرَبَ ابْنُ ھُبَیْرَہ ابی عشرۃ ایام فی کل یوم عشرۃ اسواط علیٰ ان یلی القضاء فلم یجعل۔

لخت جگر! یہی وہ جگہ ہے جہاں ابن ہبیرہ نے میرے والد (امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ۱۰ روز تک کوڑوں کی سزا دی تھی۔ اس طرح کہ روزانہ ۱۰ کوڑے لگائے جاتے تھے، تا کہ (امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قضا قبول کر لیں۔ مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصب قضا اور وزارت عدل کے بدلے کوڑوں کی سزا بخوشی قبول کر لی۔[36]

[36] امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حیرت انگیز واقعات

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خلیفہ منصور کا ظلم و ستم اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

عتابِ دشمناں برسوں جفائے دوستاں برسوں
بہت صدمے رہی سہتی یہ جانِ ناتواں برسوں

خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے کے لئے کوفہ سے بغداد بلوایا، اور یہ لالچ دیا کہ دنیائے اسلام کے تمام قاضی آپ کے ماتحت ہوں گے، لیکن امام صاحب نے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے خلیفہ نے آپ کو قید کروا دیا۔ پھر خلیفہ روزانہ امام صاحب کی طرف پیغام بھیجتا کہ اگر آپ رہائی چاہتے ہیں تو عہدہ قبول کر لیں، لیکن امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بار انکار کر دیتے۔ ادھر خلیفہ کے درباری جو امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین اور حاسدین تھے خلیفہ کو بھڑکاتے کہ یہ تو آپ کی توہین ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روزانہ قید سے نکال کر ۱۰ کوڑے لگائے جائیں اور بازاروں میں گھمایا جائے اور اس مار کا اعلان کروایا جائے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دردناک طریقے سے مارا گیا۔ یہاں تک کہ خون بہہ کر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایڑیوں پر گرنے لگا اور خون میں لت پت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازاروں میں گشت کرایا جانے لگا اور کھانے پینے میں بھی تنگی کر دی گئی اور ۱۰ کوڑے مارے گئے۔ اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہدہ قبول نہ کیا اور یہ فرمادیتے تھے کہ میں اس عہدے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہوں۔

اگر تیغ جفا ہم پر یونہی تم آزماؤ گے
ہمارے خون کے سیلاب میں ڈوب جاؤ گے

ایک روایت میں ہے کہ ۱۰ دن تک یہ انسانیت سوز ظالمانہ حرکت ہوتی رہی آخر مسلسل ضرب شدت سے امام صاحب نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی:

"الٰہی! مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھ"۔

چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے پروانۂ موت صادر ہو گیا۔[37]

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت بحالت سجدہ

اک چہکتے ہوئے بلبل کا گلا یوں گھونٹا
ہائے او موت تجھے موت ہی آئی ہوتی

جیل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا تو امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً سجدے میں گر گئے اور اسی حال میں امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔

ابو محمد حارثی نے محمد بن مہاجر سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا گیا کہ اس کو پی لیں مگر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا متعدد بار پیالہ پیش کیا گیا مگر ہر بار انکار فرماتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ:

"مجھے معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے؟ میں اپنے قتل میں مدد نہیں کروں گا"۔

---

[37] تذکرۃ النعمان / مناقب للموافق / امام ابو حنیفہ

آخر زمین پر گرادیئے گئے اور زبردستی زہر حلق میں ڈال دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔[38]

اے گل شیں اجل تجھ سے کیا نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا جس سے پورے جہاں میں ویرانی ہوئی

موفق بن احمد نے ابو حسان زیادی سے روایت کی کہ "جب امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موت کا احساس ہوا تو آپ سجدہ میں گر گئے اور اس حال میں آپ کا وصال ہو گیا۔

یعقوب بن شیبہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال سجدہ کی حالت میں ہوا۔[39]

چراغ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ہم نہیں ہوں گے
ہمارے دور میں ڈالی گئی تھیں مشکلیں لاکھوں
جنوں کی مشکلیں جب ہوں گی آساں ہم نہیں ہوں گے
اگر ماضی منور تھا کبھی تو ہم نہ تھے حاضر
جو مستقبل کبھی ہو گا درخشاں ہم نہیں ہوں گے
کہیں ہم کو دکھا دو اک کرن ہی ٹمٹماتی سی
کہ جس دن جگمگائے گی شبستاں ہم نہیں ہوں گے

---

38 تذکرۃ النعمان

39 تذکرۃ النعمان

ہمارے بعد ہی خونِ شہیداں رنگ لائے گا
یہی سرخی بنے گی زیب عنواں ہم نہیں ہوں گے

سجدے کی فضیلت

امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام احمد ابویعلی موصل نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ۔

بندہ اپنے رب سے سب حالتوں سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔[40]

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بغاوت کا الزام اور ظلم وستم کی اصل وجہ

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"محض قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے خلیفہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح ظالمانہ طریقے سے شہید نہیں کرا سکتا تھا۔ دراصل امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض دشمنوں نے خلیفہ سے خفیہ طور پر کہا تھا کہ:

"امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کو خلافت عباسیہ سے بغاوت پر اکسایا تھا۔ (حضرت ابراہیم نے بصرہ میں عباسیہ حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا) اور امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی یعنی حضرت ابراہیم کی مالی امداد بھی کی تھی۔ اس بات سے خلیفہ منصور بہت ڈرا کیونکہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزت ووجاہت والے اور مالدار تاجر تھے۔ چنانچہ اس نے امام صاحب سے عہدہ قضا قبول کرنے

---

[40] عقود الجمان

کو کہا جبکہ خلیفہ کو علم تھا کہ امام صاحب ہر گز یہ عہدہ قبول نہیں کریں گے۔ خلیفہ نے تو صرف اس لئے کہا تھا کہ یہ آپ کے قتل کا بہانہ بن جائے گا۔[41]

تم پھول کو چٹکی سے مل سکتے ہو لیکن
خوشبو کو بکھرنے سے نہیں روک سکوگے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات جس دن ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور شوال ۱۵۰ھ کا زمانہ تھا۔[42]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر حدیث مبارکہ میں

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم تُرْفَعُ زِیْنَۃُ الدُّنْیَا سَنَۃَ خَمْسِیْنَ وَ مِائَۃٍ۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی زینت ۱۵۰ھ میں اٹھالی جائے گی"۔

اس حدیث کی شرح میں امام کردری فرماتے ہیں کہ:

"یہ حدیث امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ امام صاحب ہی کا انتقال اس سن میں ہوا"۔

---

[41] الخیرات الحسان

[42] امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علماء نے اس حدیث مبارکہ کا مصداق اس لئے ٹھہرایا کیونکہ اس سال یعنی ۱۵۰ھ میں دنیا کے سب سے بڑے اور معروف جس عالم دین کی وفات ہوئی وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔[43]

ایک اعتراض کا محققانہ جواب

علامہ شبلی نے اپنے بعض مقالات میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجدد ہونے سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ مجدد ہونے کی ۳ شرطیں ہیں ان میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں، جان پر کھیلا ہو اور سر فروشی کی ہو۔ اس کے بعد ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے کہ شرط نمبر ۳ کی وجہ سے علامہ شبلی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو مجددیت کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔ لیکن مؤدبانہ گزارش ہے کہ دو شرطیں تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھیں۔ تیسری شرط کو پورا کرنے کے لئے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ابن ہبیرہ کا کوڑے مارنا اور اسی طرح خلافت عباسیہ میں کوڑوں کی سزا پھر قید خانہ اور اس میں زہر پلا کر شہید کر دینا۔ ان سے اگر تیسری شرط پوری ہو رہی ہو یعنی مصیبتیں برداشت کرنا، جان پر کھیلنا اور سر فروشی کرنا پھر تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام مجددیت سے انکار کرنا ناانصافی ہو گی۔[44]

---

[43] الخیرات الحسان / عقود الجمان

[44] امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ابو حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پہلا اور آخری کیس

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ایک موقع ایسا نظر آتا ہے جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی بنے اور یہ موقع امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا پہلا اور آخری موقع تھا۔

جن دنوں دجلہ کے اس پار ایک چھوٹی سی آبادی کی بنیاد پڑ رہی تھی جو بعد میں ایک بڑا فوجی کیمپ قرار پایا اور "رصافہ" کے نام سے مستقل شہر بن گیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی القضاۃ اور وزارت عدل کے جلیل منصب کو ٹھکراتے ہوئے چند ایک گھروں کی اس چھوٹی سی آبادی میں دو ایک روز کی قضا قبول کر لی۔ امام صاحب کی عدالت میں سب سے پہلا اور سب سے آخری جو مقدمہ دائر ہوا وہ ایک غریب ٹھٹھیرے (صفار) کا تھا جس کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی القضاء کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔

ہوا یوں کہ ایک شخص پر دعویٰ دائر کیا گیا تھا کہ میں نے اس کو پتیل کی ایک ٹھلیا دی تھی جس کی قیمت میں دو درہم اور چار پیسے باقی ہیں اور یہ آدمی دے نہیں رہا۔

امام صاحب نے مدعی علیہ (جس پر مقدمہ تھا) کو مخاطب کر کے فرمایا:

"بھائی! اللہ تعالیٰ سے ڈر! ٹھٹھیرا جو کہہ رہا ہے بتا کہ واقعہ کیا ہے؟

مدعی علیہ نے انکار کر دیا کہ میں نے کوئی پیسے نہیں دینے، تو مدعی (جس نے مقدمہ کیا تھا) کے پاس کوئی گواہ نہیں تھے تو مدعی علیہ پر قسم آتی تھی۔ لہٰذا قانونی طریقہ اختیار کرتے ہوئے امام صاحب نے مدعی علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

قُلْ وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَا (تاریخ بغداد)

"اچھا کہو! قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے"۔

تو امام صاحب نے دیکھا کہ مدعی علیہ بغیر کسی جھجک کے بے تحاشہ قسمیں کھانے لگا۔ ایمان کی حسی ذکاوت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فطرت سرفراز تھی قسم کھانے کی یہ دلیری اور جرأت امام صاحب کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ مدعی علیہ کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بات کاٹ دی اور اسے چپ کروادیا اور اپنے دستی بیگ سے دو بھاری بھاری درہم نکال کر ٹھٹھیرے کو دیتے ہوئے فرمایا:

"اپنے دام کے جس بقایا کا تم نے دعویٰ اس پر کیا ہے مجھ سے لے لو"۔

اس طریقہ سے مدعی علیہ کو آپ نے قسم کھانے سے روک لیا اور ساری زندگی کسی مقدمہ کے عملی تجربہ کا یہی ایک موقعہ تھا اور آخری موقعہ تھا جو آپ کو ملا تھا۔

عہدۂ قضاء سے انکار کا سبب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں عدلیہ کے شعبہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا گیا تھا، عدلیہ بالکل آزاد تھی۔ اس پر کوئی دباؤ نہ ڈالا جاتا تھا۔

چنانچہ علامہ مصوی نے حاشیہ الاشباہ میں تحریر کیا ہے کہ:

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملکی مشاغل بہت زیادہ بڑھ گئے تو انہوں نے عدلیہ کو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا، انہی ایام میں ان کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کے حق میں فیصلہ کر دیا تو دوسرا شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور اپنی شکایت پیش کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْ کُنْتُ اَنَا مَکَانَہٗ لَقَضَیْتُ لَکَ۔

"اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو تیرے حق میں فیصلہ کرتا"۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "یہاں میرے پاس کوئی نہیں ہے اور رائے ایک مشترک چیز ہے، یعنی اس میں ہم دونوں برابر ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ عدلیہ کے معاملات میں خلیفہ وقت بھی دخل اندازی نہیں کرتا تھا لیکن اس کے برخلاف بنی امیہ میں اگر درباریوں کے خلاف کوئی فیصلہ کر دیا جاتا تھا تو قاضی کو بے عزتی کے ساتھ معزول کر دیا جاتا تھا۔ خلافت عباسیہ میں خلیفہ ہارون الرشید کے خلیفہ ہونے سے پہلے تک ایسا ہی معاملہ رہا۔

چنانچہ خلیفہ منصور کے زمانہ میں قاضی شریک کا بہت برا حشر ہوا۔ منصور کے بیٹے خلیفہ مہدی کے زمانے میں ایک فوجی کے خلاف قاضی عبید اللہ بن حسن کی عدالت میں ایک تاجر نے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ ادھر پیشی ہوئی ادھر خلیفہ مہدی کا پیغام پہنچا کہ:

"دیکھو جس زمین کے متعلق فلاں افسر کا فلاں فوجی کے درمیان جھگڑا ہے اس میں فیصلہ فوجی افسر کے حق میں دو"۔

لیکن قاضی عبید اللہ نے فوجی کے خلاف فیصلہ دیا اس پر خلیفہ مہدی نے ان کو معزول کر دیا۔ بعض دفعہ تو قاضی کی اہلیت کا بھی سوال نہیں تھا۔ خواہ وہ قضا کا مستحق ہو یا نہ ہو لیکن حکومت کا وفادار ہو اسی کو قاضی بنا دیا جاتا تھا۔ چنانچہ اموی دورِ خلافت میں قاضی عابس کے بارے میں مروی ہے کہ وہ پورا قرآن مجید بھی نہیں پڑھا تھا اور لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتا تھا۔ فرائض سے بھی ناواقف تھا لیکن

پورے مصر کا قاضی تھا کیونکہ اس نے یزید کی بیعت کے سلسلہ میں بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ یہ حالات تھے جن کے پیش نظر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہدہ قضا سے انکار کر دیا تھا کیونکہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فیصلوں کو حکومت سے متاثر نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہ اس زمانہ میں ممکن نہیں تھا۔ کہ عدل و انصاف حکومت کی مرضی کے مطابق نہ کیا جائے۔ یہ دیکھتے ہوئے امام صاحب نے عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔[45]

نماز جنازہ

جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ جیل سے نکلا تو بعض روایات میں نوے ہزار اور بعض روایات میں ایک لاکھ غیر مسلموں نے جنازے کو دیکھ کر کلمہ پڑھا۔

(سبحان اللہ جس کے جنازے کو دیکھ کر اتنے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں کتنی برکت ڈالی ہو گی، اس کی زندگی میں کتنے لوگوں نے کلمہ پڑھا ہو گا۔)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غسل سے فارغ ہونے کے بعد بغداد میں اس قدر خلقت جمع ہو گئی کہ جس کا شمار خدا ہی جانتا ہے گویا کسی نے انتقال امام صاحب کی خبر پکار دی تھی۔ نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کوئی کہتا ۵۰ ہزار تھے تو کوئی کہتا اس سے بھی زیادہ ہیں، ان پر چھ بار نماز جنازہ ہوئی اور آخری بار آپ کے صاحبزادے امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نمازہ جنازہ پڑھی" (اس عاجز کا خیال ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ کا مجمع تھا کیونکہ ایک لاکھ تو صرف جنازے کو دیکھ

---

[45] امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کر کلمہ پڑھنے والے تھے یقیناً انہوں نے پھر انہوں نے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ بھی پڑھا ہو گا)

صاحب موفق لکھتے ہیں:

"آپ کے جنازے پر اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ آپ کی نماز جنازہ چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت حماد بن نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تقریباً ۲۰ دن تک آپ کی قبر پر نماز ہوتی رہی۔ اور ایک روایت میں ۴۰ دن تک نماز ہوتی رہی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت اور خلیفہ منصور کی شرمندگی

امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ:

"مجھے غسل حسن بن عمارہ (بغداد کے قاضی) دیں گے اور خلیفہ کے محلات کے ارد گرد لوگوں کی غصب شدہ زمین ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے مقبرہ خیزران کی وقف شدہ زمین میں دفن کیا جائے"۔

چنانچہ امام صاحب کو وہاں دفن کیا گیا۔

خلیفہ منصور نے احساس ندامت ختم کرنے کے لئے ۲۰ دن گزرنے کے بعد امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آکر نماز جنازہ ادا کی۔ جب اس کو بتایا گیا کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی وصیت کے پیش نظر یہاں دفنایا گیا ہے تو خلیفہ منصور نے کہا کہ ابو حنیفہ! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو نے زندگی میں بھی مجھے شکست دی اور موت کے بعد بھی مجھے شرمندہ کیا ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ نے کہا تھا کہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کی زندگی بھی رشک والی تھی اور آپ کی موت بھی رشک والی ہے۔

مومن خان نے خوب کہا ہے کہ:

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب

تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر اکابر کا اظہار افسوس

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اک شخص پورے عالم کو مغموم کر گیا

عبد اللہ بن واقد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اہل ہرات کے امام) فرماتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بغداد کے قاضی) نے غسل دیا اور میں نے بدن مبارک پر پانی ڈالنے کا شرف حاصل کیا۔

ا۔ قاضی حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب غسل سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے:

"اللہ تعالیٰ آپ (ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت نازل فرمائے اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ ۳۰ سال سے روزہ دار اور ۴۰ سال سے شب بیدار تھے۔ (اس دوران رات کے وقت) کبھی اپنے پہلو کو زمین پر نہیں لگایا۔ آپ نے اپنے بعد والوں کو تھکا دیا اور قراء کو رسوا کیا (کہ وہ آپ جیسی شب بیداری نہیں کر سکتے ہیں) وہ ہم سے بڑے فقیہہ، بڑے عابد، بڑے زاہد اور خصال خیر کو ہم سے زیادہ جمع کرنے والے تھے"۔[46]

---

[46] امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محدثانہ جلالتِ شان

۲۔ جب امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر ابن جر یج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مکہ میں پہنچی جو امام شافعی کے استاذ الاستاذ تھے تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ''کوفہ سے علم کا نور بجھ گیا اور اب ان کی مثل وہ کبھی نہ دیکھیں گے''۔ [47]

۳۔ جب حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر آئے تو بہت زیادہ روئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے اپنا نائب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال کے بعد روئے زمین پر اپنا نائب نہیں چھوڑا''۔ یہ کہہ کر پھر رونے لگے۔ [48]

۴۔ یہ بھی کہا گیا کہ ''جس رات آپ کا وصال ہوا اس رات آپ پر جنات بھی روئے''۔ [49]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر آیات بشارت

---

[47] الخیرات الحسان

[48] الخیرات الحسان

[49] الخیرات الحسان

ابن سماک کہتے ہیں:

جب امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے کے بعد میں نے دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر ایک سطر میں یہ آیت لکھی ہوئی تھی کہ:

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧) ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً (٢٨) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (٢٩) وَادْخُلِي جَنَّتِي (الفجر ٣٠)

ترجمہ: اے اطمینان والی جان۔ اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔ اور میری جنّت میں آ۔

اور دائیں ہاتھ پر یہ آیت تحریر تھی:

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (النحل ٣٢)

ترجمہ: جنّت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا۔

اور بائیں ہاتھ پر یہ آیت تحریر تھی:

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (الكهف ٣٠)

ترجمہ: ہم ان کے نیک (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔

اور شکم پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی:

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ (التوبة ٢١)

ترجمہ: ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔

اور جب جنازہ اٹھایا گیا تو یہ آواز آئی کہ:

یَاقَائِمَ اللَّیْلِ یَاطَوِیْلَ الْقِیَامِ
یَاصَائِمَ النَّھَارِ خَطِیْرَ الصِّیَامِ
اَبَاحَ لَکَ مَاتَشْرَبُ مِنْ
جَنَّۃِ الْخُلْدِ وَدَارِ السَّلَامِ

ترجمہ: اے رات کو طویل قیام کرنے والے! اے دن کے وقت کثرت سے روزے رکھنے والے تمہارے لئے مباح کر دیا ہے تم جنت الخلد اور دارالسلام سے جو چاہو پیو۔

اور جب قبر میں اتارا گیا تو یہ آواز آئی:

فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّۃُ نَعِیْمٍ۔

ترجمہ: راحت ہے اور وزی ہے اور نعمت کا باغ ہے۔[50]

صدقۃ المغابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یہ مستجاب الدعوات میں سے تھے) نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب دفن کر دیا گیا تو تین راتوں تک غیب سے آواز آتی رہی:

ذَھَبَ الْفِقْہُ فَلَا فِقْہَ لَکُمْ
فَاتَّقُوْا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا خَلَفًا
مَاتَ نُعْمَانُ فَمَنْ ھٰذَا الَّذِیْ
یُحْیِ اللَّیْلَ اِذَا مَاسَجَفًا

”فقہ چلا گیا، اب تمہارے لئے فقہ نہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان (ابو حنیفہ) کے جانشین بنو، نعمان کا وصال ہو گیا۔ اب کون ہے جو شب کو بیدار ہو جب وہ پر دے پھیلا دے“۔

---

[50] حدائق الحنفیہ / تعارف فقہ و تصوف

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدفن

بغداد کی تعمیر اور آبادی

خلفائے بنو امیہ کو شکست دینے کے بعد عباسی حکومت کے پہلے حکمران ابو العباس عبداللہ السفاح نے وقتی طور پر ہاشمیہ کو اپنا پایۂ تخت بنا لیا تھا۔ لیکن عباسی حکومت کے دوسرے حکمران ابو جعفر عبداللہ المنصور کے زمانے میں جب حکومت کی بنیاد پوری طرح مضبوط ہو گئی اور اس کے نظام میں وسعت اور ترقی ہوئی تو خلیفہ منصور نے بغداد شہر کو آباد کرنے اور اس کو دارالخلافہ بنانے کا فیصلہ کیا جو خلیفہ منصور کی فطری ذہانت کا نتیجہ تھا۔

بغداد شہر کی بنیاد ۷۶۲ء/۱۴۵ھ میں خلیفہ منصور نے اپنے ہاتھوں سے یہ الفاظ کہتے ہوئے رکھی کہ:

بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

بغداد کی تعمیر کے لئے خلیفہ منصور نے بڑا اہتمام کیا۔ مختلف مقامات کی آب و ہوا اور مٹی کا معائنہ کرنے کے بعد ارض بابل اور نینوا کا ایک خوش کن اور سرسبز و شاداب خطہ منتخب کیا جسے دریائے دجلہ سیراب کرتا تھا۔

جب جگہ کا انتخاب کر لیا گیا تو خلیفہ منصور نے یہ جاننے کے لئے کہ یہ شہر تعمیر کے بعد کیسا لگے گا ایک انوکھی ترکیب پر عمل کیا۔ خلیفہ منصور نے اس قطعہ زمین پر نقشے کے مطابق روئی کے بنولوں (کپاس کے بیجوں) سے لکیریں ڈلوائیں اور ان پر تیل چھڑکا اور پھر ان میں آگ لگوا کر ایک بلند مقام سے معائنہ کیا تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ تعمیر کے بعد یہ شہر کیسا نظر آئے گا۔

اس ترکیب پر عمل کرنے کے بعد بغداد شہر کی تعمیر کا کام شروع ہوا جس کے لئے دنیا کے مختلف ملکوں سے معمار، سنگ تراش، غبار اور نقاش اور ہر صنف کے صناع اور کاریگر وغیرہ جمع کئے گئے۔ اور جن جن ملکوں میں جو سامان تعمیر مل سکتا تھا اس سامان کو منگوایا گیا۔

بغداد شہر کا نقشہ بڑے ماہر منہد سین نے ایک دائرے کی صورت میں بنایا تھا، جس کے درمیان میں خلیفہ منصور کا محل قصر الخلد تھا (جو اپنی خوبصورتی، زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کے لحاظ سے جنت کا نمونہ تھا اس کا وسطی گنبد زمین سے ۸۰ گز بلند تھا اور اس کے کلس پر ایک نیزہ بردار سوار کا مجسمہ نصب تھا) اس کے بعد حکومت کے دفاتر کی عمارتیں اور عمائدین وارکان سلطنت اور امراء کے محلات تھے اور آخر میں عام آبادی اور بازار وباغات تھے لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد بغداد سے متصل اور اس سے الگ کرخ (جسے اب کالیہ کہتے ہیں) کے نام سے عوام کی ایک الگ آبادی قائم کر دی گئی۔

خلیفہ منصور نے شہر کو چوبیس ہزار محلوں پر تقسیم کیا اور ہر محلہ میں ایک مسجد اور اس کے پاس حمام بنوایا اس کے علاوہ خلیفہ منصور کے محل کے نزدیک جامع مسجد بنوائی گئی۔

اور دریائے دجلہ اور دریائے فرات سے بہت سی نہریں کاٹ کر مسجدوں اور دوسری عمارتوں تک پہنچائی گئیں تاکہ ہر جگہ صاف اور شفاف پانی موجود ہو۔ اور ان نہروں پر ۱۲۵ پل بنوائے گئے۔ اور نہروں کے کنارے خاص شہر میں چار ہزار سبیلیں بنوائی گئیں۔

شہر کی آبادی میں ہر قبیلہ اور ہر طبقہ کے محلے الگ الگ اور مختلف چیزوں کے بازار جدا جدا ان کے ناموں سے موسوم تھے، کل سڑکیں اور گلیاں مختلف ناموں اور نسبتوں سے منسوب تھیں۔ شوارع عام چالیس گز چوڑی تھیں۔

اس کے بعد بغداد شہر کی حفاظت کے لئے اس کے گرد دو نوے نوے فٹ کی اونچی فصیلیں بنوائی گئیں جن میں سے ایک شاہی آبادی کے گرد تھی اور دوسری عام آبادی کے گرد تھی۔ ان دونوں فصیلوں کی چاروں سمتوں میں چار بڑے بڑے دروازے بنائے گئے جن کے نام باب الکوفہ، باب الشام، باب البصرہ اور باب الخراسان رکھے گئے اور ہر دروازے کے درمیان ایک میل کا فاصلہ رکھا گیا۔ اور دروازوں کے اوپر اونچے برج تھے اور شاہی آبادی کی فصیل کے دروازوں پر پچاس پچاس گز گنبد اور شہ نشینیں تھیں اور گنبدوں کی چوٹی پر مختلف مجسمے تھے۔ جو ہوا کے رخ کے ساتھ ساتھ پھرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان فصیلوں کے گرد ایک وسیع خندق کھدوائی گئی تاکہ حملہ آور شہر میں داخل نہ ہو سکیں۔ [51]

بغداد کے مختلف نام

بالآخر ۱۶۱ھ میں بغداد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا تو خلیفہ منصور نے بجائے بغداد کے اس کا نام مدینۃ الاسلام رکھا۔ لیکن یہ شہر بغداد کے نام ہی سے مشہور ہوا، بغداد کو المدورہ (گول شہر) کے نام سے بھی پکارا گیا۔ لیکن یہ نام بھی عام نہ ہو سکا۔ اس کے علاوہ بغداد کو ام الدنیا، سید البلاد بھی کہا جاتا تھا۔ [52]

بغداد نام کی وجہ تسمیہ

بغداد نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں ہر ماہ ایک میلہ (سوق) لگتا تھا۔ بغداد کے معنی ہیں "بغ داد" یا داد نامی شخص کا باغ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ "بغ ایک بت کا نام تھا" اور کسریٰ نے ایک ہیجڑے کو

---

[51] تاریخ اسلام، مقامت معین الدین، میں نے بغداد جلتے دیکھا، تاریخ ملت جلد اول، اٹلس فتوحات اسلامیہ

[52] اٹلس فتوحات اسلامیہ

زمین کا یہ ٹکڑا دیا تھا اور وہ ہیجڑا اپنے شہر میں بتوں کا پجاری تھا چنانچہ اس نے قطعہ زمین کا نام بغداد رکھا یعنی "بغ نے یہ (خطہ زمین) دیا ہے"۔[53]

بغداد شہر کے دو بڑے اور مشہور محلے ہیں ان میں سے ایک کو کاظمیہ اور دوسرے کو اعظمیہ کہتے ہیں۔

محلہ کاظمیہ

محلیہ کاظمیہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے امام موسیٰ کاظم کے اسم گرامی سے موسوم ہے یہ محلہ دریائے دجلہ کے ایک کنارے پر کھجوروں کے باغات میں گھرا ہوا ہے۔ اور عباسی دور میں اس کا نام "کرخ" تھا۔ بغداد اور کاظمیہ کے درمیان ایک مسجد "براثا" کے نام سے معروف ہے اس مسجد کے بارے میں عام روایت یہ ہے کہ ہرزدان کی جنگ سے واپسی کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں قیام فرمایا تھا اور مسجد براثا کے اندر ایک کمرہ "مقام مریم" کہلاتا ہے۔ اور مسجد کے دروازے کے باہر ایک پتھر رکھا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پتھر پر لٹا کر نماز ادا کی تھی۔

امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام تقی اور حضرت بہلول کے مزارات بھی اسی محلہ کاظمیہ میں ہیں۔[54]

---

[53] اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ

[54] میں نے بغداد جلتے دیکھا

محلہ اعظمیہ

محلہ اعظمیہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے موسوم ہے، کیونکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک بغداد کے اسی محلہ میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار سے ملحقہ بغداد کی سب سے بڑی مسجد ''مسجد الاعظم'' جسے ''مسجد امام ابو حنیفہ'' بھی کہتے ہیں اور مسجد کے ساتھ ہی حنیفیہ یونیورسٹی ہے۔[55]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

۴۵۹ھ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر شرف الملک ابو سعید نے قبہ تعمیر کرایا، اور اس کے قریب مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔ اس وقت ابو جعفر مسعود بن ابی الحسن عباسی بھی موجود تھے جنھوں نے یہ اشعار پڑھے:

۱۔ دیکھتے نہیں ہو علم مرچکا تھا لیکن اس کو اس قبر میں پوشیدہ ہستی نے زندہ کیا۔

۲۔ اس طرح یہ زمین بھی مرچکی تھی اس کو ابو سعد نے زندہ کیا۔

جب اسماعیل بادشاہ بغداد پر قابض ہوا تو رافضیوں نے اس قبہ اور مدرسہ کو بالکل مسمار کر دیا تھا اور اس جگہ کوڑا کرکٹ ڈالنا شروع کر دیا تھا، یہی معاملہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقبرے کے ساتھ کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان اشرار سے بغداد کو بہت جلد پاک وصاف کر دیا۔

۹۷۴ھ میں سلطان سلیم بن سلیم نے از سر نو دونوں مزاروں پر قبے تعمیر کروائے جو کہ اب تک باقی ہیں۔

---

[55] میں نے بغداد جلتے دیکھا

امام صاحب کی قبر دیکھ کر کسی عربی شاعر نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ پیش ہے:

۱۔ امام صاحب کی قبر جنت الخلد کا ایک باغیچہ ہے۔

۲۔ اس جگہ بہت زیادہ شرافتیں ابلتی ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے جب تک ستارے منور ہیں۔

کسی شاعر نے اس طرح بھی کہا:

اعلیٰ علیین میں روح آپ کی سوتی رہے
بارش رحمت صدا اس قبر پر ہوتی رہے [56]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی برکتیں

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ علماء اور دیگر حاجت مند آپ کی قبر کی مسلسل زیارت کرتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس آکر (یعنی مزار پر حاضر ہو کر) اپنی حاجات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بیان کرتے وقت آپ کو وسیلہ بناتے ہیں، اور اس میں کامیابی پاتے ہیں، ان حضرات میں میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

علی بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں (یعنی ان کی قبر مبارک پر جو رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں ان کو محسوس کرتا ہوں) اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں

---

[56] سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گھر یا مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں تو میری وہ حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے"۔

نامِ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلوں کو سرور ملتا ہے
نگاہِ فکر کو تازہ شعور ملتا ہے
نصیب کیسا بھی ہو وسیلہ ابو حنیفہ کا دے کر
خدا سے جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے[57]

نوٹ: مگر آج کل ہمارے اس معاشرے میں قبروں پر جو کچھ ہوتا ہے وہ بالکل جائز نہیں کہ ہمارے اکابر تو صرف ان بزرگ حضرات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے لئے وسیلہ بناتے ہیں اور ہم لوگ اس کو غلط سمجھ کر قبر والے کو ہی مشکل کشا سمجھ لیتے ہیں اور اپنی حاجات اللہ تعالیٰ کے سوا ان قبر والوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں جو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو معاف نہیں فرماتا۔

قرآن پاک میں شرک کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان ۱۳)

ترجمہ: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے کی اور ہدایت کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

(کمالاتِ ابو حنیفہ، ص۸۹)

---

57 الخیرات الحسان، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اقدمیت واقربیت بزمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
بنسبت دیگر آئمہ مجتہدین ومحدثین

امام اعظم ابو حنیفہؒ (تابعی)	متولد ۸۰ھ	متوفی ۱۵۰ھ
امام مالکؒ (تبع تابعی)	متولد ۹۳/۹۵ھ	متوفی ۱۷۹ھ
امام شافعیؒ	متولد ۱۵۰ھ	متوفی ۲۰۴ھ
امام احمدؒ	متولد ۱۶۴ھ	متوفی ۲۴۱ھ
امام بخاریؒ	متولد ۱۹۴ھ	متوفی ۲۵۶ھ
امام مسلمؒ	متولد ۲۰۶ھ	متوفی ۲۶۱ھ
ابوداؤدؒ	متولد ۲۰۲ھ	متوفی ۲۷۵ھ
ترمذیؒ	متولد ۲۰۹ھ	متوفی ۲۷۹/۲۷۵ھ
نسائیؒ	متولد ۲۱۵ھ	متوفی ۳۰۳ھ
ابنِ ماجہؒ	متولد ۲۰۹ھ	متوفی ۲۷۳/۲۷۵ھ
طحاویؒ	متولد ۲۳۹ھ	متوفی ۳۲۱ھ
دارمیؒ	متولد ۱۸۱ھ	متوفی ۲۵۵ھ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں بخلاف دیگر ائمہ کے

امام محمد خوارزمی (متوفی ٦٦٥ھ) فرماتے ہیں:

واما النوع الثالث من مناقبه و فضائله التی لم یشارکه فیها احد بعده انه روی عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلہٖ وسلم فان العلماء اتفقوا علی ذلک و ان اختلفوا فی عددهم فمنهم من قال انهم ستة و امراة و منهم من قال خمسة و امراة و منهم من قال سبعة و امراة۔[58]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کی تیسری قسم جس میں آپ کے بعد کسی امام کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس نے بلاواسطہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہو اور تمام علماء کرام اس مسئلے میں متفق ہیں، اگرچہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ چھ صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ ہیں اور بعض کا قول ہے کہ پانچ صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ، اور بعض کے مطابق سات صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ ہیں۔

قد الف الامام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری المقری الشافعی جزءً فیما رواہ الامام ابو حنیفة عن الصحابة ذکر فیه قال ابو حنیفة لقیت من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آلہٖ وسلم سبعة وهم (١) انس بن مالک (٢) و عبداللہ بن جزء الزبیدی (٣) و جابر بن عبداللہ (٤) و معقل بن یسار (٥) و واثلة بن الاسقع (٦) و عائشة بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنهم ثم روی له عن انس ثلاث احادیث و عن ابن جزء حدیثًا و عن واثلة حدیثین و عن جابر حدیثًا و عن عبداللہ بن انس حدیثًا و عن عائشة بنت عجرد حدیثا و روی له ایضًا عن عبداللہ بن ابی اوفی حدیثًا و الاحادیث التی اوردها کلها واردة من غیر هذا الطریق۔[59]

---

[58] جامع مسانید، ج ا، ص ۲۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ذکر من ادرکہ من الصحابۃ

[59] تبییض الصحیفۃ للسیوطی، ص ۵

امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ تحریر کیا، جس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کو جمع کیا ہے اس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے سات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملاقات کی ہے جن میں (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت عبد اللہ بن جزء زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر انہوں نے تین احادیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بواسطہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیں اور حضرت ابن جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک احادیث، حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث اور حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ یہ جتنی احادیث ذکر کی ہیں سب اس طریق کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی مروی ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات از صحابہ

۱۔ عن ابی یوسف یعقوب بن ابراھیم القاضی اخبرنا ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔[60] (وبہ عن انس) سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

[60] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۲۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، اخرجہ الخوارزمی، تبییض الصحیفۃ، ص۷ للسیوطی

آلہٖ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ اللھفان (وبہ عن انس) سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعلہ۔[61]

امام قاضی ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ مظلوم کی فریاد رسی کو پسند فرماتا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔

۲۔ حدثنا ابو داؤد الطیالسی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ولدت سنۃ ثمانین و قدم عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم الکوفۃ سنۃ اربع و تسعین و رایتہ و سمعت منہ و انا ابن اربع عشرۃ سنۃ سمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم یقول حبک الشی یعمی و یصم۔[62]

امام ابو داؤد طیالسی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے۔ میں نے ان کی زیارت کی اور ان سے حدیث سنی میں چودہ سال کا تھا جب ان کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں کسی کی محبت اندھا و بہرہ کر دیتی ہے۔

---

61 تبییض الصحیفۃ للسیوطی، ص۷

62 جامع مسانید، ج۱، ص۲۳

۳۔عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم مارزقت ولد اقط ولا ولدلی قال فاین انت من کثرۃ الاستغفار و کثرۃ الصدقۃ ترزق بھما الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار قال جابر فولدلہ تسعۃ ذکور۔[63]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے کبھی اولاد نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم استغفار کی کثرت اور زیادہ صدقہ و خیرات نہیں کرتے کہ ان کی برکت سے تمہیں اولاد ہو پھر وہ شخص زیادہ خیرات اور زیادہ استغفار کرنے لگا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے نو(۹) لڑکے پیدا ہوئے۔

۴۔عن ابی حنیفۃ قال سمعت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یقول من بنی للہ مسجدًا ولو کمفحص قطاۃ بَنَی اللہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔[64]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائی اگرچہ سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

---

[63] جامع مسانید، ج۱، ص۲۴، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔

[64] جامع مسانید، ج۱، ص۲۴، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، تبییض الصحیفۃ، ص۹

۵۔عن ابی حنیفۃ قال سمعت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یقول لاتظہر شماتۃ لاخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک۔[65]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اپنے بھائی کی مصیبت کو ظاہر نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے گا اور تم کو مصیبت میں مبتلا فرما دے گا۔

۶۔حدثنا یحییٰ ابن معین ان ابا حنیفۃ صاحب الرای سمع عائشۃ ابنۃ عجرد تقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ۔[66]

امام یحییٰ بن معین حدیث بیان فرماتے ہیں کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین میں اللہ تعالیٰ کا بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں، نہ میں کھاتا ہوں نہ ان کو حرام قرار دیتا ہوں۔

۷۔وَصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَا بُسِطَ فِي أَوَاخِرِ مُنْيَةِ الْمُفْتِي، وَأَدْرَكَ بِالسِّنِّ نَحْوَ عِشْرِينَ صَحَابِيًّا كَمَا بُسِطَ فِي أَوَائِلِ الضِّيَاءِ. وَقَدْ ذَكَرَ الْعَلَّامَةُ شَمْسُ الدِّينِ مُحَمَّدُ أَبُو النَّصْرِ بْنُ عَرَبْ شَاهُ الْأَنْصَارِيُّ الْحَنَفِيُّ فِي مَنْظُومَتِهِ الْأَلْفِيَّةِ الْمُسَمَّاةِ بِجَوَاهِرِ الْعَقَائِدِ وَدُرَرِ الْقَلَائِدِ ثَمَانِيَةً مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ۔۔۔۔وَمَا وَقَعَ لِلْعَيْنِيِّ أَنَّهُ أَثْبَتَ سَمَاعَهُ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ۔۔۔۔۔يُؤَيِّدُ مَا قَالَهُ الْعَيْنِيُّ: قَاعِدَةُ الْمُحَدِّثِينَ أَنَّ رَاوِيَ الِاتِّصَالِ مُقَدَّمٌ عَلَى رَاوِي الْإِرْسَالِ أَوْ الِانْقِطَاعِ؛ لِأَنَّ مَعَهُ زِيَادَةَ عِلْمٍ ، فَاحْفَظْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ مُهِمٌّ كَذَا فِي عِقْدِ اللَّآلِئِ وَالْمَرْجَانِ لِلشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ الْعَجْلُونِيِّ الْجِرَاحِيِّ

---

[65] جامع مسانید، ج۱، ص ۲۵، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، تبییض الصحیفۃ، ص۸

[66] جامع مسانید، ج۱، ص ۲۵، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، تبییض الصحیفۃ، ص۹

. وَعَلَى كُلٍّ فَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ ، وَمِمَّنْ جَزَمَ بِذَلِكَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ وَالْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَغَيْرُهُمَا۔[67]

(قَدْ رَوَى عَنْ أَنَسٍ) هُوَ ابْنُ مَالِكٍ الصَّحَابِيُّ الْجَلِيلُ ، خَادِمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ بِالْبَصْرَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ ، وَقِيلَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ ، وَرَجَّحَهُ النَّوَوِيُّ وَغَيْرُهُ ، وَقَدْ جَاوَزَ الْمِائَةَ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: قَدْ صَحَّ كَمَا قَالَ الذَّهَبِيُّ إنَّهُ رَآهُ وَهُوَ صَغِيرٌ ، وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: رَأَيْته مِرَارًا ، وَكَانَ يُخَضِّبُ بِالْحُمْرَةِ وَقَدْ أَطَالَ الْعَلَّامَةُ طَاشْ كُبْرَى فِي سَرْدِ النُّقُولِ الصَّحِيحَةِ فِي إثْبَاتِ سَمَاعِهِ مِنْهُ ، وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي۔۔۔ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ : رَوَى عَنْهُ الْإِمَامُ هَذَا الْحَدِيثَ الْمُتَوَاتِرَ مَنْ بَنَى لله، الخ۔[68]

اور یہ بات صحیح ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات صحابہ ٔکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث شریف سنی جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر میں اس بات کی وضاحت ہے اور سن کے لحاظ سے تقریباً ۲۰ صحابہ ٔکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ پایا جیسا کہ اوائل ضیاء میں وضاحت ہے اور علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اس بات کو بیان کیا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سنی اور امام عینی نے بھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جماعتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سماعِ حدیث ثابت کیا اس بات کی تائید محدثین کے اس اصول سے بھی ہوتی ہے جسے علامہ عینی نے ذکر کیا کہ راویِ اتصال، راویِ ارسال و انقطاع پر مقدم ہے اس لئے کہ اس کے ساتھ علم کی زیادتی ہے؛ پس اس اہم اصول کو یاد رکھو جیسا کہ عقد اللالی و المرجان للشیخ اسماعیل عجلونی جراحی میں ہے اور ہر تابعی کے لئے یہ اصول یاد رکھو اور اس بات کی تائید حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی وغیرہما نے بھی کی؛ اور امام

---

[67] ردالمحتار مع در مختار، ج۱، ص۱۴۹، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت

[68] ردالمحتار، ج۱، ص۴۸

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۹۲ یا ۹۳ھ میں بصرہ کے مقام پر وصال فرمایا۔ امام نووی نے اسی کو ترجیح دی اور ان کی عمر سو سے تجاوز کر گئی تھی۔ امام ابنِ حجر نے فرمایا: یہ بات درست ہے جیسا کہ ذہبی نے بھی کہا کہ امامِ اعظم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی اور ایک روایت میں ہے کہ کئی مرتبہ ان کی زیارت کی اور وہ سرخ مہندی سے داڑھی رنگتے تھے۔ اور علامہ طاش کبریٰ نے **سرد النقول الصحیحة** میں اس بات کو طوالت سے ثابت کیا کہ امامِ اعظم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حاصل کی، اور مثبت، نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ ابنِ حجر نے فرمایا امامِ اعظم نے ان سے یہ حدیث متواتر **من بنی للہ مسجدًا** روایت کی۔

اور اگر اس سے زائد سماع از صحابہ دیکھنا ہو تو **"جامع مسانید الامام الاعظم"** اور **"تبییض الصحیفة"** کا مطالعہ کریں۔

محدث علی قاری فرماتے ہیں:

وأما تقدم قدرہ (ای قدر الامام مالک) علی أبي حنیفة فمردود لأنه من أتباع التابعین وإمامنا من التابعین کما ذکرہ السیوطي وغیرہ۔[69]

اور بہر حال امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دینا درست نہیں، اس لئے کہ امام مالک کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے، جبکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین میں سے ہیں، جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

---

[69] مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۷۶، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں آئمہ ثلاثہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

إذ ذكرنا تراجم هؤلاء الأئمة الثلاثة أن نختم برابعهم المقدم عليهم تبركا به لعلو مرتبته ووفور علمه وورعة وزهده وتحليته بالعلوم الباطنية فضلا عن الظاهره بما فاق فيه أهل عصره وفاز بحسن الثناء عليه وإذاعة ذكره وهو الإمام الأعظم ففيه أهل العراق ومن أكابر التابعين أبو حنيفة النعمان بن ثابت۔[70]

جب ہم ان ائمہ ثلاثہ کے حالات ذکر کر چکے تو ہم نے یہ متعین کیا کہ اس کا اختتام چوتھے امام جو حقیقتاً ان سب پر مقدم ہیں کہ علوِ مرتبہ، وفورِ علم، تقویٰ وطہارت، زہد وعبادت سے برکت حاصل کرتے ہوئے ان کے ذکر کے ساتھ کریں جو ظاہری علوم کے علاوہ علوم باطنیہ کا وافر حصہ رکھنے، نیز اپنے ہم عصر علماء پر فوقیت رکھنے میں اپنی مثال آپ ہیں۔۔۔ وہ امام اعظم اہل عراق کے فقیہ اور جو اکابر تابعین سے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

محمد بن اسحاق بن ندیم لکھتے ہیں:

وكان من التابعين ولقى عدة من الصحابة وكان من الورعين الزاهدين۔

اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین میں سے تھے اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور آپ صاحبِ زہد وورع تھے۔

امام قسطلانی شافعی شارح بخاری ارشاد الساری باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں زیرِ حدیث سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد کہ امام ابو حنیفہ کو تابعین کے زمرے میں شمار کیا۔[71]

---

[70] نقلہ الامام علی القاری مرقات، ج ا، ص ۷۷، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

[71] کتاب الفہرست لابن ندیم، الفن الثانی، ج ا، ص ۲۵۵، ص ۴۸۲ (اردو) مطبوعہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور

كذالک من مفاخره (ای الامام) التی امتاز بها بين الائمة المشهورين كونه من التابعين۔[72]

اور اسی طرح امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مفاخر میں سے یہ بات بھی دیگر تمام ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں ممتاز کرتی ہے کہ آپ تابعین میں سے ہیں۔

أنه منهم (ای من التابعين) كما في "مناقب الكردري"، وصرح به في "العناية"۔[73]

بے شک وہ تابعین میں سے ہیں جیسا کہ مناقب کردری میں ہے اور عنایہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔

الصحيح المرجَّح هو كونه من التابعين، فإنه رأى أنساً رضي الله عنه بناءً على أن مجرَّد رؤية الصحابة كافٍ للتابعية كما حققه الحافظ ابن حجر في غير "التقريب" والذهبي والسيوطي وابن حجر المكي وابن الجوزي والدارقطني وابن سعد والخطيب والولي العراقي وعلي القاري وأكرم السندي وأبو معشر وحمزة السهمي واليافعي والجزري والتوربشتي (فی تحفة المسترشدين اور صاحب کشف الکشاف نے سورۃ المؤمنین میں اور صاحب مرآۃ الجنان نے) والسراج وغيرهم من المحدثين والمؤرخين المعتبرين، ومن أنكره فهو محجوج عليه بأقوالهم، وقد ذكرت تصريحاتهم وعباراتهم في رسالتي "إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة۔[74]

صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تابعین میں سے ہیں بے شک انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیارت کی ہے اسی بنا پر کہ تابعیت کے لئے

---

[72] مقدمۃ التعلیق الممجد لعبد الحی اللکنوی، ج۱، ص۲۶

[73] التعلیق الممجد، ص۳۱

[74] مقدمۃ التعلیق الممجد، ص۳۱ و ص۳۲

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہی کافی ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ذہبی، امام سیوطی، امام ابن حجر مکی، محدث ابن جوزی، امام دار قطنی، ابنِ سعد، خطیب، حافظ عراقی، محدث علی قاری، اکرم سندھی، ابو معشر، حمزہ سہمی، امام یافعی، علامہ جزری، علامہ تورپشتی، سراج رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ محدثین، مؤرخین معتبرین نے اس بات کی تحقیق کی ہے۔

قال الذهبي في "تذكرة الحفاظ" (ج ١، ص ١٦٨) رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة، رواه ابن سعد عن سيف بن جابر عن أبي حنيفة أنه كان يقوله۔[75]

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ (ج ١، ص ١٦٨) میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کئی بار زیارت کی جب وہ کوفہ تشریف لائے تھے اس بات کو ابنِ سعد، سیف سے، وہ جابر سے، وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغدادی کی تاریخ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔[76]

بقول ابن مبارک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو دیکھا۔[77]

كذا في تصحيح العلامة قاسم؛ (اسی طرح تصحیح علامہ محمد قاسم میں بھی ہے)۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ **قسطلانی شرح بخاری باب من لم یرد الوضو۔**[78]

---

[75] مقدمۃ التعلیق المجد، ص ٣٢ وص ٣٣، تذکرۃ الحفاظ، ج ١، ص ١٦٨

[76] حدائق الحنیفۃ، ص ٢٣

[77] حدائق الحنیفۃ، ص ٢٣

[78] حدائق الحنیفۃ، ص ٢٣، ارشاد الساری، ج ١، ص ٢٥٩، دار احیاء التراث العربی، بیروت

امام ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں:

قلائدعقود الدرر والعقبان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان میں لکھاہے صحیح یہ ہے کہ امام نے بعض اصحاب کو دیکھاہے۔[79]

وحقق تابعیتہ ورویتہ لبعض الصحابۃ بطریق القرائن۔

اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تابعی ہونا، نیز بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کرنا قرائن سے متحقق ہوگیا۔

عمدۃ القاری باب من لم یری الوضوء میں امام کے لئے رویت وروایت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت کی ہے اور فرمایا:

قولِ منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نہ کرو۔[80]

امام کے لئے رؤیتِ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالتحقیق ثابت ہے اور معتبر یہ ہے کہ روایت بھی۔[81]

ثم اقول علی سبیل التنزل، بالفرض والمحال اگر کسی محدث کے پاس ایسی نص ہے کہ جس سے وہ استاذ المحدثین وامام المجتہدین امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کو ٹھکراتاہے کہ ان کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت باطل ہے (**نعوذ باللہ تعالیٰ**) تو اتنا قدر تو امر متحقق واظہر من الشمس ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے اور

---

[79] حدائق الحنیفۃ، ص ۲۴

[80] حدائق الحنیفۃ، ص ۲۵، عمدۃ القاری، ج ۲، ص ۵۰۵، مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔

[81] طبقات حنیفہ للقاری، حدائق الحنیفۃ، ص ۲۶

امام صاحب کی ان سے ملاقات، رؤیت ثابت ہے اور تابعی ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ صحابی سے ملاقات، رؤیت ثابت ہو۔

ملاحظہ ہو: التابعی مسلم لقی الصحابی عند الجمہور[82] وھو المستفاد من حدیث طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی۔

جمہور کے نزدیک تابعی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں صحابی سے ملاقات کی ہو اور یہ حدیث طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی (مبارک ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا) سے مستفاد ہے۔

امام سیوطی امام دار قطنی کا قول نقل کرتے ہیں:

انہ رای انسا بعینہ۔[83]

بے شک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

ملا علی قاری، امام ابنِ حجر مکی سے ناقل:

وأدرك أربعة من الصحابة بل ثمانية منهم أنس وعبد الله بن أبي أوفى وسهل بن سعد وأبو الطفيل وقيل ولم يلق أحدا منهم قلت لكن من حفظ حجة على من لم يحفظ والمثبت مقدم على الناقي۔[84]

اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار، بلکہ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا جن میں سے حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابو الطفیل

---

[82] کوثر النبی للعلامۃ الفھامۃ الشیخ عبد العزیز الفرھاروی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۸۰

[83] تبییض الصحیفۃ، ص ۳۴، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، حدائق الحنفیۃ، ص ۲۳

[84] مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۸۷، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں اور یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی، میں کہتا ہوں لیکن جس نے یاد رکھا وہ حجت ہے اس پر جس نے یاد نہیں رکھا اور مثبت ہمیشہ نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

امام سیوطی شیخ ولی الدین عراقی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں:

وقد رای انس بن مالک فمن یکتف فی التابعی بمجرد رویۃ الصحابی یجعلہ تابعیا۔[85]

اور امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے، لہٰذا جو تابعیت کے لئے رؤیت صحابی کو کافی سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی اور امام سیوطی حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں:

واللفظ للسیوطی: ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بمکۃ سنۃ ثمانین من الھجرۃ وبھا یومئذ من الصحابۃ عبداللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذالک بالاتفاق و بالبصرۃ یومئذ انس بن مالک و مات سنۃ تسعین او بعدھا وقد اورد ابن سعد بسند لا باس بہ ان ابا حنیفۃ رای انسا۔۔۔۔ والمعتمد علی ادراکہ ماتقدم علی رویۃ لبعض الصحابۃ ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فھو بھذا الاعتبار من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذلک لاحد من ائمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرہ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ ومسلم بن خالد الزنجی بمکۃ واللیث بن سعد بمصر۔[86]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے، اس لئے کہ آپ کی کوفہ میں ۸۰ھ میں ولادت ہوئی ہے اور اس وقت وہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

---

[85] تبییض الصحیفۃ، ص ۳۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[86] تبییض الصحیفۃ للسیوطی، ص ۳۴، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، مقدمۃ التعلیق المجد، ص ۲۳

عنہم میں سے حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے، اس لئے بالاتفاق ان کی وفات ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور ان دنوں بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے، اس لئے کہ ان کی وفات ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوئی ہے اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی کلام نہیں یہ بات بیان کی ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔۔۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پانے میں معتمد امر وہ ہے جو گزر چکا اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رؤیت مبارکہ کے بارے میں قابل اعتماد وہ روایت ہے جسے ابنِ سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اس اعتبار سے امامِ اعظم تابعین کے طبقے سے ہیں اور یہ مرتبہ آپ کے ہم عصر ائمہ جو دیگر شہروں میں بسے ہوئے تھے کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکا، جیسے شام سے اوزاعی، بصرہ سے حمادین (امام حماد بن سلم وامام حماد بن زید) کوفے سے امام ثوری مدینہ شریف سے امام مالک اور مکہ شریف سے امام مسلم بن خالد زنجی اور مصر سے امام لیث بن سعد۔

مولانا عبد الحیٔ لکھنوی نے لکھا ہے:

وتابعیهم ومنهم امامنا الاعظم و مقلدنا المقدم ابو حنیفة النعمان بن ثابت علی ما هو الاصح الثابت۔[87]

اور ان کے تابعین اور ان میں سے ہمارے امام اعظم اور سب سے پہلے جن کی تقلید کی گئی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جو اصح ثابت شدہ قول کے مطابق اس میں شامل ہیں۔

---

[87] کتاب الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ، ص ۵، طبع بمطبعۃ السعادۃ، مصر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

اقدم واسبق ایشاں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ست۔۔۔ اصحاب وے می گویند کہ وے جماعہ از صحابہ را دریافت و از ایشاں روایت کردہ است انتہی ما قال صاحب جامع الاصول ویرا مسندی ست کہ احادیث را دروے از صحابہ مذکورین روایت کردہ است گفت بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین خصہ اللہ بمزید العلم والیقین و در واقع از حساب عقل بسے دور نماید کہ صحابہ رسول در روزگاروی باشندوی قصد ملاقات ایشاں نکند وایشاں رادر نیابد باآنکہ وجود قدوم او دریں بلاد کہ ایشاں بودہ اند ثابت شدہ ومدت بیست سال زندگانی کردہ چہ وجود صحابہ تا آخرمایہ بصحت رسیدہ است مانا کہ حق باصحاب اوست کہ گویند جماعہ صحابہ رادریافتہ است۔ **واللہ اعلم**![88]

آئمہ کرام میں سب سے مقدم اور پہلے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے اصحاب فرماتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو پایاہے اور ان سے روایت بھی حاصل کی ہے جیسا کہ صاحبِ جامع الاصول نے کہاہے اور ان کی مسند ہے جس میں ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کردہ احادیث مذکور ہیں۔ بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین خصہ اللہ بمزید العلم والیقین کہتاہے کہ یہ بات بعید از عقل ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کازمانہ پایاہو اور ان سے ملاقات نہ کی ہو، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے شہر میں موجود ہوں۔

امام جزری امام توربشتی امام یافعی کے نزدیک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں **وھو الصحیح** (اور یہی صحیح ہے)۔

---

[88] شرح سفر السعادت، ص۲۰

شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکرِ امام میں فرماتے ہیں:

وبسیار صحابہ ُمشائخ رادیدہ بود چوں انس بن مالک وجابر بن عبداللہ و عبداللہ بن ابی اوفیٰ وواثلہ بن الاسقع وعبداللہ الزبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔[89]

اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی، جن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ زبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں۔

ان کے پیشوا شبلی نعمانی نے لکھا ہے: یہ شرف ان کی (امام ابو حنیفہ کی) قسمت میں تھا کہ جن کی آنکھوں نے پیغمبر کا جمال دیکھا تھا ان کے دیدار سے عقیدت کی آنکھیں روشن کیں۔ یہ واقعہ ایک تاریخی واقعہ ہے، لیکن چونکہ اس سے تابعیت کا رتبہ حاصل ہوتا ہے، اس لئے یہ مسئلہ مذہبی پیرائے میں آگیا ہے اور اس پر بڑی بحثیں قائم ہو گئی ہیں۔ بلاشبہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر ناز تھا اور بجا تھا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

محدثین نے جن کو اس قسم کی بحثوں کے طے کرنے کا سب سے زیادہ حق حاصل ہے، امام کے موافق فیصلہ کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی سے کہ فنِ حدیث کے ایک عنصر ہیں، فتویٰ لیا گیا تھا، انہوں نے یہ جواب لکھا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کئی صحابی موجود تھے اس لئے کہ امام ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے کیونکہ وہ ۸۱ھ یا اس کے بعد مرے اور ابنِ سعد نے روایت کی ہے جس کی سند میں کچھ نقصان نہیں کہ

---

[89] تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۹

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تھا، ان دو صحابہ کے سوا اور اصحاب بھی مختلف شہروں میں موجود تھے۔ صحیح یہی ہے کہ امام ان کے ہم زمان تھے اور بعض صحابہ کو دیکھا تھا، جیسا کہ ابنِ سعد نے روایت کی ہے، پس اس لحاظ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین کے طبقے میں ہیں اور یہ امر اور اماموں کی نسبت؛ جو ان کے ہم عصر تھے، مثلاً اوزاعی شام میں، حماد بصرہ میں، ثوری کوفہ میں، مالک مدینہ شریف میں، لیث مصر میں؛ ثابت نہیں ہوا۔ **واللہ اعلم!**

(اس فتویٰ کو حافظ ابو المحاسن نے "عقود الجمان" میں بعبارتھا نقل کیا ہے اور میں نے اسی کا لفظی ترجمہ کیا ہے)۔

ابن سعد کی جس روایت کا حافظ ابن حجر نے حوالہ دیا ہے وہ صرف ایک واسطے یعنی سیف بن جابر کے ذریعے سے امام ابو حنیفہ تک پہنچتی ہے، یعنی ابنِ سعد نے سیف بن جابر سے سنا اور سیف نے خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ابن سعد وہ شخص ہیں جن کی نسبت علامہ نووی نے "تہذیب الاسماء" میں لکھا ہے اگرچہ ان کا شیخ واقدی ثقہ نہیں، مگر وہ خود نہایت ثقہ ہیں۔ سیف بن جابر بصرہ کے قاضی اور صحیح الروایۃ تھے اس لحاظ سے یہ روایت اس قدر صحیح اور مستند ہے کہ قوی سے قوی حدیث بھی اس سے زیادہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس بناء پر تمام بڑے محدثین مثلاً خطیب بغدادی علامہ شمعانی مصنف کتاب الانساب، علامہ نووی شارحِ صحیح مسلم، علامہ ذہبی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، زین الدین عراقی سخاوی، ابو المحاسن دمشقی نے، جن پر اب حدیث وروایت کا مدار ہے، قطعًا فیصلہ کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تھا (مختصر تاریخ **خطیب بغداد و کتاب الانساب و تہذیب الاسماء و اللغات و تذکرۃ الحفاظ و عبر فی اخبار من غبر للذھبی و تہذیب التہذیب** میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ دیکھو)۔۔۔

اصولِ روایت میں یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے کہ اگر کسی واقعے کے اثبات و نفی میں برابر درجے کی

شہادتیں موجود ہوں تو اثبات کا اعتبار ہو گا۔ یہاں نفی کی شہادت ثبوت کے مقابل میں بالکل کم رتبہ ہے۔[90]

علامہ عینی شارحِ ہدایہ (وشارح بخاری) رؤیت سے بڑھ کر روایت امام کے حامی ہیں۔[91]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعیت کا ثبوت نصف النہار کی طرح روشن ہوا عام ازیں کہ روایۃً ہو رؤیۃً ہو۔

(مقام امام اعظم اور فقہ حنفی، ص ۸۳ تا ۱۰۴)

[90] سیرتِ نعمان، ج ۱، ص ۲۱، ۲۴، مطبع مفید عام، آگرہ ۱۸۹۲ء

[91] سیرتِ نعمان، ج ۱، ص ۲۴، مطبع مفید عام، آگرہ ۱۸۹۲ء

وصایا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کو امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خالد سمتی، صاحبزدہ امام حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام ابوعصمہ نوح بن مریم اور متفرق شاگردوں کو جو وصایا تحریر یا ارشاد فرمائے بلاشبہ نہ صرف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شفیق ومہربان استاد، عظیم دانشور اور ماہر نفسیات ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ، اسلامی تعلیمات کا عطر اور دینی اور دنیاوی امور میں فلاح اور کامیابی کی ضمانت ہیں اور یہ نصیحتیں عوام اور خواص دونوں طبقے کے حضرات کے لئے یکساں نصیحت آموز ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

کتاب الوصیة

هذا کتاب الوصیة من الامام الاجل الاعظم ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ لاصحابه رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین لما مرض ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ قال اعلموا اصحابی و اخوانی وفقکم الله تعالیٰ ان فی مذهب اهل السنة والجماعة اثنی عشر نوعا من الخصال فمن کان یستقیم علی هذه الخصال لایکون مبتدعا ولایکون صاحب الهواء فعلیکم اصحابی واخوانی ان تکونوا فی هذه الخصال حتی تکونوا فی شفاعة نبینا محمد ﷺ یوم القیامة۔

ترجمہ: جس وقت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار پڑ گئے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے شاگردوں سے) فرمایا کہ اے میرے شاگردو! اور اس مذہب کی پیروی کرنے والے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ بتحقیق اہل سنت وجماعت

کے مذہب میں بارہ (۱۲)اقسام پر مشتمل عقائداوراعمال موجودہیں توجو شخص ان خصائل (اعمال)پر صحیح طریقے سے گامزن ہو(عمل کر جائے)توایسا شخص کبھی بھی دین میں صاحب بدعت اورصاحب ہوا نہیں ہو گا تواے میرے شاگردواور بھائیو! آپ پر یہ بات لازم ہے کہ آپ سب ان (۱۲)خصائل کو مظبوطی سے تھامے رکھو تاکہ آپ سب کو بروز قیامت ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

خصلت (۱): ان (بارہ خصائل)میں سے پہلی قسم "ایمان" ہےاورایمان زبان سے اقرار(ان سب امور پر کہ جن پر حضور نبی کریم ﷺ نے عمل فرمایاہو۔)اوردل سے تصدیق کرنے کو کہتے ہیں اورصرف زبان سے اقرار کرنے کوایمان نہیں کہاجاسکتاکیونکہ اگر صرف زبان سے اقرار کرنے کوایمان کہاجاتاتوسارے منافقین،مؤمنین ہوتے اوراسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو صرف نبوت کے ساتھ پہچاننا(بغیر اقراراورتصدیق کے) ایمان نہیں ہے کیونکہ اگر صرف معرفت ایمان ہوتی تو(عصر نبوی ﷺ میں)اہل کتاب سب مؤمنین ہوتے۔اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں فرمایاہے کہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتاہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔(یعنی ان کا یہ دعویٰ جھوٹاہے کہ ہم صرف دل کی تصدیق کی وجہ سے مسلمان ہیں)اور(مؤمن بہ چیزوں پر)ایمان پرنہ زیادتی ہوتی ہے اورنہ ہی کمی۔کیونکہ ایمان میں زیادتی،نقصانِ کفر کی صورت میں ہی ممکن ہے اورایمان میں کمی کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ جب کفر میں اضافہ ہوپس یہ کس طرح جائز ہو گا کہ ایک شخص ایک ہی حالت مومن اورکافر دونوں ہو حقاً(واقع میں)اورمؤمن کے ایمان میں شک نہیں ہے جس طرح کہ

کافر کے کفر میں شک نہیں ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے(ان دونوں گروہوں کے بارے میں) یہ لوگ (مؤمنین) سچے ایمان والے ہیں۔(اور یہ دوسرا گروہ یعنی کافر کہ) یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں، اور حضرت محمد ﷺ کی امت میں جو لوگ گناہگار ہیں (گناہ کبیرہ میں ملوث ہیں) وہ سب مؤمنین ہیں کافر نہیں ہیں۔

تشریح: کرامیہ کا ایک گروہ اس عقیدے پر ہے کہ صرف زبان ہی سے اقرار کرلینا کافی ہے دل سے تصدیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جبکہ یہ ایک فاسد عقیدہ ہے۔[92]

حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان تمام مؤمن بہ چیزوں پر زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ مؤمن نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

عن علي بن أبي طالب الإيمانُ عقدٌ بالقلبِ و إقرارٌ باللسانِ وعملٌ بالأركانِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل کے ساتھ تصدیق ہو اور زبان کے ساتھ اقرار ہو اور ارکان پر عمل ہو۔ (لیکن ہمارے نزدیک عمل ایمان کا جزو نہیں ہے)[93]

اور اجماع اس بات پر ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں اور گناہ کرنے سے مؤمن ایمان سے خارج نہیں ہوتا، چاہے ایک گناہ بھی ہو البتہ یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس

---

[92](غنیۃ الطالبین ص ۱۷۰)

[93](السیوطي (۹۱۱ھ)، الدرر المنتشرۃ ۳۵ ۰ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ)، الأسرار المرفوعۃ ۱۵۸ ۰الزرقاني (۱۱۲۲ھ)، مختصر المقاصد ۲۵۶ ۰ابن ماجہ وشرح العقائد المسمی بہ نبراس ص ۴۰۱)

پر عذاب دے گا یا اپنے فضل وکرم سے معاف کردے گا۔ **یہ قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ** اور حضرت ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔

اور ایک گروہ جہمیہ کا ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دل تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز دل سے ادا کرنی چاہئے ظاہری طور پر نماز ادا کرنا فرض نہیں ہے اور اس طرح حج کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ حج بھی دل سے ادا کرنا چاہئے اس کے ظاہری ارکان ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وذهب بعضهم الى انه يسقط عنه العبادات الظاهرة ويكون عبادته التفكر۔

ترجمہ: (اس **گروہ جہمیہ** کے) بعض لوگ (اعتقادی طور پر) اس طرف گئے ہیں کہ انسان سے ظاہری عبادات ساقط ہوگئی ہیں (یعنی ان کی ضرورت نہیں ہے) اور سوچ و تفکر ہی (میں) عبادت ہے۔[94]

یہ گروہ بھی قرآن وحدیث کے مخالف ہے کیونکہ

ولقوله عَلَيْهِ السَّلَام مَن تركَ الصلاةَ متعمدًا فقد كفرَ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑی اس نے یقیناً کفر کیا۔[95]

---

[94] (شرح العقائد المسمی بہ نبراس ص ۵۶۲)

[95] (الطبراني (۳۶۰ھ)، المعجم الأوسط ۳/۳۴۳۰۱۰المنذري (۶۵۶ھ)، الترغيب والترهيب ۱/۲۶۱۰۱۰النووي (۶۷۶ھ)، الخلاصة ۱/۲۴۸ ۱۰لهيثمي (۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد ۱/۳۰۰۱۰ابن حجر العسقلاني (۸۵۲ھ)، التلخيص الحبير ۲/۱۹۰۷۱۰لهيتمي المكي (۹۷۴ھ)، الزواجر ۱/۱۳۱

ایک گروہ جو کہ معتزلہ اور روافض کا ہے وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان زیادہ یا کم نہیں ہوتا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

عن أبي هريرة: جاء وفدُ ثقيفٍ إلى رسولِ الله ﷺ فقالوا:يا رسولَ اللهِ ،الإيمانُ يزيدُ وينقُصُ؟فقال:لا،الإيمانُ مُكمَّلٌ في القلبِ،زيادتُه كفرٌ،ونُقصانُه شِركٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس قبیلہ ثقیف کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے آکر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آیا ایمان زیادہ یا کم ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں (بلکہ) ایمان (بندے کے) دل میں مکمل ہوتا ہے۔اس (کے بارے) میں زیادہ ہونے کا عقیدہ کفر ہے اور کم ہونے (کا عقیدہ رکھنا) شرک ہے۔[96]

معتزلہ کا ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان اور شرک ایک شخص میں بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی ایک شخص ایک ہی وقت میں مؤمن بھی ہو سکتا ہے اور کافر بھی۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ یہ بات نصوص میں صراحت کے ساتھ موجود ہے جو کہ متن میں بھی بیان ہو چکی ہے۔

•محمد بن محمد الغزي (١٠٦١ھ-)، إتقان ما يحسن ٢/٥٧٥ •٤٠ محمد جار الله الصعدي (١١٨١ھ-)، النوافح العطرة ١٧٠٣ •ابن الملقن (٨٠٤ھ-)، خلاصة البدر المنير ١/٢٨٤ •العراقي (٨٠٦ھ-)، تخريج الإحياء ١/٢٠١ •شرح عقائد المسمی بہ نبراس ص٣٥٧)

[96] (أخرجه ابن ماجه (٧٤) مختصراً، والجورقاني في «الأباطيل والمناكير» (١/١٤٤)، وأورده ابن حبان في «المجروحين» (١/٢٨٨) باختلاف يسير، تفسیر سمرقندی ج٢ص٩٩،شرح العقائد المسمی بالنبراس ص٤٠٢۔١٣١٣ھجری قمری فی المطبع الھاشمی الواقع فی بلدۃ المیرتھ۔)

ان الكبيرة التي هي غير الكفر لا تخرج العبد المؤمن من الايمان لبقاء التصديق الذي هو حقيقة الايمان خلافا للمعتزلة حيث زعموا ان مرتكب الكبيرة ليس بمؤمن ولا كافر وهذا هو المنزلة بين المنزلتين۔

ترجمہ: یہ کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جو کفر کے علاوہ ہیں (یعنی کفران میں شامل نہیں کیونکہ کفر تو اکبر الکبائر ہے) اور مؤمن بندہ ان کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ (کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے باوجود) مؤمن کی تصدیق قلبی تو قائم ودائم ہے جو کہ ایمان کی اساس ہے۔(اوراس عقیدہ میں)معتزلہ خلاف ہیں کیونکہ ان کا گمان ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو تو مؤمن رہتا ہے اور نہ کافر ہوتا ہے۔اور(کفر وایمان کے درمیان میں)یہی وہ تیسرا درجہ ہے جو وہ دو درجوں کے درمیان ثابت کرتے ہیں۔[97]

لاهل القبلة في الايمان مذاهب

الاول: انه التصديق وهو مذهب الشيخ ابي الحسن الاشعري رحمه الله تعالىٰ والامام ابي منصور الماتريدي رحمه الله تعاليو فخر الدين الرازي رحمه الله تعاليو القاضي البيضاوي رحمه الله تعاليو مختار الشارح وجمهور المحققين والاقرار عندهم شرط لاجراء الاحكام۔

الثاني: انه التصديق والاقرار وهو مذهب جمهور الفقهاء ومختار المصنف رحمه الله تعاليو امامنا الاعظم ابي حنيفة رحمه الله تعالىٰ۔

---

[97](شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۵۰۔ ۱۳۱۳ ھجری قمری فی المطبع الھاشمی الواقع فی بلدۃ المیرتھ۔)

الثالث: انه التصديق والاقرار والعمل من اداء المامورات ولو مندوبة وترک المحظورات بحيث يكون ترک العمل كفرا حتى فعل الصغيرة وترک المندوب وينسب الى الخوارج۔

الرابع: كذلک الاان ترک العمل يخرج عن الايمان ولايدخل فى الكفر وينسب الى القاضى عبدالجبار وابى الهذيل المعتزليين واستبعدالشارح فى شرح المقاصدهذين المذهبين وقال الخروج عن الايمان بترک المندوب ممالاينبغى ان يكون مذهب العاقل۔

الخامس: انه التصديق والاقرار والعمل من فعل الواجبات وترک المحرمات بحيث يكون ترک الواجب وفعل الحرام مخرجاعن الايمان غيرمدخل فى الكفروهومذهب ابى على الجبائى وابنه ابى هاشم۔

السادس: انه التصديق والاقرار بحيث لايكون ترک الطاعة مخرجاعن الايمان وهومذهب اكثر السلف ومنهم مالک رحمه الله تعاليو الشافعى رحمه الله تعاليو احمدرحمه الله تعالىٰ۔

السابع: انه المعرفة وهومذهب جهم بن صفوان والمعرفة اقل درجة من التصديق اواعم منه لانهاقدتجامع العنادوالانكار۔

الثامن: انه الاقرار فقط وهذامذهب الكرامية۔

التاسع: انه الاقرار بشرط المعرفة بحيث يكون الشرط خارجاعن الايمان كالوضوء الخارج عن حقيقة الصلوة وهومذهب الرقاشى۔

العاشر: انه الاقرار بشرط التصديق الحاصل بالاختيار والكسب وهومذهب القطان من الاشاعرة هذاملخص مانقل عنهم على خلاف الناقلين فى بعضها والله سبحانه اعلم۔ [98]

ترجمہ: بے شک ایمان میں اہل قبلہ کے مذاہب یہ ہیں۔

---

[98] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

اول: تصدیق کرنا یہ حضرت شیخ ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی اور حضرت فخر الدین رازی اور قاضی بیضاوی اور مختار شارح اور جمہور محققین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا مذہب ہے اوران کے نزدیک اقرار کرنا شرط ہے تاکہ احکام کو اجراء ہو سکے۔

دوم: تصدیق اوراقرار کرنا یہ مذہب جمہور فقہاءاور مصنف اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اختیار کیا ہے۔

سوم: تصدیق اوراقراراور عمل کرنا جن پر ہمیں حکم دیا گیا ہے اگرچہ مستحب ہو اور گناہوں کو ترک کرنا اس طرح کہ ترکِ عمل کفر (کے برابر) ہے چاہے گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوا ہو یا چاہے مستحبات کو ترک کیا ہو اور یہ بات خوارج کی طرف منسوب ہے۔

چہارم: (تیسرے قول ہی کی طرح ہے) لیکن ساتھ یہ بات بھی ہے کہ عمل کو ترک کرنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ بات قاضی عبدالجبار اورابوہذیل معتزلین کی طرف منسوب ہے اور شرح مقاصد میں شارح نے ان دو مذاہب سے دوری اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ کسی مستحب عمل کے ترک ہونے سے ایمان خارج ہونا ایسی بات ہے جس کو ایک مذہب تسلیم کر لینا کسی بھی عقلمند شخص کو مناسب نہیں ہے۔

پنجم: تصدیق اوراقراراورواجب اعمال پر عمل کرنااور محرمات کو ترک کرنا (اوروہ بھی) یوں کہ ترک واجب اور حرام کام کا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں کرتا اور یہ ابو علی جبائی اوراس کے بیٹے ابوہاشم کا مذہب ہے۔

ششم: تصدیق اور اقرار اور عمل، اس طرح کہ اطاعت، فرمانبرداری کا ترک، ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ یہ اکثر اسلاف جن میں حضرت امام مالک اور شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین شامل ہیں ان کا مذہب ہے۔

ہفتم: معرفت حاصل کرنا یہ جہم بن صفوان کا مذہب ہے اور معرفت کا درجہ تصدیق سے کم ہے یا یہ کہ (معرفت) تصدیق سے زیادہ عام ہے کیونکہ معرفت، عناد وانکار کی جامع ہے۔

ہشتم: اقرار کرنا فقط یہ کرامیہ کا مذہب ہے۔

نہم: معرفت کی شرط پر اقرار کرنا اور وہ ایسے کہ معرفت کی شرط ہونا ایمان کا جزو نہیں ہے جیسے وضو، جو نماز کی شرط تو ہے لیکن نماز کا حصہ نہیں۔ یہ قول رقاشی کا مذہب ہے۔

دہم: تصدیق کی شرط کے ساتھ اقرار کرنا۔ ایسی تصدیق جو اپنے اختیار اور کسب سے حاصل ہو اور یہ قول اشاعرہ میں سے ایک گروہ قطان کا ہے اور یہ تمام بحث وہ خلاصہ و نچوڑ ہے جو عقلاء کے (اقوال کے) خلاف نقل ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم۔

خوارج اور روافض کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

ولاتدخلہ ای العبد المؤمن فی الکفر خلافا للخوارج ھم فرقہ من اھل القبلۃ خرجوا علی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وذلک لان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکما بینھما اباموسی الاشعری وعمرو بن العاص لیسکن الحرب فقالت طائفۃ من اھل حروراء قریۃ عند الکوفۃ ان الفریقین کافران لانھما رضیا بحکم غیر اللہ سبحانہ وقال اللہ

تعالیٰ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ(یوسف ۴۰،یوسف ۶۷ والانعام۵۷)فقال علی رضی اللہ تعالی عنہ کلمۃ حق ارید بھا باطل فارسل عبداللہ بن عباس الیھم لیکشف شبھتھم فابوا الا الخروج علیہ فی ربّھم حتیٰ قتل اکثرھم وکانوا اثنی عشر الفا وبقی قوم منھم علی مذھبھم وھم فرق کثیرۃ مجمعون علی تکفیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعائشۃ وطلحۃ وزبیر ومعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم قداخبر النبی ﷺ بانھم اھل الطاعات الکثیرۃ ولکن طاعاتھم لاتنفعھم وانھم من اھل النار وان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقاتلھم ویقتلھم۔[99]

ترجمہ: داخل نہیں ہوتا یعنی مؤمن بندہ کفر میں (داخل نہیں ہوتا) خوارج کو اس بات سے اختلاف ہے (اور خوارج) اہل قبلہ سے ایک فرقہ ہے (جو) امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف (لڑنے کیلئے) نکلے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو حاکم مقرر فرمایا تاکہ جنگ بند ہو جائے پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے حروراء کے ایک گروہ سے جو کوفہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے، کہا کہ یہ دونوں گروہ کفار سے ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ سبحانہٗ کے علاوہ کسی غیر کے حکم پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔" پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ حق فرمایا اس کا ارادہ باطل کرنے پر۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان (لوگوں) کے پاس بھیجا تاکہ ان کا شبہ ظاہر ہو جائے لیکن انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جمع ہو کر لڑنے کے

---

[99] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔

علاوہ کسی بات (کوماننے) سے انکار کر دیا حتی کہ ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا اور یہ (قتل شدہ لوگ) بارہ ہزار تھے اور ان میں سے باقی قوم کو اپنے مذہب پر کر دیا اور اس فرقے کے لوگ بہت زیادہ ہیں اور یہ لوگ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تکفیر کرنے پر جمع ہوئے۔ بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دار فرمایا ہے کہ "تحقیق یہ لوگ بہت طاعات گزار ہوں گے مگر ان کی طاعات گزاری سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور یہ لوگ اہل دوزخ سے ہوں گے۔" بتحقیق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کو قتل کیا۔

جبریہ فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ:

قالو الایضر مع الایمان معصیۃ کمالاینفع مع الکفر طاعۃ و ذھب بعضھم الی انہ یسقط عنہ العبادات الظاھرۃ ویکون عبادتہ التفکر و ھذا کفر و ضلال۔[100]

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کچھ نقصان نہیں پہنچاتا جس طرح کہ کفر کے ساتھ اطاعت کچھ نفع نہیں دیتی اور ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ انسان سے ظاہری عبادات ساقط ہو چکی ہیں اور انسان کی (اچھے کاموں کی) سوچ و تفکر ہی عبادت ہے (حالانکہ) یہ بات (یعنی ایسا عقیدہ رکھنا) کفر و گمراہی ہے۔

[100] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۶۳۔

جبکہ ہماراعقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایسا شخص ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ مؤمن ہی رہتاہے البتہ اسے اس کے گناہ کے مطابق سزا ملے گی اور معتزلہ کاعقیدہ یہ بھی ہے کہ فاسق، مسلم نہیں رہتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ گناہ کاعذاب مکثِ طویل (لمبے عرصے)تک حتمی ہے مگر آخرکاراللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں داخل ہوجائے گااس بارے میں سلف صالحین کے اقوال،اجماع اور کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ واردہیں۔

ایک فرقہ مرجیہ یاالتارکیہ ہے:

قال لیس للہ عزو جل علی خلقہ فریضہ سوی الایمان بہ فمن أمن بہ فلیفعل ماشآء۔[101]

ترجمہ: یہ فرقہ کہتاہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایمان لانے کے سواکوئی کام فرض نہیں کیا۔اس لئے جوایمان لے آئے اس کے جو جی میں آئے کرے(اُس سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی)۔العیاذباللہ۔

اورجہمیہ میں ایک فرقہ صالحیہ ہے یہ لوگ اپنے آپ کو حسین صالحہ کا پیروکار کہتے ہیں اوراس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانناہی ایمان ہے اوراللہ تعالیٰ کانہ پہچاننا کفرہے اورایمان ہی عبادت ہے ایمان کے سوااور کوئی عبادت نہیں ہے۔[102]

ایک گروہ کرامیہ کاہے جن کاعقیدہ ہے کہ ایمان صرف اقراریعنی کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں۔

---

[101] غنیۃ الطالبین ص ۱۷۳۔

[102] غنیۃ الطالبین ص ۱۷۳۔

اعلم ان مذھب الکرامیۃ ان الایمان ھو الاقرار فقط۔[103]

ترجمہ: جان لو! کہ کرامیہ فرقے کا مذہب (یعنی عقیدہ) یہ ہے کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کر لینے کو کہتے ہیں۔

ایک فرقہ خوارج کا ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ

فسی الایمان عندی تصدیق القلب و الاقرار باللسان و العمل بالجوارح فماھیتہ علی ھذا مرکبتہ من ثلثۃ فمن اقل بشی منھا فھو کافر و لذا قالو امرتکب الذنب مطلقا کافر۔[104]

ترجمہ: اور ان کے نزدیک ایمان نام ہے دل سے تصدیق کرنے، زبان سے اقرار کرنے اور اعضاءِ جسدی کے ساتھ عمل کرنے کا۔ تو اس اعتبار سے ایمان تین چیزوں سے مرکب ہوا (یعنی تصدیق، اقرار اور عمل) پس اگر ان تینوں میں سے کسی نے ایک چیز بھی کم کر دی تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی لئے یہ گروہ کہتا ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو وہ کافر ہو جائے گا۔

و کذلک الا ان ترک العمل سیخرج عن الایمان و لا یدخل فی الکفر وینسب الی القاضی عبدالجبار و ابی الھذیل المعتزلیین۔[105]

ترجمہ: (ایمان کے بارے میں دس مذاہب جن میں سے چوتھا مذہب، تیسرے مذہب جیسا ہی ہے) سوائے اس کے کہ (چوتھے مذہب کے نزدیک) اگر عمل کو ترک کیا تو وہ شخص ایمان سے خارج

---

[103] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۸۷۔
[104] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔
[105] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

ہوجائے گالیکن کفر میں داخل نہیں ہوگااوروہ اس بات کو قاضی عبدالجبار اورابوہذیل معتزلین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ایک فرقہ رقاشی ہے جن کاعقیدہ یہ ہے کہ:

انہ الاقرار بشرط المعرفۃ بحیث یکون الشرط خارجاعن الایمان کالوضوءالخارج عن حقیقۃالصلوۃ۔[106]

ترجمہ: تحقیق اقرار کرنا،معرفت (پہچان)کی شرط کے ساتھ معتبرہے(یعنی بغیر معرفت کے اقرار کاکچھ فائدہ نہیں)لیکن یہ معرفت کی شرط ایمان کاجزونہیں جیسے وضوء(کی شرط)نماز کاحصہ نہیں۔

فصل ۲:

العمل غیر الایمان و الایمان غیر العمل بدلیل ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المؤمن ولایجوزان یقال ارتفع عنہ الایمان فان الحائض ترتفع عنہا الصلوۃ ولایجوزان یقال ارتفع عنہاالایمان اوامرلہابترک الایمان وقدقال لہاالشارع (علیہ الصلوۃ والسلام) دعی الصوم ثم اقضیہ ولایجوزان یقال دعی الایمان ثم اقضیہ ویجوزان یقال لیس علی الفقیر الزکوۃ ولایجوزان یقال لیس علی الفقیر الایمان ولوقال تقدیر الخیر و الشرمن غیر اللہ تعالیٰ کان کافراباللہ وبطل توحیدہ لوکان لہ التوحید۔

---

[106] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

ترجمہ: عمل ایمان کے بغیر ہے(یعنی عمل ایمان کا حصہ نہیں ہے)اور ایمان، عمل کے بغیر بھی معتبر ہے(ایمان لانا، عمل نہ کرنے کے باوجود بھی فائدہ مند ہے)اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اکثر اوقات مؤمن سے عمل رہ جاتے ہیں لیکن (عمل کے چھوٹ جانے سے)یوں کہنا جائز نہیں کہ اس مؤمن سے ایمان چھوٹ گیا ہے کیونکہ حائضہ عورت سے نماز(کا عمل)ساقط ہو جاتا ہے لیکن یہ کہنا(کسی صورت بھی)جائز نہیں کہ اس عورت سے ایمان ساقط ہو گیا ہے یا(نماز کے چھوٹ جانے کی وجہ سے)اس کے ایمان کے چھوٹ جانے کا حکم لگا دیا جائے(اس لئے کہ نماز کا عمل اور چیز ہے جبکہ ایمان دیگر چیز ہے)اور بے شک شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (حائضہ)کو فرمایا کہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا کر لے(لیکن یہ کہنا کسی بھی صورت میں)جائز نہیں کہ تو ایمان چھوڑ دے اور بعد میں ایمان کی قضا لے آ۔اور(ایمان و عمل کے الگ الگ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ)یوں کہنا تو جائز ہے کہ فقیر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے(کیونکہ زکوٰۃ ایک عمل یا فعل ہے)لیکن یہ کہنا جائز نہیں کہ فقیر پر ایمان لانا فرض نہیں(کیونکہ ایمان، عمل کے علاوہ شئے ہے جو کہ عمل نہ کرنے کے باوجود بھی فرض ہے)اور اگر کوئی توحید والا شخص (یعنی مسلمان)یوں کہہ دے کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی توحید باطل ہو جائے گی۔

تشریح:

ایمان: جو شخص اللہ تعالی کی وحدانیت اور حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطابق وہ مسلمان ہے۔ لیکن اگر ایک گناہ بھی قصداً کیا جیسے نماز اور روزہ قصداً چھوڑ دیا تو اس کی سزا اسے ضرور ملے گی۔

بعض مذاہب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر کوئی بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔

والمعتزلۃ والخوارج الجاعلین العمل رکنا ثالثا۔[107]

ترجمہ: معتزلہ اور خوارج عمل کو (ایمان) رکن ثالث کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے (عمل کے بغیر بھی ایمان کے معتبر ہونے کی) دلیل یہ ہے کہ وہ شخص جو کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اور کوئی نیک عمل کرنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو ایسا شخص مومن کہلاتا ہے اور جنت کا حق دار ہو جاتا ہے اگر عمل ایمان کا جزو مانا جائے تو پھر شخص مذکور کو بے ایمان ماننا پڑے گا کیونکہ وہ عمل کے بغیر ہی مر گیا اور یہ بات محال ہے کہ ایک شخص کلمہ پڑھ کر مر جائے تو پھر بھی اسے مومن نہ کہا جائے۔

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه، ثنا الحكم، عن زفر، عن أبي حنيفة، عن عبدالله بن أبي حبيبة، سمعت أبا الدرداء، حدثنا ابن المقرئ، ثنا بشر الرواسي، ثنا مصعب بن عبدالله الواسطي، ثنا يزيد بن هارون، ثنا أبو حنيفة، ثنا عبدالله بن أبي حبيبة، قال قال

---

[107] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۱۔

أبو الدرداء: كنت رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: «يا أبا الدرداء من شهد أن لا إله إلا الله مخلصا، وجبت له الجنة»، قلت: وإن زنى، وإن سرق فقال: «وإن رغم أنف أبي الدرداء» وزاد الحماني، ويزيد بن هارون، في حديثيهما، وكان أبو الدرداء يقوم كل جمعة عند منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولها ويضع أصبعه على أنفه۔[108]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی (حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تھوڑی دیر چپ رہے اور کچھ راستہ طے کیا پھر فرمایا جو کوئی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کیلئے جنت واجب ہوگئی میں نے پھر کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے آپ ﷺ نے پھر سکوت فرمایا اور قدرے راستہ چلے پھر ارشاد فرمایا جو اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ میں پھر بولا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے (اس بار) آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے اور اگرچہ ابو الدرداء کی ناک گرد آلود ہو۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کے شاگرد عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس

[108] مسند امام اعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ا ص ۳۸۳ و ص ۱۴ باب عدم الخلود المومنین فی النار۔

کامنظر ایسایاد ہے گویامیں اس وقت دیکھ رہاہوں کہ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شہادت کی انگلی سے اپنی ناک کے بانسہ کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

دوسری اہم دلیل: مومنین کے ان بچوں کی ہے جو بچپن میں ہی فوت ہوجاتے ہیں۔اہل سنت والجماعت کے مشہور عقیدے کے مطابق ایسے بچے مومن کہلاتے ہیں حالانکہ انہوں نے کوئی عمل نہیں کیاہوتا۔اگر عمل کوایمان کاجزومان لیاجائے توان بچوں کوکافر کہنا پڑے گا جوکہ عمل کیے بغیر دنیاسے رخصت ہوگئے جبکہ یہ بات محال ہے اوراحادیث مبارکہ کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

بعض مذاہب (مثلاًروافض) کہتے ہیں کہ بعض اشخاص سے بھی نقصان اور فائدہ ہوتاہے جس طرح جادو کرنے سے ہوتاہے۔

شرح العقائد النسفی میں فرمایاگیاہے کہ اگر کاہن وجادوگر کہے کہ اس شیطانی طاقت کی وجہ سے فائدہ یانقصان ہوتاہے تواس طرح کی بات کرناباطل ہے کیونکہ یہ شخص خیروشر کوصرف شیطانی عمل جانتاہے۔

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (۲۹) فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا (۳۰) إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا (النبا ۳۱)

"اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کررکھی ہے۔اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب، بے شک ڈروالوں کوکامیابی کی جگہ ہے۔"

جبکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک خیر وشر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور دعا، صدقہ اور نیک عمل وغیرہ فائدہ دیتا ہے۔

شرح العقائد النسفی میں یہ بات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

فقال: "ما من عبد قال لا إله إلا الله ثم مات علی ذلک إلا دخل الجنۃ۔[109]

"فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو کہے کہ لا إلہ إلا اللہ اور پھر مر جائے تو (وہ جہنم میں چلا جائے بلکہ) وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

قدریہ وہ گروہ ہے جس کے لوگ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال چاہے خیر ہوں یا شر اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں ہے بلکہ اس کا خالق خود بندہ ہے۔ معتزلہ اور امامیہ اس عقیدے میں شریک ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کا راستہ لوگوں کو دکھایا ہے اور ان کو امر کیا ہے کہ وہ اس راستے کو اختیار کریں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شر کے کام بھی لوگوں کو بتا دیئے ہیں اور لوگوں کو ان کاموں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اعمال کی تفویض بندوں کو دی ہے اگر یہ خیر کے کام کرتے ہیں تو بھی خالق خود ہی ہیں اور اگر شر کے کام کرتے ہیں تو بھی خالق خود ہی ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام افعال چاہے کفر ہو یا اسلام ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ خالق افعال العباد کلھا من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان لا کما زعمت المعتزلۃ ان العبد خالق لافعالہ۔110

---

[109] مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول متفق علیہ۔

[110] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۱۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندوں کے سارے افعال چاہے کفر ہوں یا ایمان، طاعت ہو یا نافرمانی سب کا خالق ہے اس طرح نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (النحل ۱۷)

"تو کیا جو بنائے وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔"

مجوسی لوگ جہان کے دو خدا مانتے ہیں ایک خیر کے کاموں کا خالق دوسرا شر کے کاموں کا خالق اور قدریہ خلق اشیاء میں سب بندگانِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا شریک جانتے ہیں۔

معتزلہ اور مجوسی متعدد خداؤں کا ثابت کرتے ہیں۔

ان مشائخ ماور أقد بالغوا فی تضلیلھم فی ھذہ المسئلۃ حتی قالوا ان المجوس اسعدای احسن حالا منھم حیث لم یثبتوا الا شریکا واحدا وھو اھرمن والمعتزلۃ اثبتوا شرکاء لا تحصیٰ۔[111]

ترجمہ: بتحقیق ماوراء النہر کے مشائخ نے (معتزلہ) کی گمراہی میں بہت مبالغہ (یعنی تاکید) فرمائی ہے حتیٰ کہ مجوسیوں کے بارے میں فرمایا کہ معتزلہ سے ان مجوسیوں کا حال بہت اچھا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف ایک ہی شریک کیا ہے جو کہ "اہرمن" ہے جبکہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے شمار شرکاء ثابت کرتے ہیں (یعنی انسانوں کو، کیونکہ معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مان کر اسے اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں۔)

[111] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۵۔

نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يجيء قوم يقولون: لا قدر، ثم يخرجون منه إلى الزندقة، فإذا لقيتموهم فلا تسلموا عليهم، وإن مرضوا فلا تعودوهم، وإن ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فإنهم شيعة الدجال، ومجوس هذه الأمة، حقاً على الله أن يلحقهم به)).[112]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک قوم ایسی آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر کوئی چیز نہیں پھر وہ زندیق ہو جائیں گے جب ان سے تمہارا سامنا ہو تو ان کو سلام نہ کرو۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ کیونکہ وہ دجال کے ساتھی ہیں اور اس امت کے مجوسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ان کے ساتھ دوزخ میں ملا دے گا۔

عن سالم، عن ابن عمر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن القدرية وقال: ((ما من نبي بعثه الله تعالى قبلي إلا حذر أمته منهم ولعنهم)).[113]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قدریوں پر لعنت فرمائی اور نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسے مبعوث نہیں ہوئے جنہوں نے اپنی امت کو ان (قدریوں) سے نہ ڈرایا ہو اور ان پر لعنت نہ بھیجی ہو۔

---

[112] مسند امام اعظم للحارثی ص ۲۳ باب ذم القدریۃ۔

[113] مسند امام اعظم للحارثی ص ۲۳ باب ذم القدریۃ۔

ایک گروہ خوارج کا یہ عقیدہ رکھتاہے کہ

انه التصديق والاقرار والعمل من اداء المامورات ولو مندوبة وترك المخطورات بحيث يكون ترك العمل كفرا حتى فعل الصغيرة وترك المندوب۔[114]

ترجمہ: کہ (دل سے) تصدیق اور (زبان سے) اقرار کرنا اور مامورات پر عمل کرنا اگرچہ مستحب عمل ہی ہو (ایمان) ہے اور گناہوں کا ترک کرنا (بھی ایمان میں داخل کرتا ہے) تو اس حساب سے عمل کا ترک کرنا کفر ہے چاہے وہ ایک چھوٹا ہی عمل ہو یا چاہے مستحب ہی کیوں نہ ہو۔ (یعنی یہ گروہ عمل کو ایمان کا جزو تسلیم کرتا ہے اور عمل نہ کرنے والے کو کافر کہتا ہے جبکہ ان کے رد میں ہمارے قوی دلائل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔)

ایک فرقہ جبائی ابن ابی ہاشم ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ

انه التصديق والاقرار والعمل من فعل الواجبات وترك المحرمات بحيث يكون ترك الواجب وفعل الحرام مخرجا عن الايمان غير مدخل فى الكفر۔[115]

ترجمہ: بے شک تصدیق اور اقرار اور عمل کرنا واجب اعمال میں سے ہے اور حرام کاموں کا اس طرح ترک کرنا کہ واجب بھی ترک ہو اور حرام کام بھی (سرزد) ہو جائے تو اس طرح انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ (لیکن) کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

---

[114] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

[115] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۹۹۔

اور ایک فرقہ معتزلہ کا ہے جو کہتے ہیں کہ

فالقائل یکون العبدخالقالافعالہ یکون من المشرکین لان قولہ زیدخالق لفعلہ کقولہ زیدمستحق للعبادۃ دون المؤحدین مع ان المذھب عدم تکفیر المعزلۃ لانھم من اھل القبلۃ۔[116]

ترجمہ: پس یہ کہنے والا کہ "بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے" مشرک ہو جاتا ہے اس لئے یہ قول کہ "زید اپنے فعل کا خالق ہے" ایسے ہے جیسے (یہ قول ہو کہ)زید مستحقِ عبادت ہے۔یہ قول موحدین کا نہیں ہو سکتا لیکن معتزلہ کی تکفیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وہ تو اہل قبلہ ہیں۔

لان المعتزلۃ تمسکوابنصوص الوعیدعلی انہ یجب عقاب العاصی علی اللہ تعالیٰ ومذھب اھل سنت والجماعت انہ لایجب علی اللہ تعالیٰ شئی۔[117]

ترجمہ: کیونکہ معتزلہ نصوصِ وعید کے ساتھ دلیل دیتے ہیں کہ گناہ گار کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

معتزلہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ

ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمؤمن ولا کافر وھذہ ھو المنزلۃ بین المنزلتین۔[118]

---

[116] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۶۴۔
[117] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۸۴۔
[118] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔

ترجمہ: بے شک گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو تو مؤمن (رہتا) ہے اور نہ کافر (ہوتا) ہے اور یہ درجہ (ایمان و کفر کے) دو درجوں کے درمیان ایک تیسرا درجہ ثابت کرنا ہے۔

ایک فرقہ خوارج ہے جو کہ (۲۰) فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ

فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضاً کافر ولا واسطۃ بین الایمان والکفر لنا۔[119]

ترجمہ: یہ خوارج عقیدے کے لحاظ سے اس طرف گئے ہیں کہ (نہ صرف) گناہِ کبیرہ کرنے والا بلکہ گناہِ صغیرہ کا مرتکب بھی کافر ہے اور ہمارے لئے ایمان و کفر میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔

فصل نمبر ۳:

نقر بان الاعمال ثلثۃ فریضۃ و فضیلۃ و معصیۃ۔ فالفریضۃ: بامر اللہ تعالیٰ و مشیتہ و محبتہ ورضائہ وقضائہ وتقدیرہ وارادتہ وتوفیقہ وتخلیقہ وحکمہ وعلمہ وکتابتہ فی اللوح المحفوظ۔ واما الفضیلۃ: فلیست بامر اللہ تعالیٰ ولکن بمشیتہ وبمحبتہ وبرضائہ وبقضائہ وبتقدیرہ وبتوفیقہ وتخلیقہ وارادتہ وحکمہ وعلمہ وکتابتہ فی اللوح المحفوظ۔ واما المعصیۃ: لیست بامر اللہ تعالیٰ ولکن بمشیتہ لا بمحبتہ وبقضائہ لا برضائہ وبتقدیرہ وتخلیقہ لا بتوفیقہ الخ وبخذلانہ لا بمعونتہ وکتابتہ فی اللوح المحفوظ۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ (بندوں) کے اعمال تین قسم کے ہیں۔ (پہلی قسم) فرض ہے (واجبات بھی فرض ہی کے زمرے میں ہیں) اور (دوسری قسم) فضیلت ہے (جو کہ سنت، مستحب

---

[119] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۵۰۔

اورنوافل سے کو شامل ہے)اور(تیسری قسم)گناہ ہے(جو کہ گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ سب کو شامل ہے۔)

پس فرض وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم اوراس کی مشیت اوراس کی محبت اوراس کی رضا اور اس کی قضااوراس کی تقدیر اوراس کے ارادے اوراس کی توفیق اوراس کی تخلیق (پیدا کرنا)اوراس کے حکم اوراس کے علم میں ہے(یعنی اللہ تعالیٰ نے فرض عمل کرنے پر حکم فرمایاہے اوراس پر علم رکھتاہے)اوریہ(فرض)لوح محفوظ میں لکھاہوا ہے۔

اور فضیلت والے(جیسے سنت و مستحبات اورنوافل)اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہیں (کیونکہ امر تو وجوب کیلئے ہوتاہے جبکہ یہ افعال تو واجب نہیں ہیں)مگراس کی مشیت اوراس کی محبت اوراس کی قضااوراس کی رضااوراس کی تقدیر اوراس کی توفیق اوراس کی تخلیق(پیدا کرنا)اوراس کے ارادے اور حکم اوراس کے علم میں ہے اورلوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

مگر(گناہ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں ہے نہ کہ اس کی محبت سے(اللہ تعالیٰ گناہ کرنے کو محبوب نہیں رکھتا)۔اور گناہ اس کی قضاءوتقدیر سے ہے نہ کہ اس کی رضاسے۔اورپیدا کرنااور تقدیر(اللہ تعالیٰ کی)طرف سے ہے نہ کہ اس کی توفیق سے۔اوراس(اللہ تعالیٰ کے خذلان(عدم التوفیق)سے ہے نہ کہ اس کی مدد سے اور(یہ معصیت بھی)لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

تشریح:

لوح محفوظ اور قلم اور وہ سب اشیاء جو لوح محفوظ میں تحریر ہیں وہ حق اور سچ ہیں اور ان سب پر ہمارا ایمان ہے اور گناہ کرنا اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

قُلْ إِنَّ اللهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (الاعراف ۲۸)

تو فرماؤ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

اعمال کے بارے میں مندرجہ بالا متن میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے جبکہ قدریہ فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ عمل چاہے نیک ہو یا بد بندہ اپنے اعمال کا خود فاعل ہے کیونکہ بندہ اپنے ارادے سے ہی نیک یا برا عمل کرتا ہے جبکہ روافض اور معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اچھا عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جبکہ برا عمل انسان کے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔ ایک فرقہ ایسا ہے جو کہتا ہے کہ کوئی بھی عمل پہلے سے لوح محفوظ میں درج نہیں ہوتا بلکہ عمل کے واقع ہو جانے کے بعد لوح محفوظ میں درج کیا جاتا ہے۔

اور ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ نیک اور برا عمل پہلے سے ہی لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے اور ہم سے اللہ تعالیٰ صادر فرماتا ہے (**نعوذ باللہ من ذلک**) اور یہ کہ یہ جبر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے ہمارے لئے برائی لکھ دی ہے۔ (لہٰذا ہم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔)

جبریہ کاعقیدہ ہے کہ مخلوق کو نیکی کا ثواب ملے گا اور لیکن برائی پر عتاب نہیں کیا جائے گا۔ کفار اور گناہ گار معذور ہیں ان سے سوال نہیں ہو گا اس لئے کہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور بندہ اس میں مجبور ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص ابن مسعود اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ جیسے کفر کے ساتھ طاعت نفع نہیں دیتی ایمان کے ساتھ معصیت بھی نقصان نہیں دیتی، ان سب نے فرمایا۔ اور اس مسئلہ کا نام مسئلہ عبادلہ ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے کہ مرجیہ پر ستر پیغمبروں نے لعنت کی۔

مرجیہ کے دو گروہ ہیں: (۱) مرجیہ مرحومہ (۲) ملعونہ۔

مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور مرجیہ ملعونہ جن پر لعنت کی گئی یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت نقصان نہیں دیتی اور عاصی پر عذاب نہیں ہو گا۔

عثمان ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ مرجیہ ہیں ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ مرجیہ دو قسم کے ہیں ۔ ملعونہ ، ہم اس سے بیزار ہیں اور ایک مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں یہ بھی لکھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ایسا ہی کہا۔

آپ نے دیکھا نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدۃ ۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

پھر مرجیہ اور جبریہ کے کلام سے جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ نیکی اور برائی حقیقت میں بندے کے افعال نہیں ہیں اور جو بندہ کرتا ہے فاعل اللہ تعالیٰ ہے، لہذا یہ کفر ہے اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو موصوف بہ قبائح کیا ہے، زناوغیرہ سے کہ جیسے وہ خالق ہے ایسے ہی وہ فاعل بھی ہے، انہوں نے کہا کہ اگر ان کو قبائح اور زناوغیرہ پر عذاب دے تو یہ ظلم ہوگا اور یہ عقیدۂ کفر ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ فعل بندے سے مجازاً ظاہر ہوتا ہے اور حقیقت میں ہمیں استطاعت نہیں، بندہ درخت کی مانند ہے، جب ہوا اس کو حرکت دیتی ہے تو وہ ہلتا ہے تو ایسے ہی بندہ درخت کی طرح مجبور ہے اور یہ کفر ہے، اس لئے کہ یہ تثلیث ہے اور کفر و معاصی اور برائیوں پر مجبور کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے جائز نہیں کہ وہ سزا دے اور جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا ہے اور تخلیق کر کے اب آرام کر رہا ہے اور قلم خشک ہو گیا ہے اور جو چیز اپنے وقت میں ظاہر ہو رہی ہے، بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہو رہی ہے اور یہ کفر ہے۔اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو شغل اور فراغت کے وصف

سے موصوف کیاہے اورانہوں نے امر و نہی کے زوال کاعقیدہ رکھااوراسی طرح ربوبیت و فعل کے زوال کااعتقاد کیا، یہ کفر ہے۔

بعض نے کہاکہ اللہ تعالیٰ کافروں کوآگ میں جلائے گااورانہیں مارے گااورزندہ کرے گا، پھران کوجلااور مراہوا باقی رکھے گااور یہ عقیدہٗ کفر ہے،اس لئے کہ انہوں نے نص کاانکار کیا۔ بعض نے کہا:اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب دے گا، مگر افعال پر نہیں، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہاکہ جودل میں خیر وشر کاخطرہ گزرے تواس کااتباع جائزہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا، یہ بھی کفر ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے وحی اورامر کودل کے ساتھ ثابت کیااورالہام کوجائزرکھااور یہ کفر ہے۔

بعض نے کہاکہ بندہ جب غایت محبت کو پہنچتاہے اوراس کادل صاف ہوجاتاہے اور جام محبت نوش کرتاہے تواس سے شرعی تکلیف ساقط ہوجاتی ہے اوراس سے عبادت اٹھ جاتی ہے اور تفکرہی اس کی عبادت ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ بعض نے کہا: تفکراداۓ فرض سے افضل ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض کاعقیدہ یہ ہے کہ دنیاکامال مشترک ہے، تمام بنی آدم اس میں شریک ہیں، مال دنیاآدم وحواکی وراثت ہے اورجوکوئی جس چیزکولےلے وہ اسی کاحق ہےاورکسی کومنع کرنے کاحق اورجواز نہیں ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہاکہ جس نے علم سیکھاتووہ لوگوں کے مال میں شریک ہےاورکہتے ہیں کہ جواس کومنع کرے کافرہوجائے گااور یہ عقیدہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا: بندہ ایمان اور کفر کے بغیر اور کسی چیز کا مکلف نہیں ہے، یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا کہ عبادات کا امر تکرار کو واجب نہیں کرتا اور یہ کفر ہے۔

اور بعض نے کہا کہ مؤمن حقیقت میں مؤمن نہیں ہے اور نہ ہی کافر، حقیقت میں کافر ہے کیونکہ آخرت میں ان میں تغیر جائز ہے اور یہ بھی کفر ہے۔

بعض نے کہا: اپنے ایمان میں بھی شک ہے اور انہوں نے کہا کہ ایمان اور شہادت کیا یہ ایمان ہے، کیا کفر زائل ہو جائے گا؟ یہ بھی کفر ہے۔ ان کے کلام میں کچھ چیزیں وہ ہیں جو بدعت ہیں کفر نہیں ہیں مثلاً جیسے کہ ان کا کہنا کہ ثواب اور عتاب تقسیم کر دیا گیا ہے نہ زیادہ ہو نہ کم برابر ہے کوئی کرے یا نہ کرے اور بدعت سیئہ ہے اس لئے کہ افعال کیلئے تاثیر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **كل ميسر لما خلق له**۔ ہر ایک کیلئے آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے وہ پیدا ہوا ہے۔

بعض نے کہا کہ قضاء سبقت کر گئی ہے، نیک بخت کیلئے نیک بختی ہے اور بد بخت کیلئے بد بختی ہے۔

بعض (مرجیہ) کہتے ہیں: ایمان یہ ہے کہ حق وباطل میں سے تمام چیزوں کی پہچان ہو جائے اور اس کا وہ عالم ہو تو مؤمن ہے ورنہ نہیں اور یہ مسئلہ مسئلہ تقلید ہے۔

اور بعض نے کہا: ایمان عمل ہے، اقرار اور تصدیق کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ بھی کفر ہے، اس لیے کہ انہوں نے نص کا انکار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان میں استثناء و تخصیص جائز ہے اور اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قیاس حجت نہیں، ایسے ہی رافضیوں نے قیاس کا انکار کیا کہ وہ حجت نہیں تو اگر ہر قیاس مراد ہے اور ہر قیاس کا انکار کیا تو یہ کفر ہے اس لئے کہ قیاس حجت ہے اور (اس حجت ہونا) نص سے ثابت ہے اور اگر بعض قیاس مراد ہے تو کفر نہیں، بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔[120]

انمایتوجه علی الجبرية القائلين بنفی الكسب والاختيار ان الانسان عندهم كالجماد۔[121]

ترجمہ: بتحقیق جبریہ کی طرف متوجہ ہوں جو کہتے ہیں کہ (انسان) کسب اور اختیار کوئی حیثیت نہیں رکھتا (اور) یہ کہ ان (جبریہ) کے نزدیک انسان (محض) ایک بے جان چیز کی طرح ہے۔ (یعنی انسان کو کسی چیز کا اختیار نہیں دیا گیا۔)

ہمارے اور کرامیہ کے عقیدے میں یہ فرق ہے کہ

افعال العباد کلھا بارادته تعالی و مشیته قدسبق انهماعندناعبارة عن معنا واحد خلافا الكرامية زعمواان المشيةقديمةوالارادةحادثة۔[122]

ترجمہ: ہمارے (یعنی اہل سنت والجماعت کے) نزدیک بندوں کے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہیں اور بتحقیق یہ (تفصیل) پہلے گزر چکی ہے اور یہ (ارادہ ومشیت) ایک ہی

---

[120] تمہید ابو شکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۴۰۰۔

[121] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۵۔

[122] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۶۷۔

معنی میں ہیں۔(لیکن) کرامیہ فرقہ کا یہ گمان (یعنی یہ عقیدہ) ہے کہ مشیت قدیمی (ازلی) ہے جبکہ ارادۂ(خداوندی) حادث ہے۔

اور نجاریہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

محمدبن الحسین النجارمن انه مریدبذاته لابصفته ولایخفیٰ ان کون الذات عین الصفات مذهب المعتزلةوالفلاسفة۔[123]

ترجمہ: محمد بن حسین النجار (معتزلی کا عقیدہ ہے کہ) انسان، اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ اس کی صفات کا اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ معتزلہ اور فلاسفہ کے مذہب کے مطابق ذاتِ خداوندی جل جلالہ، عین صفات ہے (یعنی ذات وصفات میں کوئی فرق نہیں) العیاذ باللہ

اور فرقہ جبائیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

وعبدالجبارمن انه مریدبارادةحادثةلافی محل ای قائمةبنفسهالانهالوحدثت فی ذاته تعالیٰ لزم قیام الحوادث به تعالیٰ اوفی محل غیر الذاته لزم اتصاف هذه الغیربصفته الله تعالیٰ۔[124]

ترجمہ: اور عبد الجبار (کے مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ) انسان (اللہ تعالیٰ کے) حادث ارادے کی میلان رکھتا ہے نہ کہ محل کی طرف یعنی (ایسا محل جو کہ) اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے کیونکہ

---

[123] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۴۶۔
[124] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۴۶۔

اگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں حدوث ہو سکے تو پھر یہ بات لازم آئے گی کہ اس کی ذات محلِ حوادث ہو اور اگر بغیر محلِ ذات کے ارادہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات میں حدوث لازم ہو گا۔

ارادے کی دو اقسام:

ا۔ ارادۂ کونیہ۔ ۲۔ ارادۂ دینیہ

ا۔ ارادۂ کونیہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

فَمَنْ یُرِدِ اللّٰہُ أَنْ یَھْدِیَہُ یَشْرَحْ صَدْرَہُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ یُرِدْ أَنْ یُضِلَّہُ یَجْعَلْ صَدْرَہُ ضَیِّقًا حَرَجًا کَأَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ۔ (الانعام ۱۲۵)

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔

۲۔ ارادۂ دینیہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرۃ ۱۸۵)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

فصل نمبر۴

نقربان الله تعالیٰ علی العرش استویٰ من غیران یکون له حاجة اواستقرارعلیه وهوالحافظ للعرش وغیرالعرش فلوکان محتاجا لماقدرعلی ایجادالعالم وتدبیره کالمخلوق ولوصارمحتاجاالی الجلوس والقرارفقبل خلق العرش این کان الله تعالیٰ فهومنزہ‌عن‌ذلک‌علواکبیرا۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ علی العرش استویٰ** بغیراس کے کہ (اللہ تعالیٰ) عرش کا محتاج ہویااس پر بیٹھاہو (جس طرح کہ مجسمیہ کا گروہ کہتاہے) بلکہ اللہ تعالیٰ عرش اور غیر عرش (سب کائنات) کاحافظ ہے تواگر (اللہ تعالیٰ) عرش کوپیدا کرنے اور عالم کی کارسازی پر قادر نہ ہوتا جس طرح دوسری مخلوق۔ (کہ وہ یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس بات سے حاصل یہ ہے کہ یہ ایک بدیہی یعنی کھلی اور ظاہری بات ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی غیر کو محتاج ہو تووہ ممکنات میں سے ہو گی اور ہر ممکن چیز مخلوق ہے وہ خالق نہیں ہو سکتی تواسلئے اللہ تعالیٰ کا عرش کیلئے محتاج ہونا باطل بات ہے۔)

اوراگر اللہ تعالیٰ کو عرش پر بیٹھنے اورآرام کرنے کا محتاج سمجھا جائے (تواب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ عرش پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھاپس (ثابت ہوا کہ) (اللہ تعالیٰ) تواس حالت سے منزہ وپاک اور بلند وبالا ہے۔

تشریح:

ہم الرحمن علی العرش استویٰ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ لا مکان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کانہ تو جسم ہے اور نہ ہی وہ کوئی مکان وجہت رکھتا ہے۔

لیکن مجسمیہ کا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم، بدن، ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور چہرہ رکھتا ہے۔

اور جہمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنے وجود کے ساتھ) ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید ۴) اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔" اور وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ۔ (الزخرف ۸۴) اور وہی آسمان والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا" اور إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ (النحل ۱۲۸) بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔"

اور جبکہ اہل سنت والجماعت (احناف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا عقیدہ ہے کہ مندرجہ بالا آیات کریمہ متشابہات میں سے ہیں جن کی کیفیت اور درست مفہوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک لا مکاں ذات ہے وہ نہ تو عرش کا محتاج ہے اور نہ ہی اس کیلئے کوئی سمت متعین ہے اس لئے اگر کوئی گمراہ اور باطل عقیدے والا، یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے تو اس طرح وہ شخص اللہ تعالیٰ کیلئے ایک مکان ثابت کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے مخلوق کی طرح تنزل اور جسم کا قائل ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس

عقیدے کے حامل گروہ (فرقہ جہمیہ) کے بارے میں فرمایا کہ **ذلک من غلوو افراطھم** جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حنفی مذہب غلو اور افراط سے بری ہے۔

العرش ھو الجسم العظیم الذی شرفہ اللہ سبحانہ و جعلہ لنفسہ کالسریر للملک مع تنزھہ عن الجلوس والمکان کجعلہ الکعبۃ بیتاوزعم الحکماءانہ فلک الافلاک المتحرک من المشرق الی المغرب۔ واعلم ان تفصیل الاجسام العلویۃ ممالا یعلمہ الااللہ سبحانہ ذکرہ القرطبی وعن أنس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: (ليلة أسري بي رأيت تحت العرش سبعين مدينة كل مدينة مثل مدائنكم هذه سبعين مرة مملوءة من الملائكة يسبحون الله ويقدسونه ويقولون في تسبيحهم اللهم اغفر لمن شهد الجمعة اللهم اغفر لمن اغتسل يوم الجمعة)۔[125]

ترجمہ: عرش ایک ایسا جسمِ عظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شرف وبزرگی عنایت کی ہے اور اسے اپنے لیے وہ مرتبہ دیا ہے جیسے کسی بادشاہ کے تخت کا مرتبہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر بیٹھنے اور اسے اپنا مکان بنانے سے پاک اور بلند ہے جیسا کہ اس نے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر فرمایا ہے (لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس میں رہتا ہے بلکہ اس کو اپنا گھر کہنا ایک اضافت تشریفی ہے) اور حکماء (یونانی فلاسفہ) گمان کرتے ہیں کہ فلک الافلاک (یعنی آسمان) مشرق سے مغرب کی طرف متحرک ہیں اور جان لیں کہ بڑے بڑے اجسام (یعنی سورج وچاند اور آسمان وستارے وغیرہ) کے حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی (بہتر) جانتا ہے۔ اور تفسیر قرطبی میں

---

[125] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۷۳، تفسیر القرطبی ج ۱۸ ص ۱۱۹ تحت سورۃ الجمعۃ الآیۃ ۱۱۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے عرش عظیم کے نیچے ستر (۷۰) شہر دیکھے۔ان میں سے ہر شہر تمہاری پوری دنیا جیسا تھا جو کہ ملائکہ سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے اوراپنی حمد وثنا میں کہتے تھے کہ "اے اللہ! اس شخص کو بخش دے جو جمعہ المبارک (کی نماز میں) حاضر ہو اور اس شخص کی مغفرت فرما جو جمعہ کے دن غسل کرے"۔

قولہ تعالیٰ یداللہ فوق ایدیھم فانھاماولۃ بالقدرۃ وقولہ الرحمن علی العرش استویٰ فان الاستواء ماول بالعظمۃ التامۃ والقدرۃ القاھرۃ لماتمکن فی النفوس من ان العرش اعظم المخلوقات وارفعھا۔[126]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ "اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے" تو اس کی یہ تاویل قدرت خداوندی پر ہے اوراس کا یہ قول کہ "رحمن عرش پر قائم ہے" تو استواء سے یہاں مراد کامل ومکمل عظمتِ خداوندی اوراس کی قدرتِ قاہرہ ہے جو نفوس پر اس طرح متمکن ہے کہ عرش عظیم تمام مخلوقات سے عظیم تر اورارفع واعلیٰ ہے۔

فصل نمبر ۵:

نقربان القران کلام اللہ تعالیٰ ووحیہ وتنزیلہ وصفتہ لاھوولاغیرہ بل ھوصفتہ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقرؤبالالسن محفوظ فی الصدورغیرحلول فیھاوالحروف والحبروالکاغذوالکتاب کلھامخلوقۃ لانھاافعال العباد وکلام اللہ تعالیٰ

---

[126] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۳۱۷،

غیر مخلوق لان الکتابة و الحروف و الکلمات و الآیات کلها الة القرآن لحاجة العباد الیه و کلام الله تعالیٰ قائم بذاته و معناه مفهوم بهذه الاشیاء فمن قال بان کلام الله تعالیٰ مخلوق فهو کافر بالله العظیم و الله تعالیٰ معبود لایزال عما کان و کلامه مقرؤ و مکتوب محفوظ من غیر مزایلة عنه۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی اور اس کی نازل کی ہوئی (کتاب) ہے (اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام) صفات کی طرح نہ عین ذات ہے اور نہ ذات سے جدا بلکہ یہ (قرآن اللہ تعالیٰ) کی صفت ہے تحقیق کی بناء پر۔ (قرآن اور کلام اللہ سے مراد قرآن نفسی اور کلامِ لفظی ہے)۔ یہ (قرآن) مصاحف میں لکھا گیا ہے اور زبان سے اس کی قرأت کی جاتی ہے اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے لیکن ان میں حلول کرنے والا نہیں۔ اس کے حروف اور سیاہی اور کاغذ اور کتابت یہ سب مخلوق (حادث اور نئی اشیاء) ہیں کیونکہ یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور کلام اللہ غیر مخلوق (حادث اور نئی چیز) نہیں ہے کیونکہ کتابت اور حروف اور کلمات اور آیات سب قرآن کو سمجھنے کیلئے ایک واسطہ ہیں کیونکہ بندے ان سب چیزوں کے حاجت مند ہیں اور کلام اللہ (کلامِ نفسی) تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور کلام اللہ کے معنیٰ مذکورہ اشیاء سے سمجھے جاتے ہیں پس جو شخص اس طرح کہے کہ کلام اللہ مخلوق ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے کافر ہے اور اللہ تعالیٰ معبود ہے اور ہمیشہ معبود رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا اور لکھا جاتا ہے اور زوال سے محفوظ ہے۔

تشریح:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وحیٔ جلی کے ذریعے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔

۷۲ فرقوں میں سے ایک کہتا ہے کہ صفتِ کلام (یعنی قرآن کریم) عین ذات خدا ہے یعنی وہ صفاتِ خدا کو عین خدا کہتے ہیں جبکہ ان کا یہ عقیدہ باطل ہے۔

دوسرا گروہ (جسے جہمیۂ مطلق کہتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے جدا اور الگ چیز مانتا ہے حالانکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے جدا اور الگ چیز مانتا ہے حالانکہ جو چیز قرآن اللہ تعالیٰ کی ذات سے جدا ہو وہ مخلوق اور حادث ہوتی ہے اور اور چونکہ قرآن کریم مخلوق نہیں ہے اس لئے جہمیہ کا مندرجہ بالا عقیدہ بھی باطل ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن قال انہ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم۔[127]

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے اور جس نے کہا کہ وہ (قرآن کریم) مخلوق تو وہ (کہنے والا) اللہ تعالیٰ سے کافر ہو گا۔

اس لئے ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتیہ ہے اور یہ مخلوق وحادث نہیں ہے البتہ اس کا کاغذ، حروف، آیات، کلمات، سیاہی اور کتابت یہ سب مخلوق ہیں

---

[127] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۲۲۲۔

کیونکہ یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور بندوں کے افعال حادث اور مخلوق ہوتے ہیں اور یہ سب چیزیں قرآن کریم کو سمجھنے کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔

اور ایک باطل گروہ وہ ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ کلام اللہ چونکہ نازل ہو چکا ہے اس لئے اب یہ اللہ تعالیٰ سے جدا ہے۔

اور ہم (اہل والجماعت) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ تو عینِ ذات ہیں اور نہ ہی ذات سے جدا ہیں۔

جہمیہ کا فرقہ عرش الٰہی، کرسی، میزان، حساب و کتاب اور قبر کے عذاب سے بھی منکر ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ دونوں مخلوق نہیں کیونکہ اگر یہ مخلوق ہوتیں تو ان کو ضرور فنا ہوتی۔

جبکہ ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بھی فنا کرنے پر قادر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (٢٦) وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن ٢٧)

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص ٨٨)

ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرنے کیلئے جنت ودوزخ کو بھی ایک لحظہ کیلئے فنا کرے گا تاہم سزا وجزا کیلئے ان کو دوبارہ قائم کر دے گا اور یہ لوگ اعتراف بالقلب کے قائل ہیں اور زبان سے اقرار کے قائل نہیں اور یہ گروہ تمام صفات سے منکر ہے۔[128]

فصل نمبر ٦:

نقر بان افضل هذه الامة بعد نبينا محمد عليه الصلوة و السلام ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين لقوله تعالىٰ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (١١) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (١٢) ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (الوقعه ١٣) كل من سبق فهو افضل ويحبهم كل مومن تقى و يبغضهم كل منافق شقى۔

ترجمہ: ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اس امت (امت محمدی ﷺ) میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں (اوران چار خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس ترتیب کیلئے) اللہ تعالیٰ کے کلام کی یہ آیت دلیل ہے۔" اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرّبِ بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں "(ان میں سے) جس نے (ایمان) کی طرف سبقت کی وہی افضل ہے ہر وہ مؤمن جو تقویٰ دار ہو وہ ان (مبارک ذوات کے ساتھ) محبت کرتا ہے اور ہر منافق بدبخت ان (مبارک ذوات کے ساتھ) بغض رکھتا ہے۔

[128] غنیۃ الطالبین ص ٦٨۔

تشریح:

روافض کے تمام گروہ حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلافت کے (پہلے) حق دار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور روافض کا ایک گروہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔

وانما اختلفوا فی یزید بن معاویۃ حتی ذکر فی الخلافۃ کتاب معتمد فی الفقہ الحنفی وغیرہ کاحیاء العلوم للامام الغزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ) انہ لایجوز اللعن علیہ ولا علی الحجاج بن یوسف لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن لعن المصلین۔[129]

ترجمہ: اور اختلاف کی یہ بات یزید بن معاویہ کے بارے میں ہے حتیٰ کہ فقہ حنفی کی معتمد کتاب خلاصۃ الکتاب وغیرہ اور جیسے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب احیاء العلوم ہے میں لکھاہے کہ ان (یزید بن معاویہ) پر اور حجاج بن یوسف پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

علم عقائد کی وہ قدیم ترین کتاب جس کے مصنف حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حوالے دیئے ہیں اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا درس دیا کرتے تھے۔[130]

---

[129] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۵۱۔

[130] تمہید ابو شکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ تصنیف امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی کشی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی کشبی رحمہ اللہ تعالیٰ پانچویں صدی ہجری کے اخیر نصف کے عظیم عالم نے یزید کے بارے میں لکھا ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں؟

(۱) بعض نے کہا: لعنت جائز نہیں اس لئے کہ کئی سال تک مسلمانوں کا امام بنا رہا۔

(۲) بعض نے کہا کہ یزید پر لعنت جائز ہے، اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کو جائز رکھا اور اس پر راضی ہوا۔

(۳) اور بعض نے کہا کہ یزید نے لوگوں کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ حکم دیا تھا کہ ان سے بیعت لے لو یا ان کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ ان خوشامدیوں اور بدبختوں نے اس کے حکم کے بغیر قتل کر دیا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ وہ قتل حسین پر راضی ہوا۔ پس صحیح یہ ہے کہ اگر یزید نے قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم دیا اور ان کے قتل پر راضی ہوا اور اس نے اہل بیعت پر لعنت کو جائز رکھا تو یزید پر لعنت جائز ہے ورنہ پھر نہیں۔

اور ایسے ہی جس نے قتل کیا اور قتل کو حلال نہیں سمجھا اس پر بھی لعنت جائز نہیں اور قتل حلال سمجھا تو وہ کافر ہے، اس پر لعنت بھی جائز ہے۔ **واللہ تعالیٰ جل شانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔**

علماء، یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں:

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں؛ اس لئے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا: "میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش

کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا" اور یہ بات **فی الواقع** کفر ہے، سوا اِس کے اورافعال واقوال اس رُوسِیاہ سے منقول ہیں جو کفر وارتداد پر صریح دال ہوں، شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی اور بے حرمتی حرمین شریفین اور وہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔[131]

اور بعض علماء اس کی تکفیر ولعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں: اجازت ان حرکتوں اورامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اس سے بدلیلِ قطعی ثابت نہیں اور یہ کلمہ کہ "میں نے ان سے جنگ بدر کا بدلہ لیا"، برتقدیر ثبوت، اَحاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہوسکتا **والیقین لایزول إلاّ بیقین مثله** (اور یقینی بات کورد کرنے کیلئے اسی کی مثل یقینی بات درکار ہوتی ہے) **کما تقرر في موضعه۔**

غایت کار اس کا یہ ہے کہ فاسق وفاجر تھا اوراحکام شرعیہ پر قائم نہ تھا اور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔

فاضل قونوی "شرح عمدۃ النسفی" میں لکھتے ہیں:

صاحبِ کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کا اس کے ساتھ ہے، ارتکابِ کبیرہ سے کم نہیں ہوتا اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔[132]

---

[131] (انظر "منح الروض الأزهر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص۷۳، و"الصواعق المحرقۃ"، الخاتمۃ في بیان اعتقاد أہل السنۃ... إلخ، ص۲۲۰)

[132] ("منح الروض الأزهر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص۷۳، (نقلاً عن القونوي).)

ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں قولِ شارح "عقائد" کا یعنی: نحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه فلعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه مع اس کے دلائل کے رَد کرتے ہیں اور "خلاصہ" وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج ویزید پر لعنت کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے؛ اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے شاید وہ شخص منافق ہو یا بِاِعلامِ الٰہی اس کا کفر پر مرنا معلوم ہو۔[133]

امام غزالی "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کیلئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں إلى أن قال لعنِ اشخاص میں خطرہ ہے پس اجتناب چاہیے اور ترکِ لعن ابلیس میں بھی خطر نہیں فضلاً عن غیرہ (جب ابلیس کو کوئی لعنت نہ کرنے میں ایمان کو کوئی خطرہ نہیں تو دوسروں کو لعنت نہ کرنے میں ایمان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے!) والله تعالى أعلم منه قدس سره العزيز۔[134]

اور بعض علماء اس کی تکفیر ولعن میں توقف (سکوت اختیار) کرتے ہیں اور یہی راجح اور یہی اَسلم اور یہی ہمارے ائمہ ہدیٰ کا مذہبِ اَصح واَقوم ہے۔[135]

---

[133] ("منح الروض الأزہر"، الکبیرۃ لا تخرج عن الإیمان، ص ۷۲-۷۳، ملتقطاً.)

[134] ("إحیاء علوم الدین"، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الثامنۃ: اللعن، ج۳، ص ۱۵۴)

[135] ("المسامرۃ بشرح المسایرۃ"، ماجری بین علي ومعاویۃ رضي اللہ عنھما، ص ۳۱۵-۳۱۶. و"الصواعق المحرقۃ"، الخاتمۃ في بیان اعتقاد أہل السنۃ...إلخ، ص ۲۲۱)

اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مرّی کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر ۱۷۰۰ سترہ سو مہاجرین وانصار وتابعین کِبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہلِ مدینہ لوٹ اور قتل اورانواعِ مصائب میں مبتلا رہے اور فوجِ اشقیاء نے مسجدِ اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی، اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بجبر بیعت لی کہ چاہے بیچے، چاہے آزاد کرے، جو کہتا میں خدا اور رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں اسے شہید کرتے۔[136]

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے، خانہ خدا پر چلے راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا، حصین بن نمیر نے مع فوجِ کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلادیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم وستم کیا۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔[137]

ملائکہ وانبیاء کہ بحکمِ جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسببِ امتثالِ امر (حکم بجالانے) کے مشکور وماجور ہوتے ہیں جس طرح زبانیہ دوزخ (وہ فرشتے جو دوزخیوں کو آگ میں دھکیلیں گے) اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے کہ مقبولانِ جنابِ احدیت اس کے ایصال پر مامور وماجور ہوتے ہیں، دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں ان کو مارنا اور ایذا دینا موجبِ اجر نہیں اور آیہ کریمہ: (عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ

---

[136] ("فتح الباري"، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيأ... إلخ، تحت الحديث: ۷۱۱۴، ج۱۳، ص۶۰-۶۱. و"البداية والنهاية"، وقعة الحرث، ج۵، ص۷۳۱-۷۳۲. و"الصواعق المحرقة"، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة... إلخ، ص۲۲۱-۲۲۲.)

[137] (انظر "فتح الباري"، كتاب التفسير، باب قوله: ثاني اثنين... إلخ، تحت الحديث: ۴۶۶۶، ج۸، ص۲۷۹.)

اللّٰہِ وَ الْمَلٰئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ) (ترجمہ کنزالایمان: "ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔"((پ ۲، البقرۃ:۱۶۱)) اخبار ہے نہ کہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بنص ہونا ثابت ہو، فَتَفَکَّرْ۔ منہ قدس سرہ۔[138]

کسی بھی مومن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو، اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔[139]

یعنی اہلسنّت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلسنّت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔[140]

شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر وملعون جانتے ہیں بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک (خوف) نہیں کرتے، جو شخص انکے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہلِ بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

روافض کے اسی عقیدہ کی ایک کڑی فرقہ عبدیہ کا وہ قول ہے جس میں وہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نصوص سے انحراف کرکے حضرت علی

---

[138] "مرآۃ الجنان"، السنۃ:۵۰۴، ج۳، ص۱۳۴.

[139] "سنن الترمذي"، کتاب الطب، باب ماجاء في اللعن والطعن، ج۳، الحدیث:۲۰۲۶، ص۴۱۰.

[140] "أشعۃ اللمعات"، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم، ج۴، ص۷۱. "إحیاء العلوم"، کتاب آفات اللسان، ج۳، ص۱۵۴.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا اور دوسروں کو خلیفہ بنایا اس لئے ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیزار ہونا ضروری ہے۔(**نعوذ باللہ من ذلک**)

ایک فرقہ مشبہہ ہے جو کہتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کے معاملے میں ہمیں شبہ ہے اس لئے ہم ان دونوں سے بیزار ہیں۔

عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي, لا تتخذوهم غرضا بعدي, فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم, ومن آذاهم فقد آذاني, ومن آذاني فقد آذى الله, ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه))۔[141]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اللہ میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انہیں ہدف ملامت نہ بنانا۔ اس لئے کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے بغض کیا۔ اور جس نے انہیں ایذا پہنچائی گویا کہ اس نے مجھے ایذا اور جس نے مجھے اذیت دی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اللہ تعالیٰ عنقریب اسے (اپنے عذاب میں) گرفتار کر دے گا۔

[141] "سنن الترمذي"، کتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبيصلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۸۸۸، ج۵، ص ۴۶۳. العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۷۔

اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

من سب أصحابي فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس أجمعين۔ [142]

ترجمہ: جو شخص میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

وقال إن شرار أمتي أجرؤهم على صحابتي۔ [143]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا بے شک میری امت کا شریر ترین (امتی) وہ ہے جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر زبان درازی کرتا ہے۔

إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم (خط-عن ابن عمر)۔ [144]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا جس وقت آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتے ہوں تو آپ ان سے کہیں کہ آپ کے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

وقال لعن اللہ من سب اصحابی۔ [145]

ترجمہ: اور (حضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے۔

---

[142] رواہ الطبرانی ج ۱۲ ص ۸۹، العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔

[143] رواہ ابن عدی وشرح العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸، جامع صغیر رقم ۲۲۸۱، جامع المعراج ص ۱۴۳۔

[144] العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۳۲۔

[145] رواہ الطبرانی۔ العقائد المسمیٰ بالنبراس ص ۵۴۸۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حبہ وشکرہ واجب علی امتی۔[146]

ترجمہ: حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ محبت اور ان کا شکر ادا کرنا میری امت پر واجب ہے۔

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔[147]"

مفتری کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: "نبی کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے کوئی دوسری بات کی تو وہ مُفْتَرِی یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی وہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے۔[148]"

---

[146] رواہ ابن عساکر وشرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۴۹۔

[147] (سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۶۷۶، ج۵، ص ۳۷۲)

[148] (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۲۲، ج۶، الجزء: ۱۲، ص ۲۲۳، جمع الجوامع، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۰۵۸، ج۱۱، ص ۲۱۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا اِصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار کیا: "اس امت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟" فرمایا: "اس اُمت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر میں۔ (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم)[149]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما

فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شمار کرتے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔[150] "

---

[149] (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۵۷)

[150] (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، الحدیث: ۳۶۵۵، ج۲، ص۵۱۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۳۴۶)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ ”ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں بہت زیادہ میل جول رکھنے والے تھے اور ہماری تعداد بھی بہت زیادہ تھی اس وقت ہم مراتب صحابہ یوں بیان کیا کرتے تھے، اس امت میں نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم افضل ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔“[151]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا محمد بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا: ”نبیٔ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”ابو بکر“ میں نے کہا: ”پھر کون؟“ فرمایا: ”عمر“۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے دوبارہ پوچھا کہ ”پھر کون؟“ تو شاید آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لے لیں گے، اس لیے میں نے فوراً کہا: ”حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے افضل ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔“[152]

---

[151] (کنز العمال، کتاب الفضائل، جامع الخلفاء، الحدیث: ۳۶۷۱۷، ج۷، الجزء: ۱۳، ص۱۰۵)

[152] (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۶۷۱، ج۲، ص۵۲۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا اصبغ بن نباتہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ '' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کیا: ''پھر کون؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون؟ '' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کی: ''پھر کون؟ '' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں۔'' (یعنی حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم)[153]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے چل رہا تھا تو نبیوں کے سردار سرکار والا تبار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو درداء! تم اس کے آگے چل رہے ہوں جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے، نبیوں اور مرسلین کے بعد کسی پر نہ تو سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا کہ وہ ابو بکر سے افضل ہو۔''[154]

---

[153] (تاریخ مدینۃ دمشق، ج۴۴، ص۱۹۶)

[154] (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، بقیۃ قولہ مروا ابا بکر ان یصلی، الرقم:۱۳۵، ج۱، ص۱۵۲)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ کریم رؤف، رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "نبی کے علاوہ تمام لوگوں میں سب سے افضل **ابو بکر** ہیں۔"[155]

افضلیت صدیق اکبر بزبان جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام

ایک دن نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر توجہ فرمائی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نظر نہ آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام لے کر دو(۲) بار پکارا، پھر ارشاد فرمایا: "**بیشک** روح القدس جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے تھوڑی دیر پہلے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابو بکر صدیق ہیں۔"[156]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "عائشہ" میں نے کہا: "مردوں میں؟" فرمایا: "ان کے والد (یعنی ابو بکر

---

[155] (جمع الجوامع، الھمزۃ مع الباء، الحدیث: ۱۲۰، ج۱، ص۳۸، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۲۱۲)

[156] (المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، الحدیث: ۶۴۴۸، ج۵، ص۱۸)

صدیق)"میں نے پوچھا:"پھر کون؟"ارشاد فرمایا:"عمر بن خطاب۔"(رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم)[157]

افضلیت صدیق اکبر بزبان حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ — فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا
فَعَلَا خَيْرُ الْبَرِّيَّةِ أَتْقَاهَا وَ اَعْدَلَهَا — بَعْدَ النَّبِيِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

ترجمہ: "جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کارناموں کو یاد کر جو نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ تقوی اور عدل والے، اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔"[158]

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت سیدنا ابو بکر بن عیاش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا: وَ اللہِ مَا وَلَدَ لِآدَمَ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ **یعنی** انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔"[159]

---

[157] (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا، الحدیث: ۳۶۶۲، ج ۲، ص ۵۱۹)
[158] (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، استنشادہ فی مدح الصدیق، الحدیث: ۴۴۷۰، ج ۴، ص ۷)
[159] (فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، ومن فضائل عمر بن الخطاب من حدیث أبي بکر بن مالک۔۔ الخ، الرقم: ۵۹۸، ج ۱، ص ۳۹۴)

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ نسفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

حضرت امام ابن ہمام عمر بن محمود نسفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "نبیٔ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد افضل البشر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔ [160]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام لوگوں سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی ابن ابی طالب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔ [161]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وتابعین عظام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام امت سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ

---

[160] (شرح العقائد النسفیۃ، ص۳۱۸)

[161] (شرح الفقہ الاکبر، ص۶۱)

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔"[162]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: "انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟" فرمایا: "حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔"[163]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام طحاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت سیدنا امام ابو جعفر طحاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کو تمام اُمت پر افضیلت وسبقت حاصل ہے، پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے خلافت ثابت کرتے ہیں۔"[164]

---

[162] (فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، ج۸، ص۱۵)

[163] (الصواعق المحرقۃ، الباب الثالث، ص۵۷)

[164] (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص۴۷۱)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام ابو بکر باقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”اہل سنت و جماعت اَسلاف کا حق پہنچاتے ہیں وہ اسلاف جن کو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے لیے منتخب فرمایا تھا وہ ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اور ان میں جو اختلافات واقع ہوئے ہیں خواہ چھوٹوں میں یا بڑوں میں اہلسنت وجماعت ان اختلافات سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے مقدم سمجھتے ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق کو، پھر حضرت سیدنا عثمان کو پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب خلفاء راشدین و مہدیین ہیں اور نبی کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اہلسنت و جماعت ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر دلالت کرنے والی اور شان خلفاء میں وارد شدہ احادیث کو جھٹلاتے نہیں ہیں جو حضور اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔“[165]

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ تقی الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَسَائِرِ اُمَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَصْحَابِھِم یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام اُمت محمد یہ سے اور تمام انبیاء کی ساری امتوں اور ان کے اصحاب سے افضل ہیں، کیونکہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

[165](کتاب التمہید، ص ۲۹۵)

کے ساتھ اس طرح لازم تھے جس طرح سایہ جسم کو لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ میثاق انبیاء میں اور اسی لیے آپ نے سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کی۔"[166]

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عبد البر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں:"حضور نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بعد جن صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو چھوڑا اُن میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور اس بات پر علماء کرام کی جماعت کا اجماع ہے اور اہل علم کے ایک بہت بڑے گروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔[167]

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ابو شکور سالمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اِمامُ المتکلمین علامہ ابو شکور سالمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:"اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ انبیاء و رسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ

---

[166] (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص۳۲۹)

[167] (التمھید لمافی الموطا من المعانی والمسانید، حدیث الرابع عشر، ج۸، ص۵۵۳)

تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔[168]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”نبیِّ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔[169]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام کمال الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”جان لو کہ دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت سیدنا عمر، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔ اور اس پر احادیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں جو مجموعی طور پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقدم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔[170]

---

[168] (تمہید ابو شکور سالمی، ص ۳۶۴)

[169] (احیاء العلوم، کتاب قواعد العقائد، الرکن الرابع، الاصل السابع، ج ۱، ص ۱۵۸)

[170] (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

حضرت امام قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام جہانوں پر ماسوائے انبیاء ومرسلین کے منتخب فرمایاہے اور ان میں سے چار کو میرے لیے چن لیا ہے وہ چار ابو بکر، عمر، عثمان، علی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے میرا بہترین ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔[171]“

افضلیت صدیق اکبر بزبان غوث اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی غوث الاعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ”عشرہ مبشرہ میں سے افضل ترین چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور ان چاروں کے لیے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خلافت ثابت ہے۔[172]“

---

[171](الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج۲، ص۵۴)

[172](الغنیۃ، العقائد والفرق الاسلامیۃ، ج۱، ص۱۵۷، ۱۵۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان حافظ ابن عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”حضور اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کو غلبہ دیا اور انہیں مرتدین پر غالب کیا اور مسلمانوں نے ان کو خلافت میں اسی طرح مقدم کیا ہے جس طرح کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو غار میں مقدم کیا پھر امام برحق حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کو رونق بخشے آپ کے قاتلین نے ظلم وتعدی سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کیا پھر حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد یہ ائمہ ہیں۔[173]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام شرف الدین نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔[174]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام محمد بن حسین بغوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: ”حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم انبیاء ومرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں، اور پھر ان چاروں میں افضلیت کی

---

[173] (تبیین کذب المفتری، باب ما وصف من مجانبتہ لاھل البدع، ص ۱۶۰)

[174] (شرح صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ج۸، الجزء:۱۵، ص ۱۴۸)

ترتیب خلافت کی ترتیب سے ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلے خلیفہ ہیں لہٰذا وہ سب سے افضل ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیدنا علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم افضل ہیں۔[175]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: اِنّ الْإِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ اَنّ تَرْتِيبَهُمْ فِيْ الْفَضْلِ كَتَرْتِيبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ یعنی اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ خلفاء راشدین میں فضیلت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے افضل ہیں کہ وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں اس کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم)۔[176]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم

---

[175] (شرح السنۃ للبغوی، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج۱، ص۱۸۲)

[176] (فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب لو کنت متخذا خلیلا، تحت الحدیث:۳۶۷۸، ج۷، ص۲۹)

ہیں۔" [177]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام عبد الوہاب شعرانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اُمت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔" [178]

افضلیت صدیق اکبر بزبان امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "یہ آیت مبارکہ (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ (الفاتحہ ۶) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امامت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ ان دونوں آیتوں کا معنی ہے کہ "اے اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا کہ جن پر تیرا انعام ہوا۔" اور دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا: اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ (النساء: ۶۹) یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور صدیق پر انعام فرمایا۔ اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ صدیقین کے امام اور ان کے سردار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں۔ تو اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وہ ہدایت طلب کریں جس پر حضرت

---

[177] (تاریخ الخلفاء، ص ۳۴)

[178] (الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص ۳۲۸)

سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور تمام صدیقین تھے، کیونکہ اگر وہ ظالم ہوتے تو ان کی اقتداء جائز ہی نہ ہوتی، لہٰذا ثابت ہوا کہ سورۃ الفاتحہ کی یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔[179]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آگے کیا تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے فرمایا: "ابو بکر کے سوا کوئی اور امامت کرے اللہ اور سب مومن انکار کرتے ہیں۔[180] "

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ قسطلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر بن عبد الملک قسطلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔[181]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان میر سید عبد الواحد بلگرامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

فرماتے ہیں: "اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

[179] (التفسیر الکبیر، الفاتحۃ:٦،٥، ج١، ص٢٢١)

[180] (شرح الفقہ الاکبر، ص٦٤)

[181] (ارشاد الساری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عثمان بن عفان، تحت الحدیث:٣٦٩٨، ج٨، ص٢١٥)

عَنْہ اُن کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے بعد سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[182]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "خلفاء اَربعہ کی افضلیت اُن کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔[183]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں۔[184]"

افضلیت صدیق اکبر بزبان علامہ عبد العزیز پرہاروی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "صوفیاء کرام کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ امت میں سیدنا ابو بکر صدیق پھر سیدنا عمر فاروق پھر سیدنا عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سب سے افضل

---

[182] (سبع سنابل، ص ۷)

[183] (تکمیل الایمان، ص ۱۰۴)

[184] (تفہیمات الٰھیہ، ج ۱، ص ۱۲۸)

ہیں۔"[185]

افضلیت صدیق اکبر بزبان پیر مہر علی شاہ گولڑوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: "آیت (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ-وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ) الآیۃ (پ ۲۶، الفتح: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: "مُحَمَّد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔" میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے خلیفۂ اول (حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مراد ہیں) اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار سے خلیفۂ ثانی (حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ سے خلیفۂ ثالث (حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اور تَرٰاھُمْ رُکَّعاً سُجَّداً۔۔۔ اِلَخ سے خلیفہ رابع (حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) کے صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، کفار پر شدت میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حلم وکرم میں حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور عبادت واخلاص میں حضرت سیدنا مولائے علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خصوصی شان رکھتے تھے۔[186]

---

[185] (النبراس شرح شرح العقائد، ص ۴۹۲)

[186] (مہر منیر، ص ۴۲۴، اللباب فی علوم الکتاب، الفتح: ۲۹، ج ۱۷، ص ۵۱۷)

افضلیت صدیق اکبر بزبان اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُالرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰی وَتَسْلِیْمَاتُہ عَلَیْھِمْ کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں، پھر اُن کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔“[187]

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الافاضل رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

صدر الافاضل حضرت مولانا **مفتی نعیم الدین** مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں:

اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں اُن کے بعد حضرت عمر اُن کے بعد حضرت عثمان اور اُن کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم[188]

---

[187] (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۴۷۸)

[188] (سوانح کربلا، ص۳۸)

افضلیت صدیق اکبر بزبان صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی **امجد علی** اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”بعد انبیاء ومرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی انس وجن وملک (فرشتوں) سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔[189]“

سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق کی افضلیت قطعی ہے

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ”(حضرت سیدنا صدیق و عمر کی افضلیت پر) جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب ہے۔[190] “

جہاں نہایتیں و غایتیں ختم وہاں مقام صدیق شروع

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ”میں کہتا ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقاء کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام

---

[189](بہار شریعت، ج۱، ص۲۴۱)

[190](مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص۸۱)

اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع واعلی ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں، لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہوگئیں، اس لیے کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ امام القوم سیدی محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کے لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے اور ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان کوئی نہیں۔[191] ''

مسئلہ افضلیت باب عقائد سے ہے

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ''بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف (ضعیف حدیثیں) سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح (خبر واحد صحیح حدیثیں) بھی نامسموع۔[192] ''

صدیق اولین ہیں خلافت کے تاجدار　　　بعد ان کے عمر و عثمان وحیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شان سر بلند　　　انبیاء کے بعد ان کا کوئی ہمسر نہیں

---

[191](فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۶۸۳)

[192](فتاوی رضویہ، ج۵، ص۵۸۱)

صدیق اکبر صوفیاء کی نظر میں، صوفی بننے کے لیے نقش صدیق کی اتباع

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ”اگر کوئی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے نقش قدم پر چلے کہ صفا صدیق کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل یہ ہے کہ دل اغیار سے منقطع ہو جائے اور اس کی فرع یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے اور یہ دونوں صفتیں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی ہیں تو جو اس طریقے والے ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ان کے امام ہیں۔“[193]

خوف وامید کی اعلی مثال

حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ”اگر آسمان سے کوئی یہ آواز بلند صدا دے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہو گا تو مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل سے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان سے یہ آواز آئے کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہو گا تو مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب اور عقاب کے سبب یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بھی میں ہی نہ ہوں۔“حضرت مطرف رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ”بخدا!

---

[193] (کشف المحجوب، ص ۳۲، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج۳، ص ۸۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف اور اس کی رحمت سے امید کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔‘‘[194]

صدیق اکبر جیسے بن جاؤ

حضرت سیدنا ابو العباس عطاء رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا: (کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ) (پ۳، اٰل عمران: ۷۹) ترجمۂ کنز الایمان: ’’اللہ والے ہو جاؤ۔‘‘ کہ اس فرمان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کن لوگوں جیسا ہونے کا حکم ارشاد فرمارہا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اس آیت میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ تم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے بن جاؤ، کیونکہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دنیا سے وصال ظاہری ہوا تو تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدت غم سے نڈھال تھے اور کچھ دیر کے لیے انہیں ایسا لگا جیسے اب دنیا سے اسلام کا نام ونشان ختم ہو جائے گا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی صدمہ نہ تھا۔ ایسے کٹھن وقت میں صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ایسے تھے جنہوں نے نہایت ہی صبر و تحمل اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پایا اور باہر آکر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مجمع سے یہ خطاب فرمایا کہ ’’اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرماگئے ہیں اور اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔‘‘[195]

---

[194] (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۳)

[195] (صحیح البخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۵۴، ج۳، ص ۱۵۸، عمدۃ القاری، ج ۲۶، ص ۳۶۷)

اس سے پتا چلا کہ ربانی یعنی اللہ والا وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے دل پر حوادثِ زمانہ کا کوئی اثر نہ ہو سکے یعنی اس کا دل اس کا اثر قبول نہ کرے خواہ پوری زمین اِدھر سے اُدھر ہی کیوں نہ ہو جائے۔[196]

صوفیاء کی بولی بولنے والے پہلے شخص

حضرت سیدنا ابو بکر واسطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ "اس اُمت کی پہلی شخصیت جس نے اشارے میں صوفیاء کی بولی سے کام لیا وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ چنانچہ صوفیاء کرام نے اسی بولی سے ایسے ایسے لطائف اخذ کیے جس سے بڑے بڑے عقل مند حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔"

صوفیاء کی پہلی بولی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بولی

حضرت شیخ ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر واسطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جو یہ فرمایا ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زبان پر سب سے پہلے صوفیاء کی بولی ظاہر ہوئی تو یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راہ خدا میں مال پیش کرنے کی ترغیب دلائی تو مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسب استطاعت اپنا اپنا مال بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا اور اس وقت حضرت سیدنا

---

[196] (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۴)

صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر حضور نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کر دیا تھا اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب پوچھا کہ :"اے صدیق! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟" اس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے صوفیاء کی وہ بولی بولتے ہوئے عرض کی:"یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! گھر والوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چھوڑ کر آیا ہوں۔"[197]

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے اس قول میں سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر فرمایا اور پھر ساتھ ہی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک لے دیا اور خدا کی قسم! عقیدۂ توحید رکھنے والوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انفرادیت بتانے کا اس سے بڑھ کر کوئی اور اشارہ ممکن ہی نہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی حیات طیبہ میں اور بھی ارشادات ملتے ہیں جن سے صوفیاء نے بہت لطیف مسائل نکالے ہیں۔ اہل تحقیق صوفیاء انہیں جانتے اور خوب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان صوفیاء کا ان اشارات سے تعلق بھی ہے اور انہوں نے ان کو اپنا بھی رکھا ہے۔[198]

حیات صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اشارات صوفیاء رحمہم اللہ تعالیٰ

انہی اشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دل لرز گئے اور انہیں آپ کے وصال اور دنیا سے پردہ

[197] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث:۳۶۹۵،ج۵،ص۳۸۰)

[198] (اللمع فی التصوف، ص۲۳۴)

فرمانے پر خدشہ محسوس ہوا کہ اسلام کہیں ختم ہی نہ ہو جائے تو اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا تھا: ”اگر تم لوگ اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوجا کرتے ہو تو سن لو کہ وہ وصال فرما گئے ہیں اور اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہو تو یقین رکھو کہ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی موت نہ آئے گی۔“ اس میں نہایت باریک اشارہ یہ تھا کہ آپ توحید الٰہی پر ثابت قدم تھے اور یہی نہیں بلکہ آپ نے تمام صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کا بھی اس عقیدۂ توحید پر یقین مضبوط فرمادیا۔

صوفیاء کی بولی، دوسری مثال

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے جو صوفیاء کی بولی بولی انہیں بولیوں میں سے ایک بولی یہ بھی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہ الٰہی میں التجاء کرتے ہوئے عرض کی کہ ”الٰہی! اگر آج یہ تیرے مٹھی بھر مخلص بندے شہید ہوگئے تو اس سرزمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ الٰہی! رحم فرما! کرم فرما! اور تو نے جس مدد کا وعدہ فرمایا تھا اسے پورا فرما۔“ تو اس وقت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ہی تھے جنہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی تھی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بارگاہ الٰہی میں جو التجاء کر چکے وہ کافی ہے، اب بس کیجئے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہیے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔“ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد کا جو وعدہ فرمایا تھا اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: (اِذۡ

یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا-سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ (الانفال:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: "جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔"[199]

اس آیت مبارکہ میں وعدۂ امداد الٰہی کی تصدیق تمام صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان میں سے صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ہی نے کی تھی، دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم اس وقت انتہائی پریشان ہو چکے تھے، وعدۂ امداد الٰہی کی اسی تصدیق قلبی سے آپ کے ایمان کی پختگی اور خصوصی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔[200]

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ہر حالت اور کیفیت کے اعتبار سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے کامل واکمل تھے پھر کیا وجہ ہے کہ غزوۂ بدر کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار وبے چین تھے اور بارگاہ رب العلمین میں گریہ وزاری فرمارہے تھے، جبکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بالکل

---

[199] (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الانفال، الحدیث:۳۰۹۲، ج۵، ص۵۵)

[200] (اللمع فی التصوف، ص۲۳۵)

مطمئن اور پر سکون تھے بلکہ خود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حوصلہ دیتے نظر آرہے تھے؟اس کا جواب یہ ہے کہ نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقابلے میں معرفت الٰہی کے علوم یقیناً زیادہ جانتے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔ جبکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے زیادہ علم والے اور قوی ایمان کے مالک تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وعدہ الٰہی پر حقیقی ایمان کی وجہ سے ثابت قدم تھے لیکن حضور نبیٔ اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا زیادہ علم رکھتے تھے کہ وہ رب عَزَّوَجَلَّ جبار وقہار ہے، وہ غنی یعنی بے پرواہ ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں، جب چاہے، جیسے چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے قرار تھے۔کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ علم تھا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کسی دوسرے صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نہ تھا۔یہی وجہ تھی کہ جب شدید آندھی آتی تو باوجود یکہ آندھیاں آتی ہی رہتی تھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا حالانکہ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کئی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہوتے تھے اور کسی کو کوئی پریشانی نہ ہوتی۔ پھر حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے خود یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ”جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں اس کا علم نہیں، اگر تم جان جاتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور تم بلند پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور وہاں

بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر روتے رہتے نیز تمہیں اپنے بستروں پر بھی کبھی چین نہ آتا۔"[201]

صدیق اکبر کے تین الہام

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے اور مخصوص بندوں کے دل میں بعض اوقات سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے اِسے الہام کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ وہ واحد صحابی تھے جو دوسرے صحابہ کے مقابلے میں الہام و فراست کی خصوصیت رکھتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے ساتھ تین ۳ موقعوں پر الہام و فراست کا ظہور ہوا۔

(1) مانعین زکوۃ کے خلاف جنگ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد بعض قبائل نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو دیگر صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے یہ رائے دی کہ زکوۃ روکنے والے مرتدوں سے ابھی جنگ نہ کی جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ان سے جنگ کرنے پر فوراً تیار ہو گئے اور مانعین زکوۃ کے بارے میں فرمایا کہ "اگر انہوں نے رسی کا ایک ٹکڑا بھی دینے سے انکار کیا جو وہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں بطور زکوۃ ادا کرتے تھے تو میں اُن سے تلوار کے ذریعے جہاد کروں گا۔" چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی رائے درست ثابت ہوئی اور صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم نے مخالفت میں مشورہ دینے کے باوجود آپ کی رائے کو

---

[201] (اللمع فی التصوف، ص ۲۳۶)

درست تسلیم کیا اور آپ کی رائے پر اکھٹے ہوگئے کیونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ آپ ہی کی رائے صحیح ہے۔[202]

(2) جیش اسامہ کی روانگی

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار کی سرکوبی کے لیے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل ایک لشکر حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سربراہی میں روانہ فرمایا تھا جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد راستے میں شش وپنج کا شکار ہوگیا تھا۔ جب تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لشکر کو واپس بلانے پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ "جس کام کا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پختہ ارادہ فرمالیا تھا میں اسے ہر گز تبدیل نہیں کروں گا۔[203]"

(3) قبل وصال بیٹی کی خوشخبری

آپ کی فراست کا تیسرا موقع وہ تھا جب بوقت وصال آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اے عائشہ! میرے انتقال کے بعد مال وراثت کو اپنے دو بھائیوں اور دونوں بہنوں سب میں برابر برابر تقسیم کردینا۔" حالانکہ

---

[202] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لاالہ الا اللہ۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۲، ج۱، ص۳۱، الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۴۷)

[203](تاریخ مدینۃ دمشق، ج۸، ص۶۲، الطبقات الکبری، الطبقۃ الثانیۃ من المهاجرین، ج۴، ص۵۰)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دو بھائیوں اور صرف ایک بہن کا پتہ تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں بنت خارجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی تھیں جو اس وقت حاملہ تھیں اوراس حمل کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ بچی ہو گی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے الہام اور فراست کامل کے مطابق ویسا ہی ہوا کہ بچی کی پیدائش ہوئی۔[204]

اسی لیے نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کاارشاد نور بار ہے کہ "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔[205]"

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ایسے اور بھی کمالات موجود ہیں جن کا تعلق اہل حقائق اور اہل دل سے ہے۔

صحابہ کے مابین امتیاز صدیق اکبر

☆...حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ مزنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ "حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں اس لحاظ سے امتیاز نہیں رکھتے تھے کہ وہ روزے کثرت سے رکھتے اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں بلکہ یہ تو ان کے دل میں ایک خاص راز تھا جس کی وجہ سے وہ امتیاز رکھتے تھے۔"

---

[204] (تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، فصل فی مرضہ الخ، ص ۶۳، شرح الزرقانی علی المؤطا، ج۴ ص ۶۱)

[205] (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجر، الحدیث: ۳۱۳۸، ج۵، ص ۸۸)

☆ ... کسی صوفی کا اس امتیاز میں یہ قول ملتا ہے کہ ”آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دل میں محبت خداوندی موجزن تھی اور خلوص دل رکھتے تھے۔“

☆... حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ جب نماز کا وقت داخل ہو جاتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لوگوں سے فرماتے: ”اے لوگو! وہ آگ بجھا دو جسے تم نے جلا رکھا ہے۔“ (یعنی نماز کا وقت ہوتے ہی جو کام جیسا ہے ویسا ہی چھوڑ دو)[206]

کھاتے ہی فوراً قے کر دی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شبہ والا کھانا کھالیا تھا جب علم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فوراً قے کر دی۔ پھر فرمایا: ”اگر یہ کھانا نکالنے میں میری جان بھی نکل جاتی تو میں اسے نکال کر ہی دم لیتا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میں نے سن رکھا ہے کہ جس پیٹ میں حرام کا کھانا چلا جائے تو اس سے آگ ہی بہتر رہے گی۔[207]“

---

[206] (اللمع فی التصوف، ص۲۳۸)

[207] (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاھلیۃ، الحدیث: ۳۸۴۲، ج۲، ص۵۷۱، منھاج العابدین، الفصل الخامس فی البطن وحفظہ، ص۸۸)

کاش میں ایک سبزہ ہوتا

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عذاب الٰہی اور یوم حساب کے ڈر سے فرمایا کرتے تھے: ”کاش میں سبزہ ہوتا اور چوپائے مجھے کھا جاتے بلکہ میں پیدا ہی نہ ہوتا تو بہتر تھا۔“[208]

صدیق اکبر اور تین آیتیں

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن کریم کی تین آیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا:

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ-وَ اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ-یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ-وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(۱۰۷)) (پ ۱۱،یونس:۱۰۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ”اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کو رد کرنے والا کوئی نہیں اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“

حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے مجھے پتہ چل گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا بھلا کرنا چاہے تو اس کے سوا اس بھلائی کو کوئی نہیں روک سکے گا، لیکن اگر اس کے حکم

---

[208] (جمع الجوامع، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۱۷۴، ج۱۱، ص۴۱، الطبقات الکبری، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج۳، ص۱۴۸)

میں میرے لیے تکلیف لکھی ہے تو اسے بھی اسی کے سوا کوئی نہیں ٹال سکے گا۔"

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ (البقرۃ ۱۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: "تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب میں نے یہ آیت پڑھ لی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی یاد کو ترک کر دیا اور اسی کا ذکر کرنے لگا۔"

تیسری آیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ھود:٦)

ترجمۂ کنزالایمان: "اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب سے میں نے یہ آیت پڑھ لی ہے تو خدا کی قسم! میں نے روزی کی فکر کرنا چھوڑ دی۔[209] "

---

[209](اللمع فی التصوف، ص۲۳۹)

دنیاداروں کی مذمت میں صدیق اکبر کے اشعار

کہا جاتاہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیاداروں کی مذمت میں چند اشعار فرمائے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

"اے دنیااور اس کی زیب وزینت اپنا کر ناز کرنے والے! سن لے کہ مٹی ہی مٹی کی شان ہے تو اس میں عظمت کیسی؟ کوئی شریف آدمی دیکھنا چاہو تو ایسے بادشاہ کی طرف دیکھا کرو جو مسکین نمالباس پہنا کرتاہے۔یہی وہ شخص ہو گا جو لوگوں پر مہربان ہو گا اور دین ودنیا میں یہی اصلاح کر سکے گا۔"[210]

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بہترین راہنما

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق آتاہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے توحید کا مفہوم سمجھانے کے لیے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان سب سے بہترین راہنما ہے کہ "ذات الٰہی کتنی ستھری ہے جس نے اپنی پہچان کا صرف ایک ہی بہتر طریقہ بتلادیاہے کہ اس کی پہچان سے عاجز ہو جاؤ۔"[211]

---

[210] (اللمع فی التصوف، ص۲۴۰)

[211] (اللمع فی التصوف، ص۲۴۰)

صدیق اکبر مرید صادق ہیں

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”دوسروں پر فضیلت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دلالت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نبیٔ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں مرید صادق کی طرح ہونا ہے جبکہ شیخ کی معیت میں اس کی فتوحات کامل ہو جائیں اور اسی وجہ سے آپ مستحق خلافت ہوئے۔ پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واصل بحق نہیں ہوئے حتی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر طرح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مشاہدہ ایک عبد مخلص کی صورت میں کیا جسے اللہ تعالیٰ کی معیت میں اگر کوئی حرکت یا سکون ہے تو صرف اسی کی اجازت سے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی بالفعل دلیل

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت کی بالفعل دلیل وہ ہے جو کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب مال طلب فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سارا مال لا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جبکہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اپنے گھر کا آدھا مال پیش کر دیا۔[212]

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کے مال میں ان کے لیے کوئی حد مقرر نہ فرمائی بلکہ دونوں پر یہ امر مخفی رکھا تاکہ ہر ایک عزم کے مطابق کام کرے۔ اگر سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ دونوں کے لیے کوئی حد مقرر فرمائی ہوتی تو یہ اس سے آگے نہ بڑھتے اور یوں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی فضیلت بھی سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پر ظاہر نہ ہوتی۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس امر کو مبہم رکھنے میں صرف یہی ارادہ فرمایا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی فضیلت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پر ظاہر کر کے بیان کر دی جائے۔

قول صدیق میں انتہائی ادب

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے اس قول میں کہ "گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں" انتہائی ادب ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالٰی کے ساتھ ملایا۔

اور اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پر ان کے مال سے کوئی چیز لوٹا دی تو آپ نے اسے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست کرم سے قبول کیا ہو تا کیونکہ آپ نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اہل خانہ کی کفایت

---

[212] (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۵، ص ۳۸۰)

کرتے چھوڑاہے۔ تو سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے مال میں فیصلہ نہیں کیا مگر اس کی حیثیت سے جسے مال کے مالک نے اپنا نائب بنایا ہو۔ پس اے بھائی! غور کر کہ مراتب امور کے متعلق سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عرفان کس قدر مضبوط ہے اور اسی وجہ سے آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر فضیلت پائی۔ حالانکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خیال تھا کہ آج وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سبقت لے جائیں گے تو جب یہ نصف مال لانے کا واقعہ رونما ہوا تو سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہنے لگے کہ آج کے بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر سبقت حاصل نہیں کر سکوں گا اور یہ مقام انہیں سونپ دیا۔ پھر رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ان کے مال میں سے کوئی چیز واپس نہ کی اور یہ اس لیے تاکہ محبت میں سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سچائی پر جو کہ آپ کے علم میں ہے حاضرین کو متنبہ فرمادیں۔ پس اگر آپ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ان کے مال میں سے کچھ واپس کر دیتے تو سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں یہ احتمال راہ پاسکتا تھا کہ آپ کے دل میں رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نرمی کا خیال آیا اور آپ نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اسے بدلہ کے طور پر اس لیے پیش کر دیا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ سارے کا سارا مال دینے میں ان کا نفس ہر طرح سے کھلا ہوا نہیں ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے ایسا واقعہ گزرا کہ وہ ایک دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں اپنا سارا مال لے آئے تو آپ نے اسے واپس کر دیا

اور اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے متعلق علم رکھتے کہ وہ اپنے لیے آپ کے ہوتے ہوئے کوئی ملکیت نہیں دیکھتے جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تھے تو اس پر آپ واپس نہ کرتے۔

استحقاق امامت کا عرفان

جان لے کہ ایک شخص کے لیے استحقاق امامت چند امور کے ساتھ پہچانا جاتا ہے ایک یہ کہ ایسی شخصیت ظاہر کر کے مقرر کرے جس کا قول قبول کرنا واجب ہو۔ جیسے نبی یا امام عادل۔ ایک یہ کہ مسلمان اس کی امامت پر اجماع کریں اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بالاجماع سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تھے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ جو کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے ظاہر کرنے پر امام ہوئے۔ پھر سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ، آپ حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی نص کے ساتھ۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اس جماعت کی نص کے ساتھ جن کے درمیان باہمی مشورہ سے امر متعین کیا گیا۔ بے شک آپ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور معتبر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم نے حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی مرتضی کی امامت پر اجماع کیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما۔ پس یہ چاروں خلفاء راشدین ہیں۔[213]

---

[213](الیواقیت والجواھر، المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثانی، ص۳۲۹ملخصا)

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت ‏ ‏ ‏ بنا فخر سلاسِل صدیق اکبر کا
بَیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا ‏ ‏ ‏ ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

آپ کا سلسلہ نسب

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ”حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ بن کعب ہے۔“ مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا سلسلہ سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد عثمان کی کنیت ابو قحافہ ہے، آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمُّ الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہے۔ ام الخیر سلمٰی کی والدہ (یعنی امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی نانی) کا نام دلاف ہے اور یہی امیمہ بنت عبید بن ناقد خزاعی ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا ابو قحافہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ) کا نام امینہ بنت عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عُویج بن عدی بن کعب ہے۔[214]

[214](المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵۱، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج ۴، ص ۱۴۴)

سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ کے ساتویں پشت میں ملنے کا شجرہ نسب ملاحظہ کیجئے:

نقشہ شجرۂ نسب

حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ
حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	ابو قحافہ عثمان (والد) ام الخیر سلمٰی (والدہ)
حضرت سیدنا عبد المطلب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	عامر صخر
حضرت سیدنا ہاشم رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	عمرو عامر
حضرت سیدنا عبد مناف رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	کعب
حضرت سیدنا قصی رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	سعد
حضرت سیدنا کلاب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	تیم
حضرت سیدنا مرۃ رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	
حضرت سیدنا کعب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	
حضرت سیدنا لوئی رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	
حضرت سیدنا غالب رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	
حضرت سیدنا فہر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	
حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ	

حضرت سیدنا مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہٗ حضرت سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ۵۸ ویں پشت میں تھے۔[215]

لم ینقل عن السلف المجتھدین و العلماء الصالحین جو از اللعن علی معاویۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و احزابہ لان غایۃ امرھم البغی و الخروج علی الامام وھو لا یوجب اللعن۔[216]

ترجمہ: اسلاف، مجتہدین اور علماء وصالحین میں سے کسی سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے گروہ پر لعنت کرنا منقول نہیں ہے کیونکہ (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے گروہ) نے امام وقت (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے صرف بغاوت وخروج کیا جس سے لعن لازم نہیں آتا۔

ذھب العمریۃ و الواصلیۃ من المعتزلۃ الی ان الفریقین فاسقان حتی قال واصل بن عطاء لو شھد الجمیع علی باقۃ بقل لم اقبل شھادتھم و ذھب الخوارج الی ان الفریقین کافران و ذھب الروافض الی ان من علیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فھو کافر و قال اھل السنۃ کان الحق مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ان من حاربہ مخطی فی الاجتھاد فھو معذور و ان کلا من الفریقین عادل صالح و لا یجوز الطعن فی احدمنھم للاحادیث المشھورۃ فی مدح الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و النھی عن و ھذا ھو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال۔[217]

---

[215] فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[216] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۵۰۔

[217] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۰۳۔

ترجمہ: عمریہ اور معتزلہ میں سے واصلیہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہ (یعنی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فاسق تھے (نعوذ باللہ) حتیٰ کہ واصل بن عطانے کہا کہ اگر سب لوگ ان (مذکورہ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاکدامنی کی گواہی دیں بھی تو میں کسی کی گواہی قبول نہیں کروں گا اور خوارج کہتے ہیں کہ یہ دونوں فریق (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کافر ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور روافض کہتے ہیں کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ کافر ہے اور اہل سنت نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور جنہوں نے ان سے جھگڑا کیا وہ اجتہادی طور پر غلطی پر تھے۔ پس وہ معذور (تصور) ہوتے ہیں اور بے شک دونوں فریق عادل وصالح تھے۔ اوران دونوں میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرنا جائز نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح وتوصیف اوران کو گالی نہ دینے کے معاملہ میں احادیث مشہورہ موجود ہیں اور یہی بات حق وسچ ہے تو حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

قال مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ من شتم احدامن اصحاب رسول اللہ ﷺ ابابکر اوعمر اوعثمان اومعاویۃ اوعمرو بن العاص فان قال کانوا علی کفر وضلال قتل وان شتمھم بغیر ھذا من مشاتمۃ الناس فنکل نکالاً شدیداً۔ انتھیٰ۔[218]

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت معاویہ یا حضرت

---

[218] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۵۱۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دے (یا) اگر کہے کہ یہ لوگ کفر و گمراہی پر تھے تو اس شخص کو قتل کر دیا جائے اور اگر ان الفاظ کے علاوہ عام لوگوں کی گالیوں کی طرح گالی دے تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے۔

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشھد ولا یستشھد الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامراۃ فان الشیطان ثالثھم ومن سرقۃ حسنۃ وساوت سئۃ فھو مؤمن۔[219]

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی عزت واحترام کرو کیونکہ وہ تم لوگوں میں سے بہترین لوگ ہیں۔ پھر ان لوگوں کی تعظیم کرو جو ان کے بعد ہوں گے۔(یعنی تابعین کرام رضی اللہ تعالی عنہم) پھر کذب ظاہر ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص قسم کھائے گا حالانکہ اسے قسم کھانے کا نہیں کہا گیا ہو گا۔ اور ایک شخص گواہی دے گا حالانکہ اسے گواہی دینے کا نہیں کہا گیا ہو گا۔ اور آگاہ رہو کہ جو شخص جنت میں جانا چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہے۔ کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور کوئی مرد، عورتوں کے ساتھ اکٹھا نہ ہو کیونکہ (اگر ایسا کرے گا تو) ان میں شیطان تیسرا ہو گا۔(یعنی گمراہ کرے گا) اور جس نے بھلائی کی چوری کی

---

[219] رواہ النسائی۔ شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۵۵۱۔

اوراس سے غلطی بھی سرزد ہوگئی تو وہ مؤمن ہے۔(یعنی گناہ کرنے سے وہ کافر نہیں ہوگا بلکہ مؤمن ہی کہلائے گا)۔

وقدحدث فی شر القررون فقة زائغة یسبون الائمة ویذمون التقلیدویدعون الناس الی ترکه مع ان جل مطاعنهم وکل دلائلهم مبنیة علی التقلیدلمن سبقهم لأنهم یقولون: خالف أبو حنیفة فی المسألة الفلانیةالحدیث الصحیح۔فان قلت۔کیف عرفت أنه حدیث صحیح ؟ویقولون:صححه الحافظ فی "الفتح" وصححه فلان وفلان۔ولا یعرفون أنه لمالم یجز لهم تقلیدأبی حنیفة کیف جاز لهم تقلیدمثل ابن حجر؟ولما حرمتم التقلیدفکیف وجب علی أبی حنیفة تقلیدابن حجر وأمثاله فی تصحیح مایصححون وتضعیف مایضعفون؟[220]

ترجمہ: تحقیق زمانے(کے گزرنے کی وجہ سے)پیدا ہونے والے شر میں ایک فرقہ زائغہ پیدا ہوا(جس کے ماننے والے)اماماں دین کو گالیاں دیتے ہیں اور تقلید کو برا جانتے ہیں اورلوگوں کو بھی ترک تقلید کی دعوت دیتے ہیں باوجودیکہ ان کے طعنے واضح وآشکار ہیں اور جو شخص ان کی طرف میلان رکھے اس کیلئے ان کے دلائل تقلید پر مبنی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلاں فلاں مسئلے میں صحیح حدیث کے خلاف کیا اگر ان سے کہا جائے کہ آپ نے صحیح حدیث کو کیسے پہچانا؟تو کہتے ہیں کہ اس (حدیث)کو حافظ (ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ) نے "کتاب الفتح"میں صحیح شمار کیا ہے اور فلاں فلاں نے بھی اس کو صحیح کہا ہے(اس لئے ہمیں اس کے صحیح ہونے کا علم ہوا)انہیں خبر نہیں کہ جب ان کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

---

[220] مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ج ۲۱ ص ۷۔

تقلید کرنا جائز ہی نہیں تو ان کیلئے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ (اوران کی طرح کے دوسرے فقہاء) کی تقلید کرنی کیسے جائز ہوئی؟اورجب وہ تقلید کو حرام کہتے ہیں توجن احادیث کو وہ صحیح قرار دے رہے ہیں ان کی صحت میں اور جن کو یہ ضعیف قرار دے رہے ہیں ان کو ضعیف کہنے میں (حضرت امام اعظم)ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کرنا کیسے واجب ہو گا؟

فرقہ حشویہ کہتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم نہیں ہیں (نعوذباللہ من شرورھم)

وقال الامام الشیخ ابو منصور الماتریدی الانبیاء احق بالعصمۃ من الملائکۃ لان الامم مامورون بالاتباع للانبیاء لا الملائکۃ واختار القاضی عیاض عصمتھم بعد الوحی عن کل صغیرۃ وکبیرۃ ونسبہ الی طائفۃ من المحققین وقال قداختلف فی عصمتھم قبل النبوۃ والصحیح ان شاءاللہ تعالیٰ تنزیھم من کل عیب انتہیٰ۔[221]

ترجمہ:حضرت امام شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ انبیاء علیہم السلام عصمت میں ملائکہ سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ امت کو انبیاء علیہم السلام کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ملائکہ کی تابعداری کا۔قاضی عیاض نے انبیاء علیہم السلام کا وحی آنے کے بعد سارے صغیرہ وکبیرہ سے عصمت اختیار کیا ہے اوراس بات کو محققین کے ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے قبل ان کی عصمت کے بارے میں

[221] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۵۴۔

محققین کے اس گروہ نے اختلاف کیا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ (انبیاء علیہم السلام) تمام عیوب سے پاک ہیں۔

فرقہ ناجیہ اہل وسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفاءراشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی خلافت کی وہ ترتیب جو متن میں بیان ہوئی ہے وہی حق ہے اوراس امت کے بہترین انسان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کہ

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموات وخیر اھل الارضین الاالنبیین والمرسلین۔[222]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انبیاءاور مرسلین علیہم السلام کے علاوہ سب پہلوں اور پچھلوں سے بہتر وممتاز ہیں اور (نہ صرف یہ بلکہ) زمین وآسمان والوں سے بھی۔

علامات السنۃ والجماعۃ تفضیل الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنھما ومحبۃ الختنین عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنھما والختن بفتحتین زوج البنت ودلیل توقفھم الاکتفا بذکر المحبۃ فیھما من غیر تعرض للتفضیل کما فی الشیخین وحسبک دلیلا علی الاھتمام بمسئلۃ الافضلیۃ انھا من علامات السنۃ والانصاف اصلہ جعل الشئی نصفین ثم اطلق علی الصلح بین الخصوم بقسمۃ المتاع فیہ بینھما نصفین ثم اطلق علی العدل بین

---

[222] رواہ الحاکم، ابن عدی، الخطیب، شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۸۴۔

الخصمين انه ان اريد بالافضلية كثرة الثواب اى كثرة الجزاء على اعمال الخير من الدرجات الرفيعة فى الجنان وكثرة التقرب الى الرحمن فللتوقف جهة لان كثرة الثواب لاتعرف بالعقل ولذا توقف الامام مالك قيل له اى الناس افضل بعد نبيهم فقال ابو بكر وعمر رضى الله تعالىٰ عنهما بلا شك فقيل له وعثمان وعلى رضى الله تعالىٰ عنهما قال ما ادركت احدا اقتدى به بفضيل احدهما على الآخر وكذا توقف امام الحرمين وابو عباس القلانسى۔[223]

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کی نشانیاں یہ ہیں کہ فضیلت شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور محبت ختنین حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ختن کا لفظ زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جس کے معنی ہیں بیٹی کا شوہر (یعنی داماد)۔ اور ان دونوں کی محبت پر بغیر تعرض کے فضیلت کیلئے دلیل توقف سے اکتفا کیا ہے جس طرح شیخین اور یہ دلیل کافی ہے کہ اس مسئلہ اور ان دونوں کی فضیلت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر علامات اہل سنت کا اہتمام ہو جائے اور انصاف کی اصل (یعنی انصاف کی تعریف) یہ ہے کہ کسی چیز کو نصف نصف (دو حصوں میں) تقسیم کرنا (انصاف کہلاتا ہے) پھر ان دونوں کے جھگڑے کے درمیان صلح پر نصف نصف متاع تقسیم کرنے پر اطلاق کیا پھر ان دونوں کے جھگڑے کے درمیان عدل کا اطلاق ہوا بے شک افضلیت کے ارادہ کا زیادہ ثواب ہے یعنی جنت میں درجات عالیہ سے اعمالِ خیر میں زیادہ اجر ہے اور رحمن کے زیادہ قریب ہوناہے۔ پس توقف اس وجہ سے ہے کہ زیادہ ثواب کا اندازہ عقل سے نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف کیا کسی نے حضرت امام مالک رضی

---

[223] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۹۰۔

اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لوگوں میں کون افضل ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بغیر شک وشبہ کے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے علم میں نہیں کہ ان دونوں میں سے کون ایک دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے اوران میں سے پہلے کس کی اقتداء کروں اوراسی طرح امام حرمین اورابوعباس قلانسی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہماقال کنانقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امتہ بعدہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیبلغ ذلک رسول اللہ ﷺ فلاینکرہ رواہ الترمذی وثانیھمانصوص السلف فعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خیر الناس فی ھذہ الامۃ بعدابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم انا رواہ الحافظ ابو سعید السمان کمافی فضل الخطاب بل حکی ابو منصور البغدادی الاجماع علی ان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل۔[224]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ تھے اور ہم کہتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پس ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے (ہماری) اس

---

[224] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۹۱۔

بات سے انکار نہیں فرمایا۔(رواہ الترمذی)اوراس بارے میں دوسری دلیل نصوص سلف ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتےہیں اس امت کے بہترین لوگوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)(رواہ حافظ ابوسعید سمان) جس طرح فضیلتِ خطاب میں بلکہ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکایت کیا اس پر اجماع ہے کہ بے شک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔

عن عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالی عنھماقال اجمع المھاجرون والانصارعلی ان خیرھذہ الامۃ ابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمررضی اللہ تعالیٰ عنہ وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ خشیمۃ بن سعدوقال الامام النووی فی شرح مسلم الصحیح المشھورتقدیم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتھیٰ۔[225]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین وانصار اس بات پر متفق ہوگئے کہ اس امت میں بہترین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔(رواہ خشیمہ بن سعد)اور حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں فرمایاہے کہ صحیح اور مشہور بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقدم ہونا ہے۔

---

[225] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۹۲۔

اختلف الروايات فيه على اقوال فاحدها: انه بايعه في الاول فعن ابی سعيد الخدری قال في حديث السقيفة صعد ابو بكر المنبر فنظر في وجوه القوم فلم ير عليا فدعاه فجاء فقال يا ابن عم رسول الله ﷺ اردت ان نفرق المسلمين فقال لاتثريب ياخليفة رسول الله ﷺ فبايعه رواه الحاكم والبيهقي وصححه ابن حبان وانماتوقف ساعة لاشتغاله بغسل النبی ﷺ ثانيهما: انه بائع بعدستة اشهر بعدموت فاطمة الزهراء رضی الله تعالىٰ عنها وهذا في صحيح البخاری ومسلم وثالثهما: وهو الصحيح الجامع بين القولين انه بايعه في اول الامر ثم تأخر عن صحبة حتى اعاد البيعة بعدستة اشهر۔[226]

ترجمہ: ان اقوال کے بارے میں مختلف روایات ہیں پس ان میں سے اول: بے شک آپ نے پہلے بیعت کی پس حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حدیث سقیفہ میں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے اور اپنی قوم کے چہروں کی طرف دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طلب کیا جب وہ آگئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد کیا آپ کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں میں جدائی پیدا کریں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ، تثریب (سرزنش، ملامت، طعنہ، لپٹنا) نہیں پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت کی رواہ حاکم و بیہقی

---

[226] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۴۹۴۔

اورابن حبان نے صحیح فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے میں مصروف ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر توقف کیا۔ دوم: بتحقیق آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے چھ ماہ بعد بیعت کی اور یہ صحیح البخاری اور مسلم میں ہے۔ سوم: اور یہ بات دو اقوال کے درمیان صحیح اور جامع ہے کہ بے شک (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلافت کی ابتداء میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی تھی پھر صحبت اختیار کرنے میں تاخیر ہو گئی حتی کہ چھ ماہ بعد بیعت کا اعادہ کیا۔

فصل نمبر ۷:

نقر بان العبد مع اعماله واقراره ومعرفته مخلوق فلما کان الفاعل مخلوقا اولی ان یکون فعله ایضاً مخلوقا ولم یکن لهم طاقة لانهم ضعفاء عاجزون واللہ تعالیٰ خالقهم ورازقهم لقوله تعالیٰ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ (الروم ۴۰) ۔ والکسب بالعمل حلال وجمع المال من الحرام حرام الخلق علی ثلثة اصناف المؤمن المخلص فی ایمانه والکافر المجاهر فی کفره والمنافق المداهن فی نفاقه واللہ تعالیٰ فرض علی المؤمن العمل وعلی الکافر الایمان وعلی المنافق الاخلاص لقوله تعالیٰ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ (البقرة ۲۱) معناه یاایها المؤمنون اطیعوا وایها الکافرون امنوا وایها المنافقون اخلصوا۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال اور اقرار اور معرفت کے ساتھ مخلوق ہے پس جب فاعل (بندہ) مخلوق ہو تو اس (بندے) کا فعل بھی بطریق اولیٰ مخلوق ہو گا اور یہ بندے (کسی چیز کو خلق کرنے کی) طاقت نہیں رکھتے کیونکہ مخلوق کمزور اور عاجز ہے (اس لئے کسی چیز کو خلق

کرنے کی طاقت نہیں رکھتے)اوراللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرنے والا اوررزق دینے والا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جِلائے گا "اور کسب کرنا(کسی بھی فن یعنی مزدوری، نجاری، تجارت اوردرزی گری وغیرہ کے ذریعہ سے رزق کمانا)حلال ہےاور حرام طریقےکے ذریعہ سے مال جمع کرناحرام ہے(جیسے چوری،رشوت،سود اورزناوغیرہ کے ذریعہ سے)۔

مخلوق(انسان،ملائکہ اورجنات)کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم کے وہ لوگ ہیں جوایمان رکھتےہیں اورایمان میں مخلص ہیں (ان میں نفاق نہیں ہوتا)۔

(دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں)جوکافرہوں اوراپنے کفرکوظاہر کرنے والے ہوں (یعنی علی الاعلان کہتے ہوں کہ ہم دہری،ہندو،یہودی یانصرانی ہیں)۔

(تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں)جومنافق ہوں(باطن اوردل میں کافرہوں اورظاہری طورپرمسلمان ہوں)۔اوراللہ تعالیٰ نے مؤمن پرصرف عمل (نمازاورروزہ وغیرہ)فرض کیاہےاورکافرپرایمان لانا(فرض کیاہے)اورمنافق پراخلاص (فرض کیاہے)۔اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ "اے لوگواپنےرب کوپوجو"اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی یہ ہیں کہ اے ایمان والو(اللہ تعالیٰ کی)اطاعت کرو(نمازوروزہ وغیرہ اداکرواورزنا،قتل،شراب اورچوری وغیرہ سے پرہیز کرو)۔ اور اے کفارایمان لاؤ۔اوراے منافقین ایمان میں اخلاص لاؤاور نفاق کو چھوڑدو۔

تشریح

قدریہ اور ملاحدہ کا ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتاہے کہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں جب ہم کوئی کام کاج کرتے ہیں تو اس کے ذریعہ سے ہم رزق حاصل کرلیتے ہیں اوراسی طرح ہم نیکی اور بدی دونوں پر بھی قادر ہیں۔

اور بعض گروہ کہتے ہیں کہ کام کاج سے تومال ہی جمع ہوتاہے چاہے وہ کام حرام ہو یا حلال ،جبکہ اہل سنت والجماعت کاعقیدہ یہ ہے کہ حلال اور حرام میں فرق کرنالازمی اور ضروری ہے پھر حرام سے بچنااور حلال کو کرناضروی ہے۔

مرجیہ کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہتاہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو پہچاناضروری ہے باقی کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔

اور فرقہ سائبہ جو کہ مرجیہ فرقے کی ہی ایک شاخ ہے،کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ایمان کا جزونہیں ہے اور ہم (اہل سنت والجماعت)کاعقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کے تمام اوامر کو ظاہراًوباطناًاوردل وزبان سے تسلیم کرتے اورنواہی سے اجتناب کرتے ہیں اس لئے کہ شریعت پر عمل کرنااورنواہی سے بچنامسلمان پر فرض ہے۔

فصل نمبر ۸

نقربان الاستطاعة مع الفعل لاقبل الفعل ولابعدالفعل لانه لوكان قبل الفعل لكان العبدمستغنياعن الله تعالىٰ وقت الفعل وهذاخلاف النص لقوله تعالىٰ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ(محمد۳۸)ولوكان بعدالفعل لكان من المحال حصول الفعل بلااستطاعة۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ (کسی کام کو کرنے کی) طاقت، اس کام کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ طاقت) نہ تو اس فعل سے پہلے ہوتی ہے اور نہ ہی بعد میں ۔ کیونکہ اگر فعل سے پہلے طاقت ہوتی تو بندہ اس فعل کے وقت اللہ تعالیٰ سے غنی (لاپرواہ) ہوتا (یعنی جب بندے میں پہلے سے طاقت موجود ہوتی تو وہ فعل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج نہ ہوتا) جبکہ یہ بات آیت کریمہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" اور اللّٰہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج" اور اگر وہ طاقت (یا کام کرنے کی قدرت) فعل کے بعد پیدا ہو تو یہ بات ناممکن ہے کیونکہ طاقت وقدرت کے بغیر کسی کام کو سرانجام دینا محال ہے۔

تشریح

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تو اوپر متن ہی میں بیان ہو گیا ہے جس میں مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم ہم اس موضوع پر دوسرے فرقوں کے عقائد درج ذیل ہیں ۔ معتزلہ کے گروہ کا عقیدہ ہے کہ قدرت فعل سے پہلے ہوتی ہے جبکہ یہ عقیدہ بالکل باطل ہے۔

مضطریہ جو کہ جبریہ گروہ کی ایک شاخ ہے وہ کہتے ہیں کہ

قالوا: لا فعل للآدمي، بل الله يفعل الكل۔[227]

ترجمہ: انسان کے پاس تمام افعال کی طاقت اللہ کی طاقت کے برابر نہیں ہے (بلکہ بعض افعال کی طاقت انسان کو دی گئی ہے)۔

اسی طرح جبریہ فرقے کا گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے۔

والافعالية - قالوا: لنا أفعال ولكن لا استطاعة لنا فيها، وإنما نحن كالبهائم نقاد بالحبل۔[228]

ترجمہ: افعال واعمال تو ہم سے ہی ادا ہوتے ہیں لیکن ان کو کرنے کی طاقت ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ ہم (طاقت واستطاعت میں) چوپائیوں کی طرح ہیں جو نکیل کے ساتھ باندھے ہوئے ہوتے ہیں (یعنی جیسے چوپائے بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے کسی فعل کی طاقت نہیں رکھتے ایسے ہی انسان بھی بے بس ہے)۔

جبریہ فرقے کا ایک گروہ جس کا نام مُنبہ ہے ان کا اور مجوسی فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ

ذهب المجوس الى ان للعالم فاعلين احدهما الله تعالىٰ وهو فاعل الخير و خالق الحيوان النافع والثاني الشيطان وهو فاعل الشر و خالق الحيوان ضار۔[229]

---

[227] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج۴ ص۴۸۔

[228] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج۴ ص۴۸۔

[229] شرح العقائد النسفیۃ ج۹ ص۶۱ طبع مکتبۃ العلم کانسی روڈ کوئٹہ۔

ترجمہ: مجوسی کہتے ہیں کہ جہان کے دوفاعل ہیں (یعنی دوخدا) ان میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ ہے جو خیر و بھلائی کا بھی فاعل ہے اور نفع دینے والے حیوانات کا بھی خالق ہے جبکہ دوسرا فاعل شیطان ہے جو شر (اور گناہوں کے کاموں) کا فاعل بھی ہے اور نقصان دینے والے حیوانات کا بھی خالق ہے۔

علامہ محمد عبدالعزیز الفرہاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ۔

فانھم یعتقدون آلھین یزدان خالق الخیر و اھرمن خالق الشر۔[230]

ترجمہ: یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معبود دو ہیں ایک یزدان، جو خیر و بھلائی کا خالق ہے اور دوسرا اَہرمن جو کہ شر کا پیدا کرنے والا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ بندہ اور اس کے افعال واعمال کا خالق حقیقی اور موثر حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے البتہ بندہ اپنے افعال کا کاسب ہے اسی لئے ثواب وعقاب کا حق دار ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ (الصفت ۹۶)

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

---

[230] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲۶۵۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ۔(الانعام ۱۰۲)

یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰـہَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۚ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (النحل ۵۱)

اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے۔

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ خالق حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ بابرکات ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ماوراء النہر کے مشائخ نے مجوسیوں اور معتزلہ کا ان الفاظ سے موازنہ کیا ہے۔

ان مشائخ ماوراءالنہر قد بالغوا فی تضلیلھم فی ھذہ المسئلۃ حتی قالوا ان المجوس اسعدای احسن حالا منھم حیث لم یثبتوا الا شریکا واحدا وھو اھرمن والمعتزلۃ اثبتوا اشرکاء لا تحصیٰ۔[231]

ترجمہ: بتحقیق ماوراءالنہر کے مشائخ نے (معتزلہ) کی گمراہی میں بہت مبالغہ (یعنی تاکید) فرمائی ہے حتیٰ کہ مجوسیوں کے بارے میں فرمایا کہ معتزلہ سے ان مجوسیوں کا حال بہت اچھا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف ایک ہی شریک کیا ہے جو کہ ''اَہرمن'' ہے جبکہ معتزلہ اللہ تعالیٰ

---

[231] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲۶۵۔

کے ساتھ بے شمار شرکاء ثابت کرتے ہیں (یعنی انسانوں کو، کیونکہ معتزلہ انسان کو اپنے افعال کا خالق مان کر اسے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت میں شریک ٹھہرا دیتے ہیں)۔

لیکن معتزلہ بندے کو خالق بالذات نہیں کہتے بلکہ حادث جانتے ہیں تاہم جمہور متکلمین نے ان کے اس قول سے ان کو مشرک قرار دیا ہے۔

فصل نمبر ۹

نقربان المسح علی الخفین جائز للمقیم یوما ولیلة وللمسافر ثلثة ایام ولیالیها لان الحدیث وردهکذا ومن انکرفانه یخشی علیه الکفر لانه ثبت بالخبر المتواتر والقصر والافطار رخصة فی السفر بنص الکتاب لقوله تعالیٰ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة وفی الافطار قوله تعالیٰ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرة ۱۸۴)

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں جائز کیونکہ حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے تو جو شخص (موزوں پر مسح) سے منکر ہو (جیسے روافض) تو بتحقیق اس طرح کے شخص پر کفر کا ڈر ہے کیونکہ (موزوں پر مسح) کرنا حدیثِ متواترہ سے ثابت ہے اور قصر کرنا (چار رکعت والی نماز کو دو رکعت کرکے ادا کرنا) اور سفر میں روزہ نہ رکھنے میں رخصت ہے اور یہ رخصت صریح الفاظ میں قرآن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں"

تشریح

روافض موزوں پر مسح کرنے سے انکار کرتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ننگے پاؤں پر ہی مسح کرتے ہیں۔موزوں پر مسح کے بارے میں روافض کے گروہوں میں بھی اختلاف ہے۔

اور بعض گروہوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رخصت کے دنوں میں یا بیماری اور سفر میں روزہ رکھنا گناہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یخشی علیه الکفر کے الفاظ فرمائے ہیں اوراس طرح قطعی حکم نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہے اس کی وجہ جاننے سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ حدیثِ متواترہ کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم کی متواتر حدیث لفظاً اور معناً ہوتی ہے جس کا منکر یقینی کافر ہے۔اور دوسری قسم کی متواتر حدیث ازروئے معناً ہوتی ہے نہ کہ لفظاً۔یعنی احادیث وارده کے الفاظ مختلف ہوں مگر اس کے معنی کسی چیز کی جانب راجع ہوتے ہوں تو اس طرح کی حدیثِ متواترہ کے منکر پر کفر کا ڈر ہے اور موزوں پر مسح کرنے والی حدیث دوسری قسم سے ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سفر میں چار رکعت فرض کو پورا ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَمَن يَّتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق ۱)

اور جو اللہ کی حدّوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں سفر کی مسافت بوجھ لادے ہوئے اونٹ کی چال سے تین دن کی ہے اور آرام کرنے کا دورانیہ اس میں سے خارج ہے چنانچہ یہ مسافت تخمیناً تین فرسخ بنتی ہے جس کی مقدار ۴۸ میل یا ۷۷ کلو میٹر ہے۔

گاڑی یا جہاز کی مسافت میں تین دنوں کی شرط نہیں ہے بلکہ اگر تیز رفتار گاڑی یا جہاز نے یہ مسافت ایک دن یا اس سے کم میں طے کر لی تو بھی یہ شخص مسافر ہی شمار ہو گا۔

فصل نمبر ۱۰

نقربان اللہ تعالیٰ امر القلم بان یکتب فقال القلم ماذا اکتب یاربی فقال اللہ تعالیٰ ماھو کائن الی یوم القیمۃ لقولہ تعالیٰ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿القمر ۵۳﴾

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو اس بات کا امر فرمایا کہ لکھو تو قلم نے عرض کیا "اے میرے رب میں کیا لکھوں" تو اللہ تعالیٰ نے (قلم کو) فرمایا کہ قیامت کے دن تک ہونے والی ہر چیز کی (تقدیر) لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ " اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔"

تشریح

حضرت فارابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"لاتظنن ان القلم آلۃ جمادیۃ" آپ یہ گمان نہ کریں کہ قلم بے چیزوں میں سے ایک آلہ ہے جیسے کہ ہمارے ہاں قلم کی جنس موجود ہے بلکہ وہ قلم جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے وہ فرشتوں میں سے ایک نورانی فرشتہ ہے جو کہ فہم وادراک اور سوال وجواب کے قابل ہے۔

اہل و سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو لوح محفوظ میں ان باتوں کے لکھنے کا حکماً امر نہیں فرمایا بلکہ قلم کو لوح محفوظ میں ان سب چیزوں کے اوصاف لکھنے کا امر فرمایا جیسے خوبی اور برائی، طول و عرض، چھوٹا پن اور بڑا پن (مثلاً ٹیلہ چھوٹا اور پہاڑ بڑا ہے) کمی اور کثرت (مثلاً علماء کم اور عوام زیادہ ہیں) ہلکا پن اور بھاری پن (مثلاً قلم ہلکا ہے اور کتاب بھاری ہے) گرمی اور ٹھنڈک (مثلاً آگ گرم ہے اور برف ٹھنڈی ہے) عبادت اور نافرمانی (مثلاً لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے، اختیار اور اپنے کسب سے حضور نبی کریم ﷺ پر بغیر کسی سوچ کے ایمان لائیں گے اور اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تبلیغات کریں گے اور اسی طرح لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ ابو جہل لعین اپنے ارادے، اختیار اور اپنے کسب سے اسلام منکر ہو گا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بہت نصیحتوں اور اپنے اختیار کے باوجود کفر سے ایمان لائے گا) ارادہ اور قدرت (مثلاً کسی کام کیلئے ارادہ کرنا جیسے نماز یا کسی کام پر قادر ہونا جیسے تندرست انسان نماز ادا کرنے پر قادر ہوتا ہے) اور کسب یا دوسرے غیر مذکورہ اوصاف جیسے (سفید، سیاہ، اور سرخ

وغیرہ) احوال (مثلاً زید تندرست ہے یا غنی ہے اور عمر بیمار یا مسکین ہے) اور اخلاق (مثلاً زید بہت اخلاق والا، سخی اور حلیم ہے اور عمر بہت بد مزاج، بخیل اور غضبناک ہے)۔

لوح محفوظ میں کسی کام کے واقع ہونے پر مطلق حکم نہیں دیا گیا (کہ زید حتماً کافر ہو جائے گا اور عمر حتماً مسلمان ہو گا۔ بغیر وصف اور سبب کے)(کہ زید اور عمر کو ارادے اور کسب میں اختیار حاصل ہے)

اور اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اس طرح بھی نہیں لکھا کہ زید مؤمن ہو گا اور عمر کافر ہو گا کیونکہ اگر ایسا لکھا گیا ہوتا تو ایمان لانے پر مجبور ہوتا اور عمر کافر ہونے پر مجبور ہوتا اس لئے کہ جس چیز کے ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہو وہ حتماً واقع ہوتی ہے علاوہ ازیں جس چیز کا اللہ تعالیٰ حکم دے تو اس کے حکم کارد کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اس طرح لکھا ہے کہ زید اپنے اختیار اور قدرت سے ایمان لائے گا اور ایمان کا ارادہ کرے گا اور کفر کا ارادہ نہیں کرے گا اور لوح محفوظ میں اس طرح لکھا ہے کہ عمر اپنے اختیار اور قدرت سے کفر کا راستہ اختیار کرے گا اور یہ کفر کا ارادہ کرے گا اور ایمان لانے کا ارادہ نہیں کرے گا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان سب باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے افعال میں جبر نہیں ہے اور دوسرا مقصد جبریہ فرقے کے عقائد کو باطل ثابت کرنا ہے کیونکہ جبریہ فرقے کا عقیدہ ہے کہ

کمازعمت الجبریة انه لافعل للعبداصلاوان حرکاته بمنزلة حرکات الجمادات لاقدرةعلیهاولاقصداوالاختیار وهذاباطل لانانفرق بالضرورة بین حرکة البطش وحرکة الارتعاش ونعلم ان الاولیٰ باختیاره دون الثانی۔[232]

ترجمہ: جیسا کہ جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کا کوئی (اختیاری) فعل ہے ہی نہیں اوراس کی حرکات، جمادات کی حرکات کی طرح ہیں۔ان پر اسے نہ قدرت ہے نہ قصد ہے نہ اختیار۔جبکہ یہ بات غلط ہے اس لئے کہ ہم بدیہی (واضح)طور پر حرکتِ بطش (حملہ اور گرفت) اور حرکتِ رعشہ کے درمیان فرق کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیاری ہے اور دوسری نہیں۔

جبریہ کا گروہ قطعاً کافر ہے اوراس کی چند وجوہات ہیں:

ا۔ جبریہ کا گروہ ان آیات سے انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

جَزَآءًۢبِمَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ﴿الواقعة ٢٤﴾

صلہ ان کے اعمال کا۔

[232] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۱۲۵۔

فَمَن شَآءَ فَلۡيُؤۡمِن وَّمَن شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ۔(الکھف ۲۹)

توجوچاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

جبریہ کا گروہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بھیجے جانے سے بھی انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات کی طرف انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو نہیں بھیجا۔

۲۔جبریہ کے گروہ کے مطابق جب مخلوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر یا اسلام لانے پر مجبور ہے توپھر اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی طرف انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بھیجنا بے فائدہ ہوا۔

۳۔جبریہ کے مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کیلئے کتابوں کا نازل کرنا بھی لغو ہے کیونکہ جب کتابوں میں درج اوامر ونواہی کا ان کو اختیار ہی نہیں ہے توپھر اس کا فائدہ کیا؟

۴۔جبریہ کے مذہب کے مطابق ثواب وعقاب اور جنت ودوزخ بھی لغو ہے کیونکہ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جمادات کو ثواب وعقاب نہیں دیا جائے گا بلکہ بے زبان حیوانات بھی اس سے آزاد ہیں۔

غاية التحقيق فی شرح العقائدیقول الفقیرسامحه القديرقدقال الامام ابوحامدمحمدالغزالی رحمه الله تعالیٰ فی احياءالعلوم يلزم السكوت فی هذه المسئلة ای مسئلةالقدرولويتكلم فيهايلزم وقوف الكلام عندقول الحنيفة رحمه الله تعالی والتجاوزعنه ضلال وزندقة۔

ترجمہ:غایۃ التحقیق فی شرح العقائد میں فقیر(اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے)حضرت امام ابوحامد محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ اس مسئلہ (مسئلہ قدر)میں خاموشی

اختیار کرنی چاہیئے اور اگر اس (مسئلہ قدر) میں کوئی کلام کرے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس پر اس میں سکوت کرنا لازم ہے اور اگر کسی نے اس میں تجاوز کیا تو وہ گمراہ اور زندیق ہے۔

اور اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے تقدیر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کیا تو روز قیامت اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا اور جو تقدیر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ نہیں کرے گا اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔(رواہ ابن ماجہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف (فارسی) میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مقصد جس کو صاحب مشکوۃ نے بھی روایت کیا ہے اس میں قدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ سے روکنا ہے کیونکہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ روزِ قیامت میں اس پر عتاب اور سرزنش ہے تو اس لئے بہتر بات یہ ہے کہ تقدیر الٰہی پر ایمان رکھا جائے اور اس مسئلہ میں بحث ومباحثہ سے اجتناب کیا جائے۔

بعض لوگ کبھی کبھی یہ سوال کرتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قدر کے مسئلہ میں بحث نہیں کرنی چاہیئے تھی اور اسی طرح امتِ مرحومہ کے علماء کرام نے بھی عقائد کی کتب میں قدر کے مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اس امت مرحومہ میں اہل بدعت وہوا پیدا ہو گئے تھے جیسے کہ جبریہ، قدریہ اور معتزلہ وغیرہ تو اہل سنت والجماعت کے علماء کرام مجبور ہوئے کہ اپنی کتب میں اس مسئلہ کی توضیح قرآن کریم واحادیث نبویہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مطابق کریں تاکہ امتِ مرحومہ کو ان فرقوں کی گمراہی اور فتنے سے محفوظ رکھ سکیں اور اگر اہل سنت والجماعت کے علماء کرام اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کرلیتے تو ساری امت گمراہی اور فتنے کے راستے پر گامزن ہو جاتی۔

جآءفي الحديث مايدل على النهي ولكن المتاخرين اضطروا الى البحث عنهار واعلى الجبرية والقدرية والمذهب فيهاستة ـ فاحدها:للمعتزلة وهوان الفعل بقدرة العبدوحدهابالايجاب واضطرار ـ ثانيها:للجبرية وهوان الفعل بقدرة الله وحدها وليس للعبدقدرة واختياربل هوكالجماد ـ ثالثها:للاشعرى وهوان الفعل بقدرة الله وحدهاولكن للعبدقدرة واختيارا اذا صرفهاالى الفعل خلق الله الفعل منه فالفعل مخلوق الله ومكسوب العبد ـ رابعها:للفلاسفة وينسب الى امام الحرمين وهوان المؤثرقدرة العبدوحدهابالايجاب واستحالة التخلف وقال بعض المحققين مذهب الحكماءان قدرة العبدكالاسباب والادوات واما مفيدالوجودفليس الاالحق سبحانه قلت وهذاقريب من مذهب الاشعرى بل كانه هو ـ خامسها:للاستاذابى اسحق الاسفرائى وهوان المؤخرمجموع القدرتين لاعلى ان كلا منهمامؤثرمستقل مايزعم فانه محال بل على ان قدرة العبدغيرمستقلة بالتاثيرفاذاانضمت اليهاقدرة الحق سبحانه صارت مؤثرة ـ سادسها:للقاضى ابى بكر الباقلانى وهوان الموثرفى اصل الفعل قدرة الله وفى وصفه قدرة

العبد ومثلوه بلفم اليتيم ايذاء وتاديبا فاللطم صارعن قدرة الحق سبحانه وكونه ذنبا او طاعة بقدرة العبد۔[233]

ترجمہ: جس طرح حدیث میں اس (قضاءوقدر کے مسئلہ)میں بحث ومباحثہ سے منع فرمایا گیاہے مگر علماء متاخرین نے حالتِ اضطرار میں (قضاء وقدر)پر بحث کو جبریہ اور قدریہ پر جائز فرمایاہے اوران میں چھ مذاہب ہیں جن میں سے اول: معتزلہ ہے جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت صرف بندہ کوہے سب ایجاد فعل اوراضطرار میں۔ دوم: جبریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اکیلا بندہ کچھ نہیں اوربندے کوکچھ قدرت اوراختیار نہیں بلکہ وہ ایک جماد(پتھر)ہے۔ سوم: اشعریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ فعل قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مگر بندہ قادراوراختیاروالاہے جو کہ فعل کو تغیر دیتاہے اللہ تعالیٰ نے اس سے مخلوق کو خلق کیا پس یہ فعل اللہ تعالیٰ کی مخلوق کاہے اوربندہ کاسب۔ چہارم: فلاسفہ ہیں جو امام حرمین کیلئے نسبت کرتے ہیں کہ ایجاداور طلب حالت مخالفت میں موئثرقدرت صرف بندے کوہے اورمذہب کے بعض محققین حکماءنے کہاہے کہ قدرت بندہ جس طرح اسباب اورادوات(بیماریاں)ہیں مفید وجود نہیں مگر حق سبحانہ ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ مذہب اشعریہ کے نزدیک ہے بلکہ انہیں میں سے ہے۔ پنجم: استاذ ابو اسحاق اسفرائی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بے شک موئثر مجموعہ دونوں قدرتیں ہیں نہ کہ دونوں مستقل موئثرہیں ان کا گمان ہے کہ یہ محال ہے بلکہ قدرتِ بندہ تاثیر میں غیر مستقل ہے جس وقت قدرت

---

[233] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۲۷۲۔

حق سبحانہ ضم ہو جائے تو موئثر ہو جاتا ہے۔ ششم: قاضی ابی بکر باقلانی ہیں جو کہتے ہیں کہ بے شک اصل میں موئثرِ فعل اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور وصف میں بندے کی قدرت اور اس کی مثال یتیم کو ایذا اور تکلیف کیلئے تھپڑ مارنا ہے پس یہ تھپڑ حق سبحانہٗ کی قدرت ہو گی اور حالتِ کون اس کی گناہ اور طاعت بندے کی قدرت۔

فصل نمبر ۱۱

نقر بان عذاب القبر کائن لا محالۃ وسؤال المنکر والنکیر حق لورود الاحادیث والجنۃ والنار حق وھما مخلوقتان لافناء لھما لقولہ تعالیٰ فی حق الجنۃ ۔ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِینَ ﴿آل عمران ۱۳۳﴾ وفی حق النار۔ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِینَ ﴿البقرۃ ۲۴﴾ خلقھما اللہ تعالیٰ للثواب والعقاب والمیزان حق لقولہ تعالیٰ ۔ وَالۡوَزۡنُ یَوۡمَئِذِ الۡحَقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِینُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُونَ ﴿۸﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِینُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِینَ خَسِرُوا اَنۡفُسَھُمۡ بِمَا کَانُوا بِاٰیٰتِنَا یَظۡلِمُونَ ﴿الاعراف ۹﴾ وقرائتہ الکتاب یوم القیامۃ حق لقولہ تعالیٰ وَ نُخۡرِجُ لَہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّلۡقٰہُ مَنۡشُورًا ﴿۱۳﴾ اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسِیۡبًا ﴿الاسراء ۱۴﴾

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ قبر کا عذاب ہونا حق ہے ناممکن نہیں ہے (سب کفار اور بعض گناہگار موئمنوں کیلئے) اور (قبر میں) منکر و نکیر (جو کہ فرشتے ہیں) کا سوال کرنا حق ہے کیونکہ ان کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ میں آیا ہے اور جنت ودوزخ حق ہیں اور دونوں مخلوق ہیں اور دونوں کیلئے فنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا جنت کے بارے میں فرمان ہے کہ "پرہیز گاروں کے لئے تیار رکھی ہے" اور دوزخ کے بارے میں "تیار رکھی ہے کافروں کے لئے" اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ثواب

کیلئے (جنت) اور عذاب کیلئے (عذاب) پیدا کیا ہے اور ترازو (اعمال کے تولے جانے کیلئے) حق ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلّے بھاری ہوئے وہی مُراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی اُن زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے" اور بروز قیامت اپنے اعمال ناموں کو پڑھنا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کُھلا ہوا پائے گا فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے"

اللھم اجعلنامن الذین ثقلت موازین حسناتھم ولاتجعلنامن الذین خفت موازین حسناتھم أمین یارحمن بحرمۃ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔

تشریح

جہمیہ کا ایک گروہ لقیریہ، بعض معتزلہ اور روافض یہ چاروں گروہ قبر کے عذاب سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

وأنكر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض، لأن الميت جماد لا حياة له ولا إدراك، فتعذيبه محال۔[234]

---

[234] شرح العقائد النسفیہ ص ۱۴۱۔

ترجمہ: اور بعض معتزلہاورروافض نے قبر کے عذاب سے انکار کیاہے کیونکہ ان کے نزدیک میت بے جان وبے حس جسم ہوتاہےنہ اس میں حیات ہوتی ہے اورنہ کسی قسم کاادراک لہذااس کوعذاب دینامحال ہے۔

لان المیت جمادبالفتح لاحیوۃ لہ ولاادراک وفتعذبیہ محال فالنصوص الناطقۃ بہ ماولۃواجاب الصالحی من المعتزلۃوبعض الکرامیۃوالامام ابن جریر الطبری من اھل السنۃ بان المیت عذب یعذب بلاحیوۃ۔[235]

ترجمہ: کیونکہ میت (ایک پتھر کی طرح) بے جان شئے ہے اوراس میں زندگی نہیں ہوتی اورنہ ہی کسی چیز کے ادراک کی صلاحیت ہوتی ہے۔اس لئے اسے عذاب دینامحال ہے پس ان کی تاویل پر نصوص ناطق ہیں اور معتزلہ میں سے صالحہ اور بعض کرامیہ اوراہل سنت میں سے امام جریر طبری نے یہ جواب دیاہے کہ میت کوزندگی عطاکیے بغیرہی عذاب دیاجاتاہے۔

لایستلزم اعادۃ الروح فی البدن ھذاجواب اشکال اوردہ المعتزلۃ مستدلین ادراک الالم واللذۃ فیمکن ان یحصل بادنی تعلق للروح بالبدن سواء کان الروح فوق السماءالسابعۃ اومحبوسافی سجین وشبھوا ھذاالتعلق بوقوع شعاع الشمس من السماء الرابعۃ علی الارض وعندی فی ھذاالجواب بحث وھو ان الاحادیث الصحیحۃ ناطقۃ بان الروح یعادفی الجسدعندالسوال فالجواب بانکار الاعادۃ غیر موجہ وقداجاب المشائخ

---

[235] شرح العقائدالمسمی بالنبراس ص ۳۲۱۔

من هذه الآية بوجوه آخر احدها ان حيوة القبر وان كانت عند السوال باعادة الروح فهي حيوة ضعيفة فجاز ان لا يسمى زالها موتا۔[236]

ترجمہ: بدن میں روح کا داخل ہونا لازمی نہیں ہے یہ ایک اشکال کا جواب ہے معتزلہ نے ادراک ،درد اور لذت کے دلائل پیش کیے پس ممکن ہے کہ روح کو بدن کے ساتھ ادنیٰ تعلق حاصل ہو صحیح بات یہ ہے کہ روح ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہے یا سجین میں قید ہے اوران کے اس شبہ کا تعلق سورج کی شعاعوں کا چوتھے آسمان سے زمین پر واقع ہونے سے ہے اور ہمارے نزدیک اس جواب میں ایک بحث ہے اوراس کے بارے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ بے شک جس وقت (مردے سے)سوال ہوتا ہے تو اس وقت روح بدن کی طرف لوٹ آتی ہے پس ان کا جواب جو کہ (روح کے لوٹنے)سے انکار ہے یہ قبول کرنے کے لائق نہیں ہے اور بتحقیق مشائخ کرام نے کئی ایک وجوہات سے (اس بات کا)جواب دیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ قبر میں سوال کے وقت زندگی (ملنا) بھی ایک ضعیف سی زندگی ہی ہے۔پس اس (زندگی)کے زائل ہونے کو موت کا نام نہ دینا ہی جائز ہے۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ

أخبر بها الصادق علي ما نطقت به النصوص، قال الله تعالي: (اَلنَّارُ یعْرَضُونَ عَلَیھا غُدُوًّا وَّ عَشِیا وَ یوْمَ تَقُومُ السَّاعَۃ اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ) [غافر:46]، وقال الله تعالي: (أُغْرِقُوا فَاُدْخِلُوا نَارًا) [نوح:25]، وقال النبيّ صلّي الله عليه وسلّم: ((استنزهوا عن البول

---

[236] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۲۲۔

فإنّ عامّة عذاب القبر منه))، وقال الله تعالي: (يثَبِّتُ الله الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ) [إبراهيم:27] نزلت في عذاب القبر۔[237]

ترجمہ: مخبر صادق نے اس کی خبر دی ہے جیسا کہ نصوص ناطق ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو" اوراللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ "ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے" اور نبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ "پیشاب سے بچوکیونکہ زیادہ تر قبرکاعذاب اسی کی وجہ سے ہوتاہے۔" اوراللہ تعالیٰ نے فرمایاکہ "اللہ ثابت رکھتاہے ایمان والوں کو حق بات پر" یہ آیت قبرکے عذاب کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

قبرکے فتنہ سے امن میں رہنے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایاہے کہ

وعن أبی أمامة أن النبيﷺ قال من رابط في سبيل الله أمنه الله من فتنة القبر . رواه الطبراني في الكبير والاوسط۔[238]

ترجمہ: حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتاہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے امن میں رکھتاہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر۔[239]

---

[237] شرح العقائد النسفیہ ص ۱۴۰۔

[238] مجمع الزوائد للھیثمی ج ۱۲ ص ۹۲۔ شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۱۶۔

[239] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۱۶۔ سنن الترمذی ج ۳ ص ۳۸۶۔ مشکوۃ المصابیح باب الجمعۃ ج ۱ ص ۳۰۵۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بھی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے امن میں رکھتا ہے۔

ایک گروہ منصوریہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ جنت ودوزخ ایک وہم وخیال اور تصور ہے اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

اور معتزلہ کا ایک گروہ ترازو میں اعمال کے تولے جانے سے منکر ہے۔

(والوزن حقّ) لقوله تعالي: (وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ) [الأعراف:8] و((الميزان)) عبارة عمّا يعرف به كيفيّة مقادير الأعمال، والعقل قاصر عن إدراك كيفيّته، وأنكرته المعتزلة؛ لأنّ الأعمال أعراض، وإن أمكن إعادتها لم يمكن وزنها؛ ولأنها معلومة لله تعالي, فوزنها عبث. والجواب: أنه قد ورد في الحديث: ((أنّ كتب الأعمال هي التي توزن))، فلا إشكال، وعلي تقدير تسليم كون أفعال الله تعالي معلّلة بالأغراض, لعلّ في الوزن حكمة لا نطّلع عليها، وعدم اطّلاعنا علي الحكمة لا يوجب العبث۔

ترجمہ: اور اعمال کا تولا جانا برحق ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور اس دن تول ضرور ہونی ہے" اور میزان سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعہ اعمال کی مقدار جانی جائے گی اور عقل وزن کا طریقہ جاننے سے قاصر ہے اور معتزلہ نے وزنِ اعمال کا اس لئے انکار کیا کہ اعمال عرض ہیں جن کا دوبارہ موجود کیا جانا اگر ممکن بھی ہو تو ان کا وزن کیا جانا ممکن نہیں، اور اس لئے (ان کا انکار کیا) کہ اعمال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں لہٰذا ان کو وزن کرنا بے فائدہ ہے۔ اور (اس کا) جواب یہ ہے کہ حدیث میں

آیاہے نامہ ہائے اعمال وزن کیے جائیں گے لہذا اب کوئی اشکال نہ رہااوراللہ تعالیٰ کے افعال کا معلل بالاعراض ہونا تسلیم کرلینے کی صورت میں (جواب یہ ہے کہ)ہوسکتاہے وزن کرنے میں کوئی ایسی حکمت جس سے ہم واقف نہ ہوں اور ہماراحکمت سے واقف نہ ہونااس کے عبث اور بے فائدہ ہونے کوواجب نہیں کرتا۔

عندنانه لایجب علی الله سبحانه شئی واذاقلناان المطیع یستحق الجنة والکافریستحق النار ان الاول اهل لفضله والثانی اهل لعدله۔[240]

ترجمہ: ہمارے(یعنی اہل سنت والجماعت کے)نزدیک اللہ تعالیٰ پرکچھ بھی لازم وضروری نہیں (یعنی نہ تونیکوکاروں کوجنت دینااللہ تعالیٰ پرواجب ہے اورنہ گناہگاروں کو جہنم میں ڈالنااس پرلازم ہے)اورجب ہم کہتے ہیں کہ فرمانبردار(بندے)جنت کے اورکافرجہنم کے حقدارہیں تو(اس سے ہماری مرادیہ ہوتی ہے کہ)پہلی قسم والے(یعنی تابعدار)اللہ تعالیٰ کے فضل کے اہل ہیں اوردوسرے(یعنی کفار)اللہ تعالیٰ کے عدل کے مستحق ہیں(لہذااب اشکال نہ رہا)۔

شاف‌ءعفی عنه ای عن صاحب الکبیرة امابمحض فضله وامابشفاعة وان شاء عذبه مدةثم یدخله الجنة۔[241]

---

[240] شرح العقائدالمسمی بالنبراس ص۳۸۰۔

[241] شرح العقائدالمسمی بالنبراس ص۳۸۰۔

ترجمہ: پس اگر (اللہ تعالیٰ) چاہے تو گناہ کبیرہ کرنے والے کو (بھی) بخش دے لیکن یہ بخشش محض اس کے فضل سے ہوگی اور اگر بھی ہو تو (اس صورت میں بھی) اگر وہ چاہے تو کچھ مدت کیلئے عذاب دے دے اور پھر (شفاعت کی وجہ سے) جنت میں داخل کر دے۔

اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

ان مکث بعض العصاۃ فی النار ساعۃ و بعضھم یوم شھر و بعضھم سنۃ و اطول مکثھم مدۃ الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ۔[242]

ترجمہ: بعض گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ جہنم میں تھوڑے وقت کیلئے ڈالے گا اور بعض کو ایک دن یا مہینہ بھر کیلئے اور بعض کو سال کیلئے اور بعض کی مدتِ جہنم پوری دنیا کے دورانیے کے بھی سات ہزار گنا زیادہ ہوگی۔

معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کرنے والا کافر نہیں ہوتا بلکہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے ایسے شخص کی تمام نیکیاں بے کار ہیں اور وہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا اسی طرح معتزلہ عذاب قبر اور وزنِ اعمال سے بھی منکر ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے علاوہ ازیں ان کے نزدیک زندوں کا مردوں کیلئے دعا یا صدقات و خیرات کرنا کچھ نفع نہیں دیتا اور یہ گروہ ایصال ثواب سے بھی منکر ہے۔

---

[242] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۸۰۔

فصل نمبر ۱۲

نقربان اللہ تعالیٰ یحیی ھذہ النفوس بعدالموت یبعثھم یوماکان مقدارہ الف سنۃ للجزاءوالثواب واداءالحقوق لقولہ تعالیٰ وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿الحج۷﴾ ولقاءاللہ لاھل الجنۃ بلاکیف ولاشبیہ ولاجھۃ وشفاعۃ محمد ﷺ حق لکل من اھل الجنۃ وان کان صاحب الکبیرۃ وعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل النساء العلمین بعد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھی ام المؤمنین ومطھرۃ من القذف واھل الجنۃ فی الجنۃ خالدون واھل النار فی النار خالدون لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خالدون وفی حق الکافرین اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون۔

ترجمہ: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بروزآخرت مردوں کوزندہ فرمائے گاتواس روز کی مقدارایک ہزارسال ہےاور یہ کام جزاءوثواب اورادائے حقوق کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ ”اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں“ اوراہل جنت کیلئے اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیف اوربلاجہت وبلامشابہت حق ہے اوراہل جنت کیلئے محمد ﷺ کی شفاعت حق ہے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے بعد دنیاکی تمام عورتوں سے افضل ہیں اوروہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام مؤمنین کی ماں ہیں اور (زناکی) تہمت سے پاک ہیں۔اہل جنت ہمیشہ جنت میں اوراہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اللہ تعالیٰ کامومنین کے حق میں فرمان ہے۔”وہ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے“ اوراللہ تعالیٰ کاکفار کے بارے میں فرمان ہے کہ ”وہ جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے“

تشریح

روافض سے گروہ طیار نکلاہے یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں اوراس کے قائل ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح، اللہ تعالیٰ کی ہی روح ہے۔(نعوذباللہ من ذلک)[243]

قوله عليه الصلوة والسلام ان الله خلق آدم على صورته اما من المتشابهات واما ان يرادبالصورة الصفة فان الله تعالىٰ خلق آدم عليه الصلوة والسلام حياعالماقادراقدرة كاسبة۔[244]

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا مگر یہ بات متشابہات میں سے ہے صورت سے مراد صفت ہے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا حیات کے ساتھ اور علم کسبی کے ساتھ عالم فرمایا اور قدرت کسبی کے ساتھ قادر فرمایا۔“

اسی طرح روافض کا ایک دوسرا گروہ شریعیہ جو شریع سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پانچ آدمیوں کی صورت میں اترا ہے یعنی حضرت محمد ﷺ، حضرت عباس، حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی صورت میں۔[245]

---

[243] غنیۃ الطالبین ص ۱۶۸۔

[244] ابو المنتہی ص ۱۵۔

[245] غنیۃ الطالبین ص ۱۷۶۔

اور معتزلہ کاعقیدہ ہے کہ اگر کوئی موحد گناہِ کبیرہ کرے توکافر نہیں ہوتا مگر ایسا کرنے سے وہ ایماندار بھی نہیں رہتا۔ایمان سے خارج ہوجاتاہے اور ہمیشہ کے واسطے اسے آگ میں ڈالاجاتاہے اوراس گناہِ کبیرہ کے سبب اس کی جتنی نیکیاں ہوتی ہیں وہ سب باطل ہوجاتی ہیں اوررسول مقبول ﷺ کی شفاعت بھی اس کے حق میں نہیں ہوتی یعنی وہ اس شفاعت سے محروم رہتاہے اوراس گروہ کے اکثر لوگ قبر کے عذاب اور میزانِ عدل سے منکرہیں۔[246]

عن عثمان بن عفان، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یشفع یوم القیامۃ ثلاثۃ: الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء"۔[247]

ترجمہ: ”حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پھر علماء پھر شہداء۔

وجاء فی الحدیث بعدذکر شفاعۃ المؤمنین واخراجھم عن النار کل من عرفوہ فیقول اللہ عز وجل شفعت الملائکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق إلا أرحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منھا قوما لم یعملوا خیرا قط۔[248]

ترجمہ: احادیث میں آیاہے کہ مؤمنین کیلئے شفاعت اوران کے جہنم سے نکل آنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گاکہ فرشتوں نے شفاعت کرلی اورانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے اور (دوسرے) مؤمنوں

---

[246] غنیۃ الطالبین ص ۱۷٦۔

[247] سنن ابن ماجہ ج۴ ص ۲۲۴، شرح العقائد المسمی بالنبراس ص ۳۱۷۔

[248] صحیح مسلم ج۱ ص ۱۷۰۔

نے بھی شفاعت کرلی اب اللہ ارحم الراحمین کے علاوہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں بچا(یعنی اب میری باری ہے)پھر وہ (اللہ تعالیٰ) جہنم سے (ایک کثیر تعداد میں)لوگوں کو نکال دے گا اور جہنم سے ان لوگوں کو بھی آزاد کردے گا جنہوں نے (دنیامیں) کبھی بھی کوئی اچھاکام نہیں کیاہوگا(سوائے کلمہ طیبہ کے)۔

خلافاللمعتزلۃ فانھم قالوالاشفاعۃ لتخلیص المجرم بل الشفاعۃ لزیادۃ ثواب المحسن فقط۔

ترجمہ: معتزلہ کااس میں اختلاف ہے پس بتحقیق یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجرم کی خلاصی کیلئے شفاعت نہیں ہے بلکہ شفاعت تو نیکی کرنے والے کے ثواب میں زیادتی کے لئے ہوتی ہے۔

ان النبی ﷺ یسجدیوم القیامۃ ویشفع لاھل النارفیستجاب شفاعتہ ویؤمرباخراجھم من النارفیخرجھم حتی لایبقیٰ فیھاالاحکم القرآن علیہ بالخلودوتفصیلہ فی البخاری والمسلم۔[249]

ترجمہ: بتحقیق نبی کریم ﷺ قیامت کے دن سجدہ فرمائیں گے اوراہل دوزخ کے لئے شفاعت فرمائیں گے پس آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمالی جائے گی اوران کودوزخ سے باہر نکالنے کا حکم دیاجائے گاپس سب نکل آئیں گے حتی کہ کوئی بھی باقی نہ رہے گامگروہ کہ جس کے بارے میں قرآن کادوزخ میں داخل ہونے کاحکم ہواوراس کی تفصیل بخاری ومسلم شریف میں موجود ہے۔

---

[249] شرح العقائد المسمی بالنبراس ص۳۷۷۔رواہ البخاری ومسلم۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه: يصفُ أهلَ النارِ فيمرُّ بهم الرجلُ من أهلِ الجنةِ فيقولُ الرجلُ منهم يا فلانُ أما تعرفُني؟ أنا الذي سقَيتُک شربةً وقال بعضُهم أنا الذي وهبتُ لک وضوءًا فيشفعُ له فيُدخِلُه الجنةَ۔ [250]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے اہل دوزخ کی صفوف ہوں گی پس اہل جنت میں سے ایک شخص ان کے سامنے سے گزرے گا تو ان (اہل دوزخ) میں سے ایک شخص اس سے کہے گا کہ اے فلاں آپ نے مجھے پہچانا میں وہ شخص ہوں جس نے شربت پلا کر آپ کی پیاس بجھائی تھی اوران (گناہ گاروں) میں سے بعض کہیں گے میں وہ شخص ہوں جس نے آپ کو وضو کیلئے پانی ہبہ کیا تھا پس اس کیلئے وہ شفاعت کرے گا تو یہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔

والاحاديث فى هذا المعنى اى مغفرة غير الشرک ولو كبيرة غير تائب كثيرة كقوله تعالىٰ لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا شاملة للصغائر والكبائر مع توبة وبدونها وقوله ان ربک لذو مغفرة للناس على ظلمهم وعن عبدالله بن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما: قالَ اللهُ تعالى: منْ علمَ أنِّي ذو قدرةٍ على مغفرةِ الذنوبِ غفرتُ لهُ ولا أبالِي، ما لمْ يشركْ بِي شيئًا۔ [251]

---

[250] محمد المناوي (ت ٨٠٣)، تخريج أحاديث المصابيح ٥ / ٥٢• أخرجه ابن ماجه (٣٦٨٥) بنحوه، وأبو يعلى (٤٠٠٦)، والطبراني في «المعجم الأوسط» (٦٥١١) ابن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢)، تخريج مشكاة المصابيح ٥ / ١٩٦• شعيب الأرنؤوط (ت ١٤٣٨)، تخريج شرح السنة ٤٣٥٣•

[251] السيوطي (ت ٩١١)، الجامع الصغير ٦٠٣٦ • صحيح۔ شرح العقائد المسمى بالنبراس ص ٣٦٤۔

ترجمہ: اوراس معنی میں یعنی شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی مغفرت ہوجانے میں ، چاہے وہ گناہِ کبیرہ ہی ہوں، جن سے توبہ بھی نہ کی ہو، تو(اس بارے میں)احادیث بہت زیادہ وارد ہیں جس طرح طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یہ (بخشش) گناہِ صغیرہ اور کبیرہ چاہے توبہ کے ساتھ ہوں یا بغیر توبہ کے سب کو شامل ہے اوراللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک تیرا رب البتہ بخشش والا ہے لوگوں کی بے جا حرکتوں پر بھی۔ اورروایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے رسول اللہ ﷺ سے کہ جس شخص کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے گناہوں پر مغفرت کرنے والا ہے اور بخشش فرمادے گا تو کوئی پرواہ نہیں جبکہ شرک نہ کیا ہو۔

ایک اور گروہ روافض کا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد دنیا کی تمام عورتوں سے افضل نہیں مانتا حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پاکدامن خاتون ہیں جن کی مدح وتوصیف خود قرآن نے سورہ نور میں فرمائی ہے تو جس شخصیت کی تعریف خالق دوجہان بیان فرماتا ہو اس خوش نصیب کے بارے میں نازیبا الفاظ بیان کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

تقسیم فرقہ واسماء فرقہ ومذاھبھا فقد ظھر لنا من اصول الفرقۃ۔

ترجمہ: فرقوں کی تقسیم اور فرقوں کے نام اوران کے مذاہب بتحقیق ہمارے لئے ان فرقوں کے بنیادی عقائد ظاہر ہو چکے ہیں۔

الحروریۃ1 والقدریۃ2 والجھمیۃ3 والمرجئۃ4 والرافضیۃ5 والجبریۃ6

وقد انقسمت کل فرقۃ منھا اثنتی عشرۃ فرقۃ فصارت اثنتین وسبعین فرقۃ انقسمت الحروریۃ اثنتی عشرۃ فرقہ فأولھم۔

ترجمہ: اور بتحقیق ان فرقوں میں سے ہر ایک کو بارہ 12 فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو اس طرح بہتر 72 فرقے بن جاتے ہیں حروریہ کو بارہ 12 فرقوں پر تقسیم کیا گیا جن میں سے پہلا یہ ہے۔

1۔الازرقیہ: قالوا لا نعلم احدا مؤمنا وکفروا اھل القبلۃ الا من دان بقولھم۔

ترجمہ: ازرقیہ کہتے ہیں کہ ہم (کسی دوسرے فرقے کے لوگوں میں سے) کسی کو بھی مؤمن نہیں سمجھتے اور (سارے) اہل قبلہ نے کفر (اختیار) کیا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ان (ازرقیہ) کے اقوال (اور عقائد) کے نزدیک ہوں (یعنی جو لوگ، ازرقیہ فرقے کے عقائد کے نزدیک ہیں وہ تو مؤمن ہیں اور اس کے علاوہ سب کافر ہیں۔) (نعوذ باللہ من ذلک۔)

2۔الاباضیۃ: قالوا: من أخذ بقولنا فھو مؤمن ومن اعرض عنہ فھو منافق۔

ترجمہ: اباضیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے قول کو اختیار کیا وہ مؤمن ہے اور جس نے اس (ہمارے قول) سے منہ موڑا تو وہ منافق ہے۔

3۔الثعلبیة:قالوا ان اللہ عزوجل لم یقض ولم یقدر۔

ترجمہ :ثعلبیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نہ تو قضاء لکھی اورنہ ہی قدر (یعنی تقدیر)۔

4۔الخازمیة:قالوا لاندری ماالایمان والخلق کلھم معذورون۔

ترجمہ:خازمیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہیں سمجھتے کہ ایمان کیاہے اورساری مخلوق اس سے معذورہے۔

5۔الخلفیة:زعموا ان من ترک الجھاد من ذکر او انثی کفر۔

ترجمہ:خلفیہ فرقے کے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مردوں یاعورتوں میں سے جس نے جہاد کوترک کیا(تواس جہاد کاترک کرنا)کفرہے۔

6۔الکوزیة:قالوا:لیس لاحدان یمس احدالانه لایعرف الطاھرمن النجس ولاان یواکله حتی یتوب ویغتسل۔

ترجمہ:کوزیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو مس کرے اس لئے کہ وہ طہارت ونجاست میں امتیاز کرنا نہیں جانتااور(یہ بھی جائز نہیں کہ)وہ اس وقت تک(کچھ)کھائے جب تک توبہ اور غسل نہ کرلے۔

7۔الکنزیۃ:قالوا:لایسع احدا ان یعطی مالہ احدا لانہ ربما لم یکن مستحقا بل یکنزہ فی الارض حتی یظھر اھل الحق۔

ترجمہ: کنزیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنا مال دینے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اکثر اوقات (لینے والا) لینے کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ (دینے والا اپنے مال کو) زمین میں (دفن کرکے) ذخیرہ کرلے حتیٰ کہ اس کو کوئی حقدار مل (توپھر زمین سے نکال کر اس کے حقدار کو دے دے)۔

8۔الشراخیۃ:قالوا:لاباس بمس النساء الاجانب لانھن ریاحین۔

ترجمہ: شراخیہ کہتے ہیں کہ عورت کو کسی ایک جانب سے مس کرنے میں کوئی پروا نہیں کیونکہ وہ (عورت) ایک خوشبو کی مانند ہے۔

9۔الاخنسیۃ:قالوا:لایلحق المیت بعد موتہ خیر و لا شر۔

ترجمہ: اخنسیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ مردے کو مرنے کے بعد خیر وشر لاحق نہیں ہوتا۔

10۔الحکمیۃ:قالوا:من حاکم الی مخلوق فھو کافر۔

ترجمہ: حکمیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص مخلوق پر حاکم ہو وہ کافر ہے۔

11۔المعتزلۃ:قالوا:اشتبہ علینا امر علی و معاویۃ فنحن نتبرا من الفریقین۔

ترجمہ: معتزلہ کہتے ہیں کہ (حضرت) علی اور (حضرت) معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معاملہ میں ہمیں اشتباہ ہے اس لئے ہم ان دونوں گروہوں سے بیزار (لاتعلق) ہیں۔

12۔المیمونیة:قالوا:لاامام الابرضااهل محبتنا۔

ترجمہ : میمونیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ محبت کرنے والے لوگوں کی رضامندی کے بغیر کوئی امام نہیں (بن سکتا)۔

انقسمت القدریۃاثنتی عشرۃفرقه۔

ترجمہ:قدریہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔الاحمرية:وهي التي زعمت ان فی شرط العدل من الله ان یملک عباده امورهم ویحول بینهم وبین معاصیهم۔

ترجمہ :احمریہ وہ فرقہ ہے جس کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عادل ہونے کیلئے شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے امور کا اختیار وملکیت انہی بندوں کے پاس ہو تا کہ وہ اختیار ان بندوں اور ان کے گناہوں کے درمیان آڑ بن جائے۔

2۔الثنوية:وهي التی زعمت ان الخیر من اللہ و الشر من الشیطان۔

ترجمہ :یہ وہ فرقہ ہے جو گمان کرتا ہے کہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف سے۔

3۔المعتزلة:وهم الذین قالوا بخلق القرآن و جحدوا صفات الربوبیة۔

ترجمہ:یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات سے بھی انکار کیا ہے۔

4۔الکیسانیۃ:وھم الذین قالو الاندری ھذہ الافعال من اللہ اومن العبادو لانعلم یثاب الناس بعداویعاقبون۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یابندوں کی طرف سے اور ہم نہیں جانتے کہ لوگوں کو بعد میں ثواب دیا جائے گا یا عذاب۔

5۔الشیطانیۃ:قالو اان اللہ تعالیٰ لم یخلق الشیطان۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا نہیں کیا۔

6۔الشریکیۃ:قالو اان السئیات کلھامقدرۃ الاالکفر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ کفر کے بغیر باقی سب گناہ اور برائیاں تقدیر میں لکھ دی گئی ہیں۔

7۔الوھمیۃ:قالو الیس لافعال الخلق وکلامھم ذات ولاللحسنۃ والسئیۃ ذات۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کے افعال اور کلام کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہی نیکی اور شر کا کوئی وجود ہے۔

8۔الزبریۃ:قالو اکل کتاب نزل من عنداللہ فالعمل بہ حق ناسخا کان اومنسوخا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ساری کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے پس ان کتابوں پر عمل کرنا حق ہے چاہے یہ (کتابیں) ناسخ ہوں یا منسوخ۔

9۔المسعدیۃ:زعمو اان من عصی ثم تاب لم تقبل توبتہ۔

ترجمہ: یہ فرقہ خیال کرتا ہے کہ جو شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں۔

10۔الناکثیة:زعموا ان من نکث بیعة رسول اللہ ﷺ فلا اثم علیه۔

ترجمہ: یہ فرقہ خیال کرتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی بیعت توڑے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

11۔القاسطیة:تبعوا ابراهیم بن النظام فی قوله من زعم ان اللہ شئی فهو کافر۔

ترجمہ: قاسطیہ نے اس قول میں ابراہیم بن نظام کی پیروی کی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز ہونے کا گمان کرے وہ کافر ہے۔

12۔المتبریة:قالوا لا تقبل اللہ توبة العاصی۔[252]

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ گناہ گاروں کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

انقسمت الجهمیة اثنتی عشرة فرقه۔

ترجمہ: جہمیہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔المعطلة:زعموا ان کل مایقع علیه وهم الانسان فهو مخلوق وان من ادعی ان اللہ یری فهو کافر۔

ترجمہ: معطلۃ کا خیال ہے کہ انسان پر جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے وہ مخلوق ہے اور ان کا یہ بھی گمان ہے کہ جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ دیکھا جائے گا (یعنی نظر آئے گا) تو (اس طرح کہنے والا) کافر ہو جائے گا۔

---

[252] المعتمد فی المعتقد معروف بہ رسالہ تورپشتی مطبع مظہر العجائب مدراس 1286ھ ترکی چھاپ ص 220۔

2۔المریسیة:قالوا اکثر صفات اللّٰہ تعالیٰ مخلوقة۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات مخلوق ہیں۔

3۔الملتزقة:جعلوا الباری سبحانہ فی کل مکان۔

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ میں ثابت کرتے ہیں۔

4۔الواردیة:قالوا لایدخل النار من عرف ربہ ومن دخلھا لم یخرج منھا ابدا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب کو پہچان لے وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو شخص دوزخ میں داخل ہو گیا تو وہ اس سے ساری عمر نہیں نکلے گا۔

5۔الزنادقة:قالوا لیس لاحد ان نثبت لنفسہ ربا لان الاثبات لایکون الا بعد ادراک الحواس ومالا یدرک لا یثبت۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں کہ ہم اپنے لئے رب کو ثابت کریں کیونکہ کسی چیز کو ثابت کرنا جو اس کے ادراک کے بعد ہی ممکن ہے (پہلے ممکن نہیں) اور جس چیز کا ادراک نہ ہو وہ ثابت نہیں کی جاسکتی (مقصد یہ کہ چونکہ انسان اپنے ظاہری حواس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتا اس لئے جائز نہیں کہ وہ ادراک کے بغیر رب کو ثابت کرتا پھرے) (نعوذ باللہ من ذلک۔)

6۔الحرقیة:زعموا ان الکافر تحرقہ النار مرة واحدة ثم یبقی محترقا ابدا لایجد حر النار۔

ترجمہ: ان کا گمان (عقیدہ یہ) ہے کہ کافر صرف ایک ہی دفعہ جہنم کی آگ میں جلے گا اور پھر وہ ہمیشہ جلی ہوئی حالت میں رہے گا (لیکن) آگ کی حرارت کو محسوس نہیں کرے گا۔

7۔المخلوقية:زعموا ان القرآن مخلوق۔

ترجمہ:ان کا گمان ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔

8۔الفانية:زعموا ان الجنة والنار ی فنیان ومنھم من قال لم یخلقا۔

ترجمہ:ان کا خیال ہے کہ جنت ودوزخ (بھی ہمیشہ کیلئے)فنا ہو جائیں گی اوران میں سے بعض ایسے ہیں کہ یہ (جنت ودوزخ)پیدا ہی نہیں کی گئیں (یا یہ کہ دونوں مخلوق نہیں بلکہ ازلی ہیں)(نعوذ باللہ من ذلک)

9۔العبدية:جحدوا الرسل وقالوا انماھم حکماء۔

ترجمہ:انہوں نے رسل سے انکار کیا اور کہتے ہیں کہ وہ(رسول نہیں بلکہ) حکماء تھے۔

10۔الواقفية:قالوا لانقول ان القرآن مخلوق ولا غیر مخلوق۔

ترجمہ:یہ کہتے ہیں کہ ہم نہ (تو)قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ ہی غیر مخلوق(یعنی ازلی)ہونے کا۔

11۔القبرية:ینکرون عذاب القبر والشفاعة۔

ترجمہ:یہ قبر کے عذاب اور شفاعت سے انکار کرتے ہیں۔

12۔اللفظية:قالوا الفظنا بالقرآن مخلوق۔

ترجمہ:یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن کریم کو تلفظ کرنا مخلوق ہے۔

انقسمت المرجية اثنتی عشرة فرقه۔

ترجمہ:مرجیہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔التارکیۃ:قالو الیس للہ تعالیٰ علی خلقہ فریضۃ سوی الایمان بہ فمن اٰمن بہ فلیفعل ماشاء۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے بغیر اور کچھ فرض نہیں ہے پس جو شخص (اللہ تعالیٰ) پر ایمان لے آئے تو وہ جو چاہے، کرے۔

۲۔السائبیۃ:قالو ان اللہ تعالیٰ سیب خلقہ لیفعلو اماشاؤ ا۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو کھلا چھوڑدے گا تاکہ جو اس کے دل میں آئے سو کرے۔

۳۔الراجیۃ:قالو لایسمی الطائع طائعاو لاالعاصی عاصیالانا لاندری مالہ عند اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ تابع کو تابع اور گناہ گار کو گناہ گار کا نام نہیں دینا چاہیئے اس لئے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسے ہیں۔

۴۔السالبیۃ:قالو الطاعۃ لیست من الایمان۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اطاعت ایمان کا حصہ نہیں ہے۔

۵۔البہیشیۃ:قالو الایمان علم ومن لایعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فھو کافر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک علم (کا نام) ہے اور جو شخص حق کو باطل سے اور حلال کو حرام سے جدا نہ سمجھے تو وہ کافر ہے۔

٦۔العملية:قالوا الايمان عمل۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل کرنے کو کہتے ہیں۔

٧۔المنقوصية:قالوا الايمان لايزيدو لاينقص۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ تو زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کم۔

٨۔المستثنية:قالوا الاستثناء من الايمان۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ استثناء ایمان میں سے ہے۔

٩۔المشبهة:قالوا ابصر كبصر و يد كيد۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اس طرح ہے جس طرح ہمارا دیکھنا اور اس کا ید اس طرح ہے جس طرح کہ ہمارا ہاتھ ہے۔

١٠۔الحشوية:قالوا حكم الاحاديث كلها واحد فعندهم ان تارك لنفل كتارك الفرض۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ ساری احادیث کا حکم ایک ہی حدیث کی طرح ہے پس ان لوگوں کے نزدیک نفل کو ترک کرنے والا اس طرح (گناہ گار) ہے جس طرح فرض کو ترک کرنے والا۔

١١۔الظاهرية:الذين نفوا القياس۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو قیاس کی نفی کرتے ہیں۔

١٢۔البدعية:اول من ابتدع هذه الاحاديث فی هذه الامة۔

ترجمہ: یہ وہ گروہ ہے جس نے سب سے پہلے اس امت میں بدعات کو پیدا کیا۔

انقسمت الرافضیۃ اثنتی عشرۃ فرقہ۔

ترجمہ: روافض کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔العلویۃ: قالوا ان الرسالۃ کانت الی علی و ان جبریل أخطاء۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ رسالت (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھیجی گئی تھی لیکن (حضرت) جبرائیل علیہ السلام نے خطا (غلطی) کر ڈالی (اور رسالت، حضرت رسول اکرم ﷺ کو دے ڈالی) (نعوذ باللہ من ذلک)

۲۔الامریۃ: قالوا ان علیا شریک محمد ﷺ فی امرہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ امر رسالت میں شریک تھے۔

۳۔الشیعۃ: قالوا ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیّ رسول اللہ ﷺ و ولیہ من بعدہ و ان الامۃ کفرت بمبایعۃ غیرہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں اور ان کے بعد ان کے ولی ہیں اور یہ امت ان (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علاوہ دوسرے (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ بیعت کر کے کافر ہو گئی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۴۔الاسحاقیة:قالواان النبوة متصلة الی یوم القیامة و کل من یعلم علم اھل البیت فھو نبی۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ نبوت ، قیامت تک (جاری) رہے گی اوراہل بیت میں سے جو (شخص زیادہ) عالم ہو گا، وہ نبی ہو گا۔ (نعوذباللہ من ذلک)

۵۔الناووسیة:قالوا علی افضل الامة فمن فضل غیره فقد کفر۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت میں سے افضل ہیں پس جس نے (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بغیر کسی اور کو افضل جانا تو بتحقیق وہ کافر ہے۔

۶۔الامامیة:قالوا لایمکن ان تکون الدنیابغیر الامام من ولدالحسین وان یعلمه جبرائیل علیه الصلوة والسلام فاذامات بدل غیره مکانه۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کسی (شخص) کے بغیر دنیا کا وجود (باقی) رہنا ممکن نہیں ہے اور ایسے شخص کو حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام علم سکھاتے ہیں تو جب ایسا شخص فوت ہو جاتا ہے تو کوئی دوسرا اس کی جگہ مقرر ہو تا ہے۔

۷۔الزیدیة:قالواولدالحسین کلهم أئمة فی الصلوات فمتی وجدمنهم احدلم تجز الصلاة خلف غیرهم برّهم و فاجرهم۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نماز میں سب ائمہ کے امام ہیں پس جس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو کسی دوسرے کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اگر چہ وہ نیکو کار ہو یا بدکار۔

۸۔العباسية:زعموا أن العباس كان أولى بالخلافة من غيره۔

ترجمہ : یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلوق سے خلافت کے معاملے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ اہل تھے۔

۹۔التناسخية:قالوا الارواح تتناسخ فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت فی خلق يسعد بعيشه۔

ترجمہ : یہ لوگ کہتے ہیں کہ ارواح تناسخ کرتی ہیں پس جو شخص نیکوکار ہو جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی روح مخلوق میں سے کسی شخص میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر اس کی زندگی صحیح گزرتی ہے۔

۱۰۔الرجعية:زعموا ان عليا وأصحابه يرجعون الى الدنيا وينتقمون من اعدائهم۔

ترجمہ: یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت علی اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مرنے کے بعد) اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

۱۱۔اللاعنة:يلعنون عثمان وطلحة والزبير والمعاوية وأباموسیٰ وعائشة وغيرهم۔

ترجمہ: یہ لوگ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت معاویہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من شرورهم)

۱۲۔المتربصة:تشبهوابزیّ النساک ونصبوافی کل عصررجلاًینسبون الیه الامریزعمون أنه مهدی هذه الامة فاذامات نصبوا الاخر۔

ترجمہ: یہ (اپنے آپ کو دودھ پیتے) بچے کی طرح خیال کرتے ہیں اور ہر زمانے میں ایک شخص کو(ایسے) متعین کرتے ہیں کہ تمام امور کو اس کے ساتھ منسوب کرتے ہیں(یعنی اسے ہر معاملہ میں اپنا حاکم تصور کرتے ہیں)اوراس شخص کو اس امت کے مہدی ہونے کا گمان رکھتے ہیں اور جب وہ مر جاتاہے تو اس کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو مقرر کر لیتے ہیں۔

انقسمت الجبریة اثنتی عشرة فرقه۔

ترجمہ: جبریہ کو بھی بارہ فرقوں میں تقسیم کیا گیاہے۔

۱۔المضطریة: قالو الافعل للآدمی بل اللّٰه یفعل الکل۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کا کوئی فعل نہیں بلکہ فاعل کل اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔الافعالیة: قالو النا أفعال ولکن لا أستطاعة لنا فیها وانمانحن کالبهائم نقادبالجبل۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ افعال تو ہمارے ہی ہیں لیکن ان افعال (کے ادا کرنے میں) ہمیں طاقت واستطاعت حاصل نہیں ہے اور (ہماری حیثیت ایسی ہے گویا) ہم حیوانات ہیں جن کے گلے میں نکیل ہے(مطلب یہ کہ جس طرح حیوانات نکیل کے ساتھ بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اپنی مرضی کے ساتھ کچھ بھی نہیں کر سکتے ایسے ہی انسان بھی بے اختیار ہے)۔

۳۔المفروغیة: قالوا کل الاشیاء قد خلقت و الآن لا یخلق شئی۔

ترجمہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام اشیاء (پہلے سے) پیدا کر دی گئی ہیں۔ اب پیدا نہیں ہو تیں۔

۴۔النجارية:زعمت ان اللہ تعالیٰ یعذب الناس علی فعله لا علی فعلهم۔

ترجمہ : ان کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے اپنے فعل پر عذاب دیتا ہے نہ کہ دوسرے لوگوں کے فعل کی وجہ سے۔

۵۔المنانية:قالوا علیک بما یخطر بقلبک فافعل ما توسمت منه الخیر۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ آپ پر وہ کام لازم ہے جس کا آپ کے دل میں خدشہ ہو (لیکن) آپ کو ایسے کام کرنے چاہیئں جن سے آپ کو خیر پہنچ سکے۔

۶۔الکسبية:قالوا لا یکتسب العبد ثوابا ولا عقابا۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ بندہ نہ تو ثواب کا کسب کر سکتا ہے اور نہ ہی عذاب کا۔

۷۔السابقية:قالوا من شاء فلیعمل ومن شاء فلا یعمل فان السعید لا تضره ذنوبه والشقی لا ینفعه بره۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ جو چاہے، وہ عمل کر لے اور جو (نہ) چاہے وہ نہ کرے کیونکہ (جو) نیک بخت ہو گا اسے اس کا گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور جو بد بخت ہو گا اسے اس کی نیکی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

۸۔الحبية:قالوا من شرب کاس محبة اللہ تعالیٰ سقطت عنه عبادة الارکان۔

ترجمہ : یہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیالہ پی لیا تو اس سے عبادت کے ارکان ساقط ہو جاتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۹۔الخوفیۃ:قالوا من احب اللہ تعالیٰ لم یسعہ ان یخافہ لان الحبیب لا یخاف حبیبہ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرلی، اسے کسی قسم کا خوف نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ دوست اپنے دوست سے خوف نہیں رکھتا۔

۱۰۔الفکریۃ:قالوا من ازداد علما اسقط عنہ یقدر ذلک من العباد۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ بندوں میں سے جس کا علم زیادہ ہو اس سے قدرت ساقط ہو جاتی ہے۔

۱۱۔الخشبیۃ:قالوا الدنیا بین العباد سواء لا تفاضل بینھم فیما ورثھم ابوھم آدم۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ دنیا،بندوں کے درمیان برابر برابر(تقسیم)ہوئی ہے(یعنی)ان(بندوں) کے جد اعلیٰ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جو کچھ وراثت ان کیلئے چھوڑدی ہے اس میں سے کسی ایک کو دوسرے سے فالتو چیز نہیں مل سکتی(بلکہ سب کو برابر برابر حصہ ملتا ہے)۔

۱۲۔المنیۃ:قالوا امنا الفعل ولنا الاستطاعۃ۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ فعل (بھی)ہم سے ادا ہوتا ہے اوراستطاعت بھی ہمیں (ہی)دی گئی ہے۔[253]

قال أبو الفرج الجوزي: فإن قيل هذه الفرق معروفة، فالجواب أنا نعرف الافتراق وأصول الفرق وأن كل طائفة من الفرق انقسمت إلى فرق، وإن لم نحط بأسماء تلك الفرق ومذاهبها، فقد ظهر لنا من أصول الفرق الحرورية والقدرية والجهمية والمرجئة والرافضة والجبرية.

[253] الجامع لاحکام القرآن تفسیر القرطبی ج4 ص158 تا 160۔

وقال بعض أهل العلم: أصل الفرق الضالة هذه الفرق الست، وقد انقسمت كل فرقة منها اثنتي عشرة فرقة، فصارت اثنتين وسبعين فرقة.

انقسمت الحرورية اثنتي عشرة فرقة، فأولهم الازرقية - قالوا: لا نعلم أحدا مؤمنا، وكفروا أهل القبلة إلا من دان بقولهم.

والاباضية - قالوا: من أخذ بقولنا فهو مؤمن، ومن أعرض عنه فهو منافق.

والثعلبية - قالوا: إن الله عز وجل لم يقض ولم يقدر.

والخازمية - قالوا: لا ندري ما الايمان، والخلق كلهم معذورون.

والخلفية - زعموا أن من ترك الجهاد من ذكر أو أنثى كفر.

والكوزية - قالوا: ليس لاحد أن يمس أحدا، لانه لا يعرف الطاهر من النجس ولا أن يؤاكله حتى يتوب ويغتسل.

والكنزية - قالوا: لا يسع أحدا أن يعطي ماله أحدا، لانه ربما لم يكن مستحقا بل يكنزه في الارض حتى يظهر أهل الحق.

والشمراخية - قالوا: لا بأس بمس النساء الاجانب لانهن رياحين.

والاخنسية - قالوا: لا يلحق الميت بعد موته خير ولا شر.

والحكمية - قالوا: من حاكم

إلى مخلوق فهو كافر.

والمعتزلة - قالوا: اشتبه علينا أمر علي ومعاوية فنحن نتبرأ من الفريقين.

والميمونية - قالوا: لا إمام إلا برضا أهل محبتنا.

وانقسمت القدرية اثنتي عشرة فرقة: الاحمرية - وهي التي زعمت أن في شرط العدل من الله أن يملك عباده أمورهم، ويحول بينهم وبين معاصيهم.

والثنوية-وهي التي زعمت أن الخير من الله والشر من الشيطان.

والمعتزلة-وهم الذين قالوا بخلق القرآن وجحدوا [صفات] الربوبية.

والكيسانية وهم الذين قالوا: لا ندري هذه الافعال من الله أو من العباد، ولا نعلم أثياب؟ الناس بعد أو يعاقبون.

والشيطانية-قالوا: إن الله تعالى لم يخلق الشيطان.

والشريكية-قالوا: إن السيئات كلها مقدرة إلا الكفر.

والوهمية-قالوا: ليس لافعال الخلق وكلامهم ذات، ولا للحسنة والسيئة ذات.

والزبرية-قالوا: كل كتاب نزل من عند الله فالعمل به حق، ناسخا كان أو منسوخا.

والمسعدية-زعموا

أن من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية-زعموا أن من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا إثم عليه والقاسطية-تبعوا إبراهيم بن النظام في قوله: من زعم

أن الله شيء فهو كافر.

وانقسمت الجهمية اثنتي عشرة فرقة: المعطلة - زعموا أن كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق.

وإن من أدعى أن الله يرى فهو كافر.

والمريسية قالوا: أكثر صفات الله تعالى مخلوقة.

والملتزقة-جعلوا الباري سبحانه في كل مكان.

والواردية-قالوا لا يدخل النار من عرف ربه، ومن دخلها لم يخرج منها أبدا والزنادقة-قالوا: ليس لاحد أن يثبت لنفسه ربا، لان الاثبات لا يكون إلا بعد إدراک الحواس، وما لا يدرک لا يثبت.

والحرقية - زعموا أن الكافر تحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا أبدا لا يجد حر النار.

والمخلوقية-زعموا أن القرآن مخلوق.

والفانية-زعموا أن الجنة والنار يفنيان، ومنهم من قال لم يخلقا.

والعبدية- جحدوا الرسل وقالوا إنما هم حكماء.

والواقفية-قالوا: لا نقول إن القرآن مخلوق ولا غير مخلوق.

والقبرية-ينكرون عذاب القبر والشفاعة.

واللفظية-قالوا لفظنا بالقرآن مخلوق.

وانقسمت المرجئة اثنتي عشرة فرقة: التاركية - قالوا ليس لله عزوجل على خلقه فريضة سوى الايمان به، فمن آمن به فليفعل ما شاء.

والسائبية-قالوا: إن الله تعالى سيب خلقه ليفعلوا ما شاءوا.

والراجية - قالوا: لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا، لانا لا ندري ما له عند الله تعالى.

والسالبية-قالوا: الطاعة ليست من الايمان.

والبهيشية - قالوا: الايمان علم ومن لا يعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فهو كافر.

والعملية-قالوا: الايمان عمل.

والمنقوصية-قالوا: الايمان لا يزيد ولا ينقص.

والمستثنية-قالوا: الاستثناء من الايمان.

والمشبهة-قالوا: بصر كبصر ويد كيد.

والحشوية - قالوا: حكم الاحاديث كلها واحد، فعندهم أن تارك النفل كتارك الفرض.

والظاهرية-الذين نفوا القياس.

والبدعية-أول من ابتدع هذه الاحداث في هذه الامة.

وانقسمت الرافضة اثنتي عشرة فرقة: العلوية - قالوا: إن الرسالة كانت إلى علي وأن جبريل أخطأ.

والامرية-قالوا: إن عليا شريك محمد في أمره.

والشيعة - قالوا: إن عليا رضي الله عنه وصي رسول الله صلى الله عليه وسلم ووليه من بعده، وإن الامة كفرت بمبايعة غيره.

والاسحاقية - قالوا: إن النبوة متصلة إلى يوم القيامة، وكل من يعلم علم أهل البيت فهو نبي.

والناووسية-قالوا: علي أفضل الامة، فمن فضل غيره عليه فقد كفر.

والامامية - قالوا: لا يمكن أن تكون الدنيا بغير إمام من ولد الحسين، وإن الامام يعلمه جبريل عليه السلام، فإذا مات بدل غيره مكانه.

والزيدية - قالوا: ولد الحسين كلهم أئمة في الصلوات، فمتى وجد منهم أحد لم تجز الصلاة خلف غيرهم، برهم وفاجرهم.

والعباسية- زعموا أن العباس كان أولى بالخلافة من غيره.

والتناسخية-قالوا: الارواح تتناسخ، فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت في خلق يسعد بعيشه.

والرجعية- زعموا أن عليا وأصحابه يرجعون إلى الدنيا، وينتقمون من أعدائهم.

واللاعنة - يلعنون عثمان وطلحة والزبير ومعاوية وأبا موسى وعائشة وغيرهم

والمتربصة - تشبهوا بزي النساک ونصبوا في كل عصر رجلا ينسبون إليه الامر، يزعمون أنه مهدي هذه الامة، فإذا مات نصبوا آخر.

ثم انقسمت الجبرية اثنتي عشرة فرقة: فمنهم المضطرية - قالوا: لا فعل للآدمي، بل الله يفعل الكل.

والافعالية - قالوا: لنا أفعال ولكن لا استطاعة لنا فيها، وإنما نحن كالبهائم نقاد بالحبل.

والمفروغية - قالوا: كل الاشياء قد خلقت، والآن لا يخلق شئ.

والنجارية - زعمت أن الله تعالى يعذب الناس على فعله لا على فعلهم.

والمنانية - قالوا:

عليک بما يخطر بقلبک، فافعل ما توسمت منه الخير.

والكسبية - قالوا: لا يكتسب العبد ثوابا ولا عقابا.

والسابقية - قالوا: من شاء فليعمل ومن شاء [ف] - لا يعمل، فإن السعيد لا تضره ذنوبه والشقي لا ينفعه بره.

والحبية - قالوا: من شرب كأس محبة الله تعالى سقطت عنه عبادة الاركان.

والخوفية - قالوا: من أحب الله تعالى لم يسعه أن يخافه، لان الحبيب لا يخاف حبيبه.

والفكرية-قالوا:من أزداد علما أسقط عنه بقدر ذلك من العبادة.

والخشبية-قالوا:الدنيا بين العباد سواء، لا تفاضل بينهم فيما ورثهم أبوهم آدم.

والمنيه-قالوا:منا الفعل ولنا الاستطاعة.[254]

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

[254] تفسیر القرطبی ج4 ص164۔